شام
شرق اردن
فلسطین
عراق
کویت
مدینہ منورہ
جدہ
مکہ مکرمہ
یمن
عمان
...ر ۱۹۲ء میں پہلی دفعہ طبع ہوئی
...یمت دو روپے آٹھ آنہ

Marfat.com

(تمام حقوق بحق میاں عبدالمجید مالک پیسہ اخبار لاہور محفوظ ہیں کوئی صاحب بلا قصد طبع نہ فرمائیں)

تاریخ اسلام کا پہلا حصہ

فتوح الشام مکمل

مرتبہ

مورخ اسلام مولانا محمد صادق حسین صاحب صدیقی سردھنوی

جسمیں

مجاہدین اسلام کے شاندار کارنامے نہایت سلیس اردو زبان میں بیان کئے گئے ہیں تاکہ کوئی گنجلک نہ رہنے پائے اور پڑھنے والوں کو ہیجان نہ ہو۔

منشی صادق حسین صاحب کے حسب ذیل ناول کارخانہ پیسہ اخبار لاہور سے طبع ہو چکے ہیں

آستانہ کی حور۔ سعید و فلپانہ۔ معشوقہ ہند۔ اورنگزیب عالمگیر۔ ارمنیا کا چاند۔ مصطفےٰ کمال، فتح قسطنطنیہ۔ فتح یرموک۔ فتح انطاکیہ۔ جوش جہاد۔ شیر دکن۔ سلطان ٹیپو۔ دکن کے چار چاند۔ دامن ابوالہول وغیرہ وغیرہ

حسب ایمائے مبارک

جناب حاجی مولوی عبدالمجید صاحب مالک پیسہ اخبار لکھکر تیار ہوئی اور ۱۹۴۳ء میں پہلی دفعہ طبع ہوئی

قیمت دو روپے آٹھ آنے

Marfat.com

۳۷۹۷

تاریخی سرمایہ

واقعات وحالات بتاتے ہیں کہ جوں جوں انسانی تمدن نے ترقی کی خود بخود تاریخ و تذکرے پیدا ہوگئے۔ اکثر فخر و ترجیح کے موقعوں پر لوگ اپنے اسلاف کے کارنامے بیان کرتے تھے۔ پچھلی لڑائیوں اور معرکوں کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ پرانی عادات و رسوم کی یادگاریں قائم و محفوظ رکھی جاتی تھیں یہی چیزیں تاریخ کا سرمایہ قرار پائیں ٭

عرب کی خصوصیت

مگر عرب کو اس میں بھی خصوصیت حاصل رہی۔ انساب کا چرچہ ان میں بہت زیادہ تھا۔ ہر عرب اور عرب کا ہر بچہ اپنے آباء و اجداد کے نام دس دس بارہ بارہ پشتوں تک یاد رکھتے تھے۔ یہانتک کہ صرف انسانوں ہی کے نہیں بلکہ گھوڑوں اور اونٹوں کے نسب نامے تک بڑی احتیاط سے محفوظ رکھے جاتے تھے۔ ہر عرب اپنے اور اپنے جانوروں کے نسب نامے یاد رکھتا تھا اور ان پر فخر کرتا تھا ٭

ایام جاہلیت میں عربوں کی فصاحت و بلاغت اور زباں دانی کا یہ عالم تھا کہ اونٹ چرانے والے بدو جو جنگلوں میں رہتے تھے اور جنہیں لکھنے پڑھنے سے کچھ سروکار نہ تھا۔ ساری دنیا کو گونگا اور جاہل سمجھتے تھے۔ ان کی شاعری کا یہ عالم تھا کہ مرد اور عورتیں ہی نہیں بچہ بچہ شاعر تھا اور بہترین

شعر کہتا تھا۔ ان اشعار میں اپنے نسب کا تذکرہ اور گذشتہ معرکوں کا ذکر بڑے فخر سے کیا جاتا تھا اور الفاظ کے ذریعہ سے کچھ ایسی تصویر کھینچی جاتی تھی کہ آنکھوں کے سامنے نقشہ کھینچ جاتا تھا۔

تاریخ کی ترقی

رفتہ رفتہ تاریخ کو ترقی ہوتی گئی اور وہ ایک مستقل فن بن گئی۔ جب اسلام کا ظہور ہوا تو فن تاریخ کو اور بھی ترقی ہوئی۔ آنحضور صلعم۔ خلفائے راشدین صحابۂ کرام۔ امہات المومنین اور صحابیات کے ذرا ذرا سے واقعات یاد رکھے گئے۔ چونکہ ابتدائی زمانہ میں مسلمان زیادہ تر جہاد میں مصروف و مشغول رہے اس لیے یہ حالات قلمبند نہ کیے جا سکے بلکہ سینہ بہ سینہ چلے آئے۔ جب مسلمانوں نے دنیا میں امن قائم کر دیا اور انہیں قدرے اطمینان ہوا تب تفسیر۔ حدیث اور فقہ وغیرہ کی تدوین شروع ہوئی۔ ان علوم کے ساتھ ساتھ تاریخ و تذکرہ کی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ سب سے پہلی تاریخ سیرۃ النبوی پر محمد بن اسحاق نے ۱۵۱ھ میں لکھی۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ

رفتہ رفتہ فن تاریخ نے بڑی ترقی کی اور مشہور و ماہر مورخ پیدا ہوئے ان میں ابو مخنف کلبی اور واقدی رحمتہ اللہ علیہ زیادہ مشہور ہیں۔ ان دونوں نے نہایت عمدہ۔ مشرح اور جدید عنوانوں پر کتابیں لکھیں۔ مخنف کلبی نے ازواج اسلام۔ قریش کے پیشے۔ قبائل عرب۔ مناظرانہ جاہلیت اور اسلام کے احکام پر مستقل رسالے لکھے۔

Marfat.com

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ مجاہدین اسلام کے کارنامے لکھے۔ اس کتاب کا نام تاریخ **واقدی** رکھا۔ یہ تاریخ دنیا بھر میں موجود اور مشہور ہے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کی تیاری میں بڑی مشقت برداشت کی انہوں نے ہر واقعہ کی کئی کئی لوگوں سے تصدیق کی۔ جس واقعہ میں اختلاف ہوا۔ اسے تحریر نہیں کیا۔ معتبر اور ثقہ راویوں کی روایتوں پر اعتماد کیا۔ چنانچہ فتوح الشام کی تیسری جلد میں انہوں نے لکھا ہے۔

"اس خدا کی قسم جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور جو ظاہر و پوشیدہ کا جاننے والا ہے کہ میں نے فتوح الشام کی خبروں میں صدق اور راستی پر اعتماد کیا ہے۔ اور میں نے کسی واقعہ کو بغیر تصدیق کئے نہیں لکھا۔"

واقعات و حالات سے بھی یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے بڑی تحقیق و تصدیق کے بعد اپنی تاریخ لکھی ہے۔ ہر واقعہ کے متعلق ثقہ راویوں پر اعتماد کیا ہے۔ ایسی حالت میں انہیں ضعیف الروایات خیال کرنا صحیح نہیں ہے۔

فتوحُ الشّام

واقدی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ فتوح الشام نہایت معرکہ کی کتاب ہے میں نے واقدی ہی کی فتوح الشام کو اپنی زبان میں پیش کیا ہے۔ یہ فتوح الشام کا لفظی ترجمہ نہیں ہے۔ لفظی ترجمہ کو لوگ پڑھتے ہوئے گھبراتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ :-

Marfat.com

"ملک شام میں جو معرکے ہونگے ان کا ذکر ہمیشہ باقی رہے گا۔"

ہیبتناک معرکے

حقیقت یہ ہے کہ ملک شام کے اکثر معرکے بڑے ہی ہیبتناک ہیں۔ مسلمانوں کی سرفروشیاں بڑی حیرتناک ہیں۔ رستن کا قلعہ نہایت مضبوط تھا۔ جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اس کا فتح کرنا آسان نہیں ہے تو بیس مسلمانوں کو صندوقوں میں بند کر کے رستن کے والی کے پاس بھیج دیا اور کہلا دیا یہ صندوق امانت کے طور پر رکھ لو۔ والی رستن نے انہیں اپنی بیوی ماریہ کے محل میں پہنچا دیا۔ رات کو مسلمانوں نے صندوقوں میں سے نکل کر شمشیر زنی شروع کر دی اور رستن پر قبضہ کر لیا۔

حمص کے مقام پر ایک نہایت قوی ہیکل گبر لڑنے کے لئے آیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں پہنچے۔ اثنائے جنگ میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ انہوں نے گبر کو اپنی آغوش میں لے کر اس قدر بھینچا کہ اسکی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔

یرموک کے مقام پر دس بارہ لاکھ عیسائی لڑنے کے لئے آئے۔ مسلمان چالیس ہزار کے قریب تھے۔ عیسائیوں میں ساٹھ ہزار عرب متنصرہ تھے۔ ساٹھ مسلمانوں نے ساٹھ ہزار عرب متنصرہ سے لڑ کر انہیں ہزیمت دی۔

اسی یرموک کے مقام پر جب تمام رومی لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تو مسلمان اس جوش و خروش سے لڑے کہ رومیوں پر ان کی ہیبت چھا گئی۔ ایک رومی سردار دریجان بھی ایک لاکھ کی جمعیت سے اس معرکہ میں موجود تھا وہ مسلمانوں کی سرفروشی کو دیکھ کر اسقدر ڈرا کہ اس نے اپنے

منہ پر کپڑا لپیٹ لیا تاکہ ہولناک خونریزی کو نہ دیکھ سکے ۔ حضرت ضرار رضؓ نے اس کے پاس پہنچ کر نیزہ سے اسے مار ڈالا ۔

اسی قسم کے متعدد واقعات اس فتوح الشام میں بیان ہوئے ہیں اور ایسے حالات بھی ہیں جن کو پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے ۔

یہ واقعہ ہے کہ مسلمانوں کے کارنامے ایسے ہیں جن کو پڑھ کر بڑی حیرت ہوتی ہے ۔

اس تاریخ کے ہمراہ ایک نقشہ بھی دیدیا گیا ہے ۔ اس سے واقعات سمجھنے میں کافی مدد ملے گی ۔ اصغر صادق)

Marfat.com

تاریخ اسلام کا حصہ

فتوح الشام مکمل

(پہلی جلد)

(از قلم مورخ اسلام مولانا محمد صادق حسین صاحب صدیقی سردھنوی)

زمانہ جاہلیت

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا زمانہ جاہلیت کا زمانہ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اسوقت اہل عرب خدا۔ رسول اور شریعت سے بالکل ناواقف اور جاہل تھے۔ ان میں زیادہ تر بت پرست تھے۔ کچھ صابئین بھی تھے یعنی ستارہ پرست۔ ایران میں ستارہ پرستی ہوتی تھی۔ غالباً ایرانیوں سے عربوں نے کواکب پرستی اختیار کی۔ سرحدی عرب عیسائی بھی ہوگئے تھے۔ وہ عرب مشعرہ کہلاتے تھے۔

یوں تو عرب بڑے غیور تھے لیکن ان میں بہت سی بری عادتیں پیدا ہوگئی تھیں۔ اس لئے ان کی غیرت وحمیت زنگ خوردہ ہوگئی تھی اور وہ نیم وحشی ہوکر رہ گئے تھے۔ چوری۔ ڈکیتی۔ غارتگری۔ شراب خوری اور جوا ان کے رات دن کے مشاغل ہوگئے تھے۔ دختر کشی کی رسم عام ہوگئی تھی۔ بعض عیسائی مورخین نے لکھا ہے کہ افلاس کے خوف سے وہ اپنی بیٹیوں کو قتل کر ڈالتے تھے" یہ بات غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان میں

Marfat.com

جذبۂ غیرت وحمیت اسلامیہ بڑھ گیا تھا کہ وہ کسی کو اپنا داماد بنانا گوارا نہ کرتے تھے ۔ اس لئے بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے یا زندہ دفن کر دیتے تھے ۔ اگر افلاس کا خوف ہوتا تو لڑکوں کو بھی مار ڈالا کرتے ۔

عربوں میں دنیا بھر کی بداخلاقیاں پیدا ہو چکی تھیں ۔ بت پرستی سے ان کا ضمیر مردہ ہو چکا تھا ۔ خدا کو وہ بھول گئے تھے ۔ نہایت مبتذل حالت میں تھے ۔

دُنیا کی کیفیت

جبکہ اہل عرب کی یہ حالت تھی اسوقت ربع مسکوں پر کفر وجہل کے بادل چھائے ہوئے تھے ۔ ایرانیوں کی حالت بھی عربوں سے کچھ کم نہ تھی ۔ وہ بھی شراب پیتے ۔ جوا کھیلتے اور بدکاری کرتے تھے ۔ ستاروں اور آگ کو پوجتے تھے ۔ یزداں اور اہرمن دو خداؤں کو مانتے تھے ۔

چینیوں کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی ۔ وہاں بھی قتل وغارتگری کا بازار گرم تھا ۔ ڈکیتی اور راہزنی عام تھی ۔ بے حیائی کو بُرا نہ سمجھا جاتا تھا ۔ بت پرستی ان کا شعار تھا ۔ خدا سے واقف نہ تھے ۔

ہندوستانیوں کی حالت اور بھی ابتر تھی ۔ قمار بازی عام تھی ۔ ایک ایک بیوی کے پانچ پانچ خاوند ہوتے تھے ۔ پانڈو پانچ بھائی تھے اور پانچوں کی ایک بیوی دروپدی تھی ۔ ان پانڈوؤں نے دروپدی کو جوئے میں ہار دیا تھا ۔ بے حیائی کا یہ عالم تھا کہ سگی بہنوں سے شادی کر لیتے تھے ۔ چنانچہ سندھ کے راجہ نے جس کا نام داہر تھا اپنی حقیقی بہن ماٹی سے شادی کی تھی ۔ ہندوستان میں بت پرستی عام تھی ۔ پتھروں اور دھاتوں کے بتوں کو پوجتے تھے ۔ درختوں

پہاڑوں - حیوانوں - سانپوں - ستاروں - دریاؤں - حتیٰ کہ انسانی شرمگاہوں تک کو پوجتے تھے اور اب بھی پوجتے ہیں -

اسوقت یہودی اور عیسائی بھی بہک گئے تھے - یہودیوں نے ایک خدا کے دو خدا بنالئے - وہ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہنے لگے تھے - عیسائی تین خدا کے قائل ہوگئے تھے - انہوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا لیا تھا - اور روح القدس (حضرت جبرئیل) کو خدائی میں شریک سمجھتے تھے -

غرض ساری دنیا میں کفر وجہل چھایا ہوا تھا +

طلوعِ آفتاب

اسوقت پروردگارِ عالم نے اپنے بندوں کی ہدایت رہبری کے لئے حضرت محمد صلعم کو پیدا کیا - آپ کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول سنہ عالم الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۱ء دوشنبہ کے روز صبح صادق کے وقت ہوئی +

بعثت نبوت

جب آپ کا سن چالیس سال کا ہوا تو آپ خلعتِ نبوت سے آراستہ ہوئے - آپ کو حکم ہوا کہ بت پرستی کے خلاف جہاد کرو - خدا کی عظمت و بزرگی بیان کرکے مخلوق کے سروں کو خالق کے سامنے جھکوادو -

یہ کام آسان نہیں تھا - عرب اپنے باطل معبودوں کے خلاف ایک لفظ سننا بھی گوارا نہ کرسکتے تھے - لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خطرہ کی پرواہ نہیں کی اور "لا الٰہ الا اللہ" یعنی سوائے اللہ کے

کوئی معبود نہیں ہے" کا نعرہ بلند کر دیا۔

یہ غیر مانوس نعرہ سنکر تمام اہل عرب بھڑک اٹھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم کو ایذائیں دینی شروع کر دیں۔ طرح طرح کی سختیاں کرنے لگے۔ لیکن سعید روحیں اسلام کی طرف کھنچنے لگیں۔ اس سے عرب والوں کو روحی اذیت پہنچی ؛

ہجرت

مشرکین عرب نے رسول اللہ صلعم کو قتل کرنے کی سازش کی۔ خدا نے اپنے حبیب کو کافروں کی سازش سے مطلع کر کے ہجرت کا حکم دیدیا۔ رسول اللہ صلعم رات کو اپنے قلبی دوست حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے اور مکہ سے تین میل چل کر غارِ ثور میں جا چھپے۔ چند روز کے بعد وہاں سے نکل کر مدینہ پہنچے۔ اہل مدینہ نے حضور کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ بڑی عزت و عظمت کی مدینہ کے عرب بت پرستی سے توبہ کر کے مسلمان ہونے لگے۔ اس سے مسلمانوں کی جمعیت کچھ بڑھ گئی ؛

اذنِ جہاد

مکہ کے مشرکین اسلام اور مسلمانوں کی ترقی دیکھ دیکھ کر رشک و حسد سے جلے جا رہے تھے۔ انہوں نے مدینہ میں جا جا کر مسلمانوں پر دست درازیاں شروع کیں۔ جب مسلمانوں کی مظلومی اور بیچارگی حد سے بڑھ گئی تو رحمتِ خداوندی کو جوش آگیا۔ مسلمانوں کو جہاد کا حکم دیدیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے جہاد کے لئے سب سے پہلے یہ آیۃ نازل فرمائی :-

Marfat.com

"قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ" یعنی "اللہ کی راہ میں تم ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔"

اس حکم خداوندی کے بعد مسلمانوں نے حفاظتِ خوداختیاری کے لیے ہتھیار سنبھالے اور جب کبھی عرب کے مشرکوں نے ان پر حملہ کیا۔ وہ نہایت بہادری سے ان سے لڑے۔ چونکہ اکثر معرکوں میں مشرکوں کو شکست ہوئی۔ ان کے بڑے بڑے سردار میدانِ جنگ میں مارے گئے اس لئے آخر انہوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی۔ اور رفتہ رفتہ مشرکین بھی اسلام کو اچھا اور سچا مذہب سمجھ کر مسلمان ہونے لگے۔

عیسائیوں کی دل آزاری

عرب کے بعض مشرکوں اور یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کو برانگیختہ کرنا شروع کیا۔ ملک شام میں عیسائیوں کی زبردست حکومت تھی۔ اسوقت ہرقل اعظم عیسائیوں کا شہنشاہ تھا۔ عرب کی سرحد تک ان کی حکومت پھیلی ہوئی تھی۔ اس کا ایک گورنر بصری میں رہتا تھا جو عرب کے سرحدی مقامات کا حکمران سمجھا جاتا تھا۔ چند مشرکین اور یہودی مل کر بصری کے گورنر کے پاس گئے تاکہ اسے اسلامی سلطنت کا خوف دلا کر عرب پر چڑھا لائیں۔

آنحضور صلعم کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی۔ آپ نے ایک خط دعوتِ اسلام کا لکھ کر حارث بن عمیر کے ہاتھ گورنر بصری کے پاس روانہ کیا۔ جب حارث موتہ میں پہنچے جو سرحد شام کے قریب واقع ہے تو انہیں وہاں کے عیسائی حاکم شرجیل بن غسانی نے گرفتار کر کے شہید کر ڈالا۔ کوئی قوم بھی کسی

Marfat.com

سفیر کو گرفتار یا قتل نہیں کرتی لیکن عیسائیوں نے یہ درندگی کی۔ اسی وقت سے عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کا دروازہ کھل گیا۔

جنگِ موتہ

جب رسول اللہ صلعم کو حضرت حارثؓ کے شہید کئے جانے کا علم ہوا تو آپ نے تین ہزار مجاہدوں کو حارثؓ کا قصاص لینے کے لئے روانہ کیا اور فرمایا کہ "ہم نے اس لشکر الٰہی کا سردار بن حارث (یہ غلام تھے) کو مقرر کیا۔ اگر زید شہید ہو جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب سردار رہوں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ سردار رہوں۔ ان کے شہید ہو جانے پر جسے فوجی لوگ پسند کریں اپنا سردار بنا لیں۔

مسلمانوں کی لشکر کشی کی خبر پا کر بُصریٰ کا فرمانبردار ایک لاکھ فوج گراں لے کر مقابلہ کے لئے آیا۔ اسنے ہرقل اعظم کو بھی مدد کے لئے لکھا ہرقل اعظم بھی ایک لاکھ لشکر لے کر اپنے دار السلطنت انطاکیہ سے چل کر وادئ بلقا میں آیا اور مقام مازن میں خیمہ زن ہو گیا۔

شرجیل بن غسان ایک لاکھ عیسائیوں کو لے کر مسلمانوں کے سامنے آگیا۔ موتہ کے مقام پر دونوں لشکروں کا سامنا ہو گیا۔ مسلمان صرف تین ہزار تھے وہ کچھ متردد ہوئے لیکن عبداللہ بن رواحہ نے ایک پرجوش تقریر کی مسلمانوں میں جوشِ جہاد اور شوقِ شہادت کا سیلاب امنڈ آیا۔ وہ ایک لاکھ عیسائیوں سے جا ٹکرائے۔ عیسائیوں نے ان پر پُر زور حملہ کیا گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ تلواریں زور شور سے چلنے لگیں۔ سر کٹ کٹ کر اچھلنے لگے۔ لاشوں کے انبار لگ گئے۔ خون کے دریا

Marfat.com

بہہ گئے۔

اتفاق سے حضرت زیدؓ شہید ہو گئے۔ فوراً حضرت جعفرؓ نے علم ہاتھ میں لیا اور نہایت دلیری سے لڑے۔ کچھ دیر کے بعد وہ بھی شہید ہو گئے اب حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے علم سنبھالا۔ انہوں نے بھی خوب دادِ جوانمردی دی مگر وہ بھی شہید ہو گئے۔

اب مسلمانوں نے حضرت خالدؓ کو اپنا امیر مقرر کر لیا۔ حضرت خالدؓ نے علم ہاتھ میں لے کر اس شدت سے حملہ کیا کہ رومیوں پر ان کی ہیبت چھا گئی یا تو مسلمان مغلوب نظر آ رہے تھے یا نقشہ جنگ ہی بدل گیا۔ اب مسلمان غالب اور رومی مغلوب نظر آنے لگے۔

سیفُ اللہ

آنحضور صلعم کو از روئے کشف و کرامات مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے اس جنگ کا رتی رتی حال معلوم ہو رہا تھا۔ آپ مسلمانوں سے حالاتِ جنگ بیان کرتے جاتے تھے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

"مسلمانو! تمہارے مجاہد بھائی عیسائیوں سے ٹکرا گئے۔ زیدؓ شہید ہو گئے اللہ تعالےٰ نے انہیں بخشدیا۔ جعفرؓ بھی شہید ہو گئے خدا نے انہیں بھی بخشدیا اور انہیں دو پر عطا کر دیئے۔ (اسی روز سے حضرت جعفر جعفر طیار کے لقب سے مشہور ہو گئے) اب عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہو گئے۔ اللہ نے انہیں بھی بخشدیا۔ یہ تینوں جنت میں داخل ہو گئے اور تختِ زریں پر بٹھائے گئے۔ اب اسلامی علم سیفٌ مِنْ سُیُوفِ اللہ یعنی اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد) نے لیا ہے اسی روز سے

Marfat.com

حضرت خالد کا لقب سیف اللہ مشہور ہو گیا۔

حضرت خالدؓ نے اس جوش سے حملہ کیا اور مسلمان اس بہادری سے لڑے کہ عیسائیوں کے قدم اکھڑ گئے۔ بے شمار عیسائی مارے گئے۔ بارہ مسلمان شہید ہوئے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو زبردست فتح حاصل ہوئی۔

غزوۂ تبوک

عیسائیوں نے جنگ موتہ کا انتقام لینے کے لئے پھر جنگی تیاریاں شروع کیں۔ شرجیل نے قیصر سے مدد طلب کی۔ ہرقل اعظم یعنی عیسائی قیصر نے چالیس ہزار سوار اس کی مدد کو بھیجدیئے۔ اور خود بھی لشکر گراں لے کر شرجیل کی مدد کو چلا۔

رسول اللہ صلعم کو بھی عیسائیوں کی اس تیاری کا علم ہو گیا۔ حضور نے بھی تیاری شروع کی۔ آپ نے اس موقعہ پر چندہ کا اعلان کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے جو کچھ مال و اسباب گھر میں تھا آدھا اہل و عیال کے لئے رکھا اور آدھا چندہ میں لا کر جمع کر دیا۔ حضرت عثمانؓ غنی نے نو سو اونٹ سو گھوڑے اور ایک ہزار اشرفیاں دیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے گھر کا تمام مال و اسباب دیدیا۔ جب حضور نے پوچھا "گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا"۔

آپ نے عرض کیا "اللہ کا نام چھوڑ آیا ہوں"۔

تیس ہزار مسلمان جمع ہوئے۔ فوراً رسول اللہ صلعم اس لشکر کو لے کر تبوک کی طرف چلے وہاں عیسائی لشکر موجود تھا وہ اسلامی لشکر کی

Marfat.com

آمد کی خبر سنکر وہاں سے فرار ہو گیا۔ ہرقل اعظم بھی کترا کر چلا گیا؂

رسول اللہ صلعم کی وفات

سلھ میں رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوا کہ عیسائی پھر جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ حضور نے بھی لشکر فراہم کیا اور حضرت اسامہؓ بن زید کو افسر مقرر کر کے روانگی کا حکم دیا۔ ابھی یہ لشکر مدینہ سے نکل کر ایک کے فاصلہ پر مقام جرف میں پہنچا تھا کہ رسول اللہ صلعم کی طبیعت خراب ہو گئی۔ حضرت اسامہؓ آپ کی عیادت کو آئے۔ اس سے لشکر کی روانگی ملتوی ہو گئی اور رسول اللہ صلعم نے ۱۲ ربیع الاول سلھ کو دوشنبہ کے روز سہ پہر کے وقت وفات پائی۔

مسلمانوں پر کوہِ غم ٹوٹ پڑا۔ ہر شخص فرطِ رنج و غم سے دل شکستہ اور بدحواس ہو گیا؂

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اولؓ

حضور کی وفات کے بعد ہی حضور کی جانشینی کا مسئلہ پیش ہو گیا۔ ثقیفہ بنو ساعدہ میں جو اسوقت اہل مدینہ کی چوپال تھی انصار یعنی مدینہ کے لوگ جمع ہوئے اور خلیفہ کا انتخاب کرنے لگے۔ مہاجرین کو بھی معلوم ہو گیا وہ بھی وہاں پہنچ گئے اب انصار کہتے تھے کہ خلیفہ ان میں سے ہو اور مہاجرین کو اصرار تھا کہ مہاجرین میں سے ہو۔

اس بات پر ردوکد شروع ہوئی۔ اس معاملہ نے ایسا طول کھینچا کہ تلواریں میانوں سے نکل آئیں۔ قریب تھا کہ کشت و خون ہو جائے اور

Marfat.com

مسلمان آپس میں لڑنے لگیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کو اطلاع ہوئی۔ وہ حضرت عمر فاروق رضؓ۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح اور چند اور مہاجرین کو ساتھ لے کر تقیفہ بنو ساعدہ میں گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے دیکھا کہ تمام مجمع برافروختہ ہے۔ لوگ سخت مشتعل ہو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک مدلل تقریر کی۔ مگر لوگوں پر ان کی تقریر کا کچھ زیادہ اثر نہ ہوا۔ اسی وقت حضرت بشیرؓ نے جو انصاری تھے کہا۔ مجھے ایک حدیث یاد آئی ہے۔ حضور نے فرمایا تھا "اَلْاُمَّتہ مِنْ قُرَیْش" یعنی امام قریش میں سے ہونگے"۔

یہ حدیث اکثر لوگوں کو یاد آ گئی۔ تمام مجمع دفعتہً خاموش ہو گیا۔ مخالفت و عداوت کا بڑھتا ہوا سیلاب ایک دم رک گیا۔ اسلام نے عربوں کو اسقدر مخلص اور حق پسند بنا دیا تھا کہ وہ حق بات کو فوراً قبول کر لیتے تھے۔

مجمع کے خاموش ہوتے ہی حضرت ابوبکر صدیق نے کہا "عمر فاروق اور ابوعبیدہ یہ دونوں بزرگ ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو اپنا خلیفہ منتخب کر لو"۔

حضرت عمر نے جلدی سے کہا۔ نہیں نہیں خدا کی قسم میں اس بارِ گراں کے اٹھانے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابوبکر صدیق ہم سب میں افضل ہیں۔ یہ ہجرت کے وقت آنحضور صلعم کے رفیق رہے۔ حضور کی علالت کے زمانہ میں انہوں نے امامت کی ہے۔ خلافت کے بھی مستحق ہیں"۔

سب نے اس بات کی تائید کی۔ اور کہا کہ "ہاتھ بڑھائیے۔ ہم آپ کے ہاتھ پر خلافت کے لئے بیعت کرتے ہیں"۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق کا استقلال

آنحضور صلعم کی وفات کی خبر سنتے ہی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہو گئے۔ مرد تو مرد عورتوں نے نبوت کے دعوے شروع کر دئیے۔ اِدھر اُن مسلمانوں نے جو حال ہیں مسلمان ہوئے تھے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ ان باتوں سے تمام عرب میں فتنۂ ارتداد کے شعلے بھڑک اٹھے۔ نوبت یہانتک پہنچی کہ فتنہ پردازوں نے مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ اس سے مسلمانوں میں عام بے چینی اور اضطراب رونما ہو گیا۔ لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ مطلق نہیں گھبرائے۔ وہ ہر فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

انہوں نے سب سے پہلے حضرت اسامہؓ کو عیسائیوں کے مقابلہ میں روانہ کیا۔ حالانکہ دور اندیش مسلمانوں نے اس کی سخت مخالفت کی۔ سمجھایا کہ اس لشکر سے مدینہ کی حفاظت کی جائے مگر حضرت صدیق نے فرمایا۔ جس لشکر کو رسول اللہ صلعم نے عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ میں اسے نہیں روک سکتا۔ خواہ نتیجہ کچھ ہی ہو۔"

آخر یہ لشکر گیا اور عیسائیوں پر اپنا رعب قائم کر کے چلا آیا۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت صدیق کے عزم و استقلال اور جرأت و ہمت سے تمام جھوٹے نبیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ فتنہ ارتداد دور ہو گیا۔ مرتدوں نے نئے سرے سے اسلام قبول کیا اور تمام عرب میں پھر امن و سکون قائم ہو گیا۔

جبکہ مسلمان فتنہ عرب کے دور کرنے میں مصروف تھے اسوقت ایک طرف تو شاہ ایران نے مسلمانوں پر یورش کر دی دوسری طرف ہرقل اعظم نے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جنگی تیاریاں شروع کیں۔ حضرت ابوبکر صدیق کو معلوم ہوا!

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ مسلمان عراق میں ایرانیوں سے مصروف جنگ تھے۔ عیسائیوں نے یہ مناسب سمجھا کہ اسوقت عرب پر حملہ کرکے نوزائیدہ اسلامی سلطنت کا تختہ الٹ دیا جائے۔ ہم نے مختصراً یہ واقعات اس لئے بیان کئے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ملک شام پر لشکر کشی کیوں ہوئی ؟

فتوحاتِ شام

عیسائیوں کی اس پیش دستی نے ہی مسلمانوں کو ملک شام کی فتح پر آمادہ کردیا۔ یہاں سے واقدی کی فتوح الشام شروع ہوتی ہے۔

اعلانِ جہاد

حضرت ابوبکر صدیق نے عیسائیوں کی تیاری کا حال سنتے ہی ایک روز اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ جمع کرکے کہا۔

"مسلمانو! ہرقل اعظم نے عرب پر حملہ کرنے کے لئے عظیم الشان پیمانہ پر جنگی تیاریاں کی ہیں۔ غالباً انہ یہ سمجھا ہے کہ اسوقت مسلمان ایرانیوں سے مصروف جنگ ہیں۔ عیسائیوں کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ مسلمان خدا کے پسندیدہ بندے ہیں۔ وہ کسی سے مرعوب ہونا اور ڈرنا نہیں جانتے۔

مسلمانو! تمہیں اللہ تعالےٰ نے اسلام کی فضیلت عطا فرمائی۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنایا اکثر معرکوں میں تمہیں فتح و فیروزی دی۔ یہ محض اس لئے کہ تم حامل دین اسلام ہو۔ اور اسلام خدا کا پسندیدہ مذہب ہے اللہ جل شانہٗ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے:۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الاِسْلَامَ دِیْنَ۔
یعنی آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہوا"۔
مسلمانو! تمہیں یہ بات معلوم ہو گی کہ رسول اللہ صلعم نے عیسائیوں کی زیادتیاں دیکھکر ملک شام میں جہاد کرنے کا ارادہ فرمایا تھا لیکن اس قصد کے قبل ہی خدا نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔
رسول اللہ صلعم نے قبل از وفات مجھے فرمایا تھا۔ "زُوِیَتْ لِیَ الْاَرْضُ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَهَا وَ مَغَارِبَهَا وَسَيَبْلُغُ مُلْكُ اُمَّتِی مَا زُوِیَ لِی مِنْهَا"۔
یعنی "میرے لئے زمین لپیٹی گئی۔ میں نے مشرق سے مغرب تک دیکھا اور میری امت کا ملک وہیں تک پہنچے گا جہاں تک کہ زمین لپیٹی گئی ہے"۔
اب میرے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں عیسائیوں کو انہیں کے ملک میں روکنے کے لئے ان پر لشکر کشی کروں۔ اس باب میں تمہارا کیا مشورہ ہے"
تمام صحابہ نے بالاتفاق عرض کیا "ہم آپ کے فرمانبردار ہیں جو حکم ہو گا تعمیل کریں گے۔ آپ کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔ اللہ تعالٰے قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے:۔
"اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ" یعنی اللہ کی۔ اس کے رسول کی اور سلطان بادشاہ کی اطاعت کرو۔
حضرت ابو بکر صدیق ان کا یہ جواب سنکر نہایت خوش ہوئے انہوں نے اسی روز اعلان جہاد کر دیا۔ اور یمن۔ مکہ اور عرب کے دوسرے شہروں اور ملکوں کے امرا کے نام حسب ذیل خطوط لکھ کر روانہ کئے:۔

Marfat.com

یہ خط ہے عبداللہ بن ابی قحافہ کی طرف سے تمام مسلمانوں کو حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ مینے عزم بالجزم کر لیا ہے کہ مجاہدین اسلام کو ملک شام میں کفار و اشرار کے مقابلہ کے لئے بھیجوں تاکہ مسلمان اس ملک کو فتح کرلیں۔ لہذا تم اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی طرف دوڑو۔"

ان خطوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس رضؓ بن مالک کے ہاتھ روانہ کیا۔ اور مسلمانوں کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ چند ہی روز کے بعد انس واپس آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے دریافت کیا" کہو اے بیٹے مالک کے کیا خبریں لائے ہو؟"

انس نے جواب دیا" مژدہ ہو اے خلیفہ رسول صلعم میں خوشخبری لے کر آیا ہوں۔ جوں ہی مینے اہل یمن کو آپ کا خط پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے آپ کا حکم دل و جان سے قبول و منظور کیا۔ فوراً سامان جنگ اور زاد راہ فراہم کرنے لگے۔ وہ عنقریب آنے والے ہیں۔ میں خوشخبری پہنچانے کے لئے ان سے پہلے آ گیا ہوں"۔

حضرت صدیق کو بڑی مسرت ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک روز اہل مدینہ کے چند لوگوں نے اہل یمن کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہ دوڑ کر حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خدمت میں یہ خوشخبری لے کر آئے۔

حضرت صدیق رضؓ بہت خوش ہوئے اور صحابۂ کبار کو ہمراہ لے کر ان کے استقبال کے لئے مدینہ منورہ سے باہر نکلے انہوں نے دور سے مجاہدین اسلام کو آتے ہوئے دیکھا۔ اسلامی علم ہوا میں لہرا رہے تھے ہر قبیلہ کا علم جدا تھا۔ اور ایک قبیلہ دوسرے کے پیچھے تھا۔ اکثر مجاہدین معہ اہل و عیال کے آئے تھے۔

سب سے آگے یمن والوں میں قبیلۂ حمیر تھا۔ حمیری سوار زرہیں پہنے آہنی خود اوڑھے۔ عربی کمانیں شانوں پر اور تلواریں پر تلے میں لٹکائے بڑی شان سے آرہے تھے۔ سب سے آگے **ذوالکلاع الحمیریؓ** تھے۔ وہ عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ جب وہ حضرت صدیقؓ کے قریب آئے تو انہیں سلام کیا اور بلند آواز سے اپنے قبیلہ کی بہادری کے متعلق چند عربی اشعار پڑھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ ان اشعار کو سنکر ہنسے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "مجھے یاد ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ "اِذَا اَقْبَلَتْ حِمْیَرُ وَمَعَھَا وَنِسَاؤُھَا تَحْمِلُ اَوْلَادَھُنَّ فَاَبْشِرُوْا النَّصْرَ اللّٰہِ لِلْمُسْلِمِیْنَ عَلٰی اَھْلِ الشِّرْکِ اَجْمَعِیْنَ۔ یعنی "جب قبیلۂ حمیر مع اہل و عیال اور مال و متاع کے آئے گا اس وقت مسلمان مشرکین پر فتح پائیں گے"۔

قبیلہ حمیر آگے بڑھ گیا۔ ان کے پیچھے قوم مذحج اصیل عربی گھوڑوں پر سوار ہتھیار لگائے۔ پرے باندھے آئی۔ ان سواروں سے آگے انکے سردار قیس بن ہبیرالمرادی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچکر انہوں نے بھی سلام کیا۔ اشعار پڑھ کر اپنا پتہ نشان بتایا اور اپنی قوم کی بہادری کی تعریف کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انہیں دعائے خیر دی۔ وہ بھی آگے بڑھ گئے۔

ان کے پیچھے قبیلۂ طے آیا۔ طے کے سردار حابس بن سعید الطائی سب سے آگے تھے۔ جب وہ حضرت صدیق کے سامنے آئے تو انہوں نے گھوڑے سے اترنے کا قصد کیا۔ حضرت صدیق نے انہیں منع کیا اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد قوم ازد بھاری جمعیت کے ساتھ آئی۔ سب سے آگے ان کے سردار جندبؓ بن عمر الدوسی تھے۔ اس گروہ کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ نے عرض کیا۔ "جہاد کرنے کے لئے"۔

حضرت صدیق۔ مگر تم تو جنگ کے اصولوں سے بہت کم واقف ہو۔

ابو ہریرہ۔ صحیح یہ ہے کہ میرے آنے کے دو سبب ہیں۔ ایک جہاد کا ثواب حاصل کرنا۔ دوسرے ملک شام کے میوے کھانا۔

حضرت صدیقؓ ہنسے قوم ازد بڑھ گئی اس کے پیچھے قبیلہ بنو عبس آیا۔ اس قبیلہ کے سردار میسرہ بن مسروق عبسی تھے۔ ان کے پیچھے قوم کنانہ تھی ان کے سردار قثم بن اشیم الکنانی تھے۔ تمام قبائل معہ اہل و عیال کے آئے تھے۔

یہ تمام قبیلے مدینہ منورہ کے گرد الگ الگ مقیم ہو گئے۔ لوگوں کی آمد جاری رہی۔ یہانتک کہ جمعیت کثیر جمع ہو گئی۔

ان لوگوں کے کثرت سے آنے کی وجہ سے ضروریات زندگی کی چیزیں نایاب ہو گئیں۔ لوگوں کو کھانے پینے اور چارے کی تکلیف ہونے لگی چنانچہ تمام قبائل کے سرداروں نے مشورہ کیا کہ حضرت صدیقؓ سے عرض کرنا چاہئے۔ کہ وہ ہمیں ملک شام کی طرف روانہ کریں۔

چنانچہ ایک روز تمام سردار حضرت صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قیس بن ہبیرۃ المرادی نے عرض کیا۔ "یا خلیفہ رسول اللہ صلعم آپ نے ہمیں طلب فرمایا۔ ہم حاضر ہو گئے۔ لوگوں کا اسقدر اژدہام مدینہ منورہ میں جمع ہو گیا ہے کہ اب ایک شخص کی بھی گنجائش نہیں رہی ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں کمیاب ہو گئی ہیں۔ اگر آپ نے لشکروں کو ملک شام میں

Marfat.com

بھیجے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے تو ہمیں اجازت دیجئے تاکہ اپنے اپنے شہروں کو پلٹ جائیں"۔

تمام قبائل کے سرداروں نے بھی یہی عرض کیا۔ حضرت صدیق رضؓ نے فرمایا۔" مینے اپنا ارادہ ملتوی نہیں کیا ہے۔ بلکہ مجھے یہ انتظار تھا کہ شاید ابھی کچھ اور لوگ پیچھے رہ گئے ہوں جو آنیوالے ہوں۔"

سرداروں نے کہا" جو لوگ آنیوالے تھے سب آگئے۔ اب کوئی پیچھے باقی نہیں رہ گیا ہے۔ خدا کا نام لے کر ہمیں روانہ فرمائیے"۔

حضرت صدیقؓ کے پاس اسوقت حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت علیؓ۔ سعیدؓ بن زید۔ بن عمرو بن نفیل اور قبائل روس اور خزاج کے رؤسا بیٹھے تھے۔ حضرت صدیق انہیں سب کو ساتھ لے کر اٹھے اور اس مقام پر پہنچے جہاں مجاہدین فروکش تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھتے ہی تمام مجاہدین خوش ہو کر تکبیریں کہنے لگے نعرۂ اللہ اکبر سے پہاڑیاں۔ گھاٹیاں اور درّے گونج اٹھے۔ آواز بازگشت ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے پہاڑیاں بھی نعروں کا جواب دے رہی ہیں۔

مسلمانوں کی کثیر جمعیت دیکھ کر حضرت صدیق کا چہرہ فرطِ مسرت سے چمکنے لگا۔ انہوں نے دعا مانگی۔

"اے پروردگار! انہیں صبر عطا کر۔ ان کی مدد کر اور انہیں دشمن کی دست بُرد سے محفوظ رکھ"۔

حضرت صدیق رضؓ نے یزیدؓ بن ابی سفیان کو ایک ہزار مجاہدین اسلام پر سردار مقرر کر کے انہیں علم دیا اور قبیلہ بنی عامر کے ایک مشہور شہسوار اور بہادر شخص ربیعہ بن عامر کو ایک ہزار سواروں پر افسر مقرر کر کے انہیں بھی

ایک علم دیا اور انہیں یزیدؓ بن ابی سفیان کے ماتحت کر دیا۔ ان دونوں سرداروں کو کوچ کا حکم دیا۔

لشکر الٰہی کا کوچ

مجاہدین اسلام جلد جلد مسلح ہو گئے۔ یزیدؓ بن ابی سفیان اور ربیعہؓ بن عامر بھی مسلح ہوئے اور دونوں معہ اپنے اپنے لشکر کے حضرت صدیق کی خدمت میں آئے۔ اور رخصت کی اجازت طلب کی۔

حضرت صدیق ان کے ساتھ پاپیادہ انہیں رخصت کرنے کے لئے چلے۔ یزید بن ابی سفیان نے کہا۔ "یا خلیفۂ رسول اللہ صلعم ہم گھوڑوں پر سوار ہیں اور آپ پیادہ ہیں۔ ہمیں شرم معلوم ہو رہی ہے اور خوف ہے کہیں ہم پر اللہ کا غضب نازل نہ ہو جائے۔ یا تو آپ سوار ہو جائیں یا ہمیں سواری سے اترنے کی اجازت دیں۔"

حضرت صدیق نے فرمایا۔ "خدا کی قسم میں ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہ ہونے دونگا۔ میں اللہ تعالٰے سے اس پیادہ روی کے اجر کی امید رکھتا ہوں۔"

چنانچہ حضرت صدیقؓ اسی طرح ثنیۃ الوداع تک گئے۔ وہاں پہنچکر انہوں نے تمام مجاہدوں کو نصیحت و وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

"مسلمانو! جب تم کوچ کرو تو تیز روی سے نہ چلنا۔ ملے جلے رہے۔ اہم معاملات میں مشورہ کر لیا کرنا۔ عدل و انصاف کرنا۔ کبھی اور کسی پر ظلم و ستم نہ کرنا۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا کہ ظالم کبھی دشمن پر فتحیاب نہیں ہوتا۔

Marfat.com

جب تم دشمن پر فتح پاؤ تو کمسن بچوں۔ بوڑھوں۔ عورتوں اور نارکِ الدنیا لوگوں کو قتل نہ کرنا۔ کھجوروں اور پھلدار درختوں کو نہ کاٹنا۔ کھیتوں کو نہ جلانا۔ بلا وجہ جانوروں کو ذبح نہ کرنا۔ کفار سے جو عہدو اقرار کرو اسے پورا کرنا۔ بیوفائی ہرگز نہ کرنا۔ صلح پر قائم رہنا۔ دشمنوں کی کثرت سے اندیشہ نہ کرنا۔ خدا کی یاد سے کبھی غافل نہ ہونا۔ نماز برابر پڑھتے رہنا دشمنوں کے سامنے تین باتیں پیش کرنا یا تو وہ مسلمان ہو جائیں۔ یا جزیہ دیں یا لڑیں۔ ان کی حفاظت کرنا۔ میں نے تمہیں نصیحت کر کے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اب میں تمہیں اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔"

اس کے بعد حضرت صدیق رضؓ نے یزید بن ابی سفیان اور ربیعہ بن عامر سے مصافحہ کیا۔ اور فرمایا "تم بنی اصفر (عیسائیوں) پر اپنی شجاعت و بزرگی ظاہر کرنا۔" دونوں نے "انشاءاللہ" کہا اور مع لشکر کے روانہ ہوئے۔ حضرت صدیقؓ مع اپنے ساتھیوں کے مدینہ طیبہ میں واپس لوٹ آئے۔

یزید بن ابی سفیان نے مدینہ سے کچھ دور چل کر چلنے میں تیزی کی حضرت ربیعہ رضؓ نے انہیں ٹوکتے ہوئے کہا۔ "یہ تم کیا کرنے لگے ہو۔ اس طرح تیزی سے چلنا خلیفۂ رسول اللہ صلعم کے حکم کے خلاف ہے۔"

حضرت یزید نے کہا۔ "میری شتاب روی کی یہ وجہ ہے کہ حضرت صدیق نے جس طرح ہمیں روانہ کیا ہے اسی طرح ہمارے پیچھے اوروں کو روانہ کریں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے ہم ملک شام میں پہنچیں ممکن ہے اللہ تعالےٰ ہمیں فتح عطا فرمائے۔ اس سے تین باتیں حاصل ہونگی اول خدا اور رسول اللہ صلعم کی خوشنودی۔ دوسرے خلیفہ کی رضامندی

تیسرے مالِ غنیمت کا ملنا۔"

ربیعہؓ نے کہا۔"چلو تم جس طرح چاہو۔ زور و قوت اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔"

یہ لشکرِ الٰہی وادیٔ قریٰ کی جانب روانہ ہوا تاکہ تبوک اور جابیہ کے راستے سے دمشق میں پہنچ جائے۔

ہرقل اعظم کی جنگی تیاری

ہرقل اعظم کو یہ خوف تھا کہ عربوں نے کروٹ لی ہے وہ غفلت کی نیند سے بیدار ہو گئے ہیں۔ ان میں وہ نبی پیدا ہو چکے جن کی بشارت حضرت عیسٰی نے دی تھی وہ اپنے سفیر (حضرت حارثؓ) کا قصاص ضرور لیں گے۔ اسی لئے وہ جنگی تیاریاں کر رہا تھا اس کا قصد عرب پر حملہ آور ہونے کا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ نہایت ہی دانشمندی کی کہ لشکرِ اسلام کو ملکِ شام کی طرف روانہ کر کے دشمن کو خوفزدہ کر دیا۔ جوں ہی ہرقل اعظم نے اسلامی لشکر کے ملک شام کی طرف روانہ ہونے کی خبر سنی وہ خائف ہو گیا چنانچہ اسنے ایک روز امرا۔ وزرا۔ اعیانِ سلطنت اور اکابرِ قوم کو جمع کر کے کہا۔" اے قومِ بنی اصفر! جبتک تم شریعت عیسوی پر قائم رہے۔ انجیل کے احکام پر عمل کرتے رہے اسوقت تک جس بادشاہ نے ملک شام پر حملہ کیا تو اسپر غالب رہے۔ کسریٰ بن ہرمز نے عظیم الشان فارسی لشکر لے کر تم پر چڑھائی کی لیکن اسنے ہزیمت اٹھائی۔ ترکوں نے تم پر یورش کی انہوں نے شکست کھائی۔ قوم جرامقہ کو تم نے بھگا دیا۔

لیکن جب سے تم نے مذہب عیسوی میں تغیر و تبدل کیا۔ ظلم و ستم کرنے لگے اسوقت سے تم میں کمزوری آگئی۔ خدا تم سے ناخوش ہو گیا۔ اب تم پر عرب حملہ آور ہوئے ہیں۔ وہ عرب جنہیں ہم ایسا کمزور اور ایسی پسماندہ قوم سمجھتے تھے جن کی بابت کبھی یہ خیال نہیں تھا کہ وہ ہم پر چڑھائی کرینگے۔ کسقدر تعجب کی بات ہے کہ ان عربوں کو ان کے پیغمبر کے خلیفہ نے ہماری طرف اس لئے بھیجا ہے کہ وہ ہمیں ملک شام سے نکال کر اسپر قبضہ کر لیں۔ کیا تم اپنا ملک مسلمانوں کے حوالہ کر دوگے؟"

سب نے کہا "ہرگز نہیں۔ آپ ہمیں ان کے مقابلہ میں روانہ کریں ہم انہیں ہزیمت دے کر بھگا دیں گے۔ اور ان کے شہر مکہ میں جا کر ان کے کعبہ کو کھود ڈالیں گے"۔

اکابر قوم کا یہ جواب سنکر ہرقل اعظم کو بڑی خوشی ہوئی۔ اسنے آٹھ ہزار لشکر اپنی فوج سے علیحدہ کیا اور دو دو ہزار کے چار دستے بنائے۔ ایک دستہ پر باطلیقا کو دوسرے پر اس کے بھائی جرجیس کو تیسرے پر شہر رہا کے حاکم لوقا بن شمعان کو اور چوتھے پر غزہ اور عسقلان کے والی صلیبا کو سردار مقرر کیا۔

یہ چاروں نہایت بہادر اور مشہور زمانہ تھے۔ ان کی شجاعت ضرب المثل تھی۔ پادری اور راہب انہیں لے کر گرجہ میں گئے۔ انہوں نے نماز نصرت پڑھی۔ ان کی فتحیابی کی دعا مانگی۔ خوشبو جلا کر اس کی انہیں دھونی دی۔ ماء معمودیہ ان پر چھڑکا۔

ان تمام مراسم کے ادا ہونے کے بعد یہ چاروں سردار اپنے لشکر لے کر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے روانہ ہوئے۔ انہوں نے چند نصرانی عربوں کو

Marfat.com

رہبری کے لئے ساتھ لے لیا۔

صلیب پرستوں اور مسلمانوں کا پہلا معرکہ

یزید بن ابی سفیان معہ لشکر موحدین کے رومیوں (عیسائیوں) کے آنے سے تین دن پہلے تبوک میں آ گئے تھے۔ چوتھے روز وہ کوچ کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ رومی لشکر وہاں پہنچا۔ غبار کو دیکھتے ہی مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ یزیدؓ نے جلدی سے ایک ہزار صحابۂ رسول اللہ صلعم کو کمین گاہ میں چھپا دیا اور ربیعہؓ کو ان پر بدستور سردار رکھا اور خود ایک ہزار سواروں کو لے کر میدان میں نکلے اور صفیں مرتب کرنے لگے۔

جب وہ لشکر کو ترتیب دے چکے تب انہوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اے گروہِ مجاہدین! تم سب اس بات کو اچھی طرح جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ نے تمہاری مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ اکثر لڑائیوں میں فرشتوں سے تمہاری اعانت کی ہے۔ اور قرآن شریف میں ارشاد کیا ہے۔

"کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِينَ"۔ یعنی اللہ کے حکم سے اکثر تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ جاتی ہے اور اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے"۔

مسلمانو! یہ تمہارا پہلا لشکر ملک شام میں جہاد کے لئے آیا ہے۔ تمہارے بعد اور لشکر بھی آنیوالے ہیں۔ تم صبر و استقلال اور جراُت و ہمت سے قوم بنی اصفر کا مقابلہ کرو۔ انشاء اللہ خدا تمہاری مدد کرے گا اور تم فتحیاب ہو گے"۔

اِدھر یزید بن ابی سفیان نصیحت سے فارغ ہوئے اُدھر رومی لشکر

Marfat.com

نمودار ہوا۔ انہوں نے جب مسلمانوں کی تھوڑی جمعیت دیکھی تو شیر ہوگئے ایک دوسرے سے استہزا کے طور پر کہنے لگے "اسی جمعیت پر یہ لوگ تمہیں تمہارے ملک سے نکالنے آئے ہیں۔ پس تم انہیں لو اور بھاگنے نہ دو صلیب سے مدد چاہو۔ اس کی برکت سے ضرور فتح ہوگی"۔

رومیوں نے بھی اپنے لشکر کو مرتب کیا اور جوش سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اصحابِ رسول اللہ صلعم بھی مقابلہ میں آگئے۔ جنگ شروع ہوگئی۔ رومیونکی تعداد زیادہ تھی وہ مسلمانوں پر چھاگئے۔ مگر مسلمان نہایت بہادری اور استقلال سے لڑنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ربیعہ بن عامر ایک ہزار مجاہدین کو ساتھ لے کر کمینگاہ سے نکلے۔ اور بلند آواز سے تکبیریں کہتے درود پڑھتے۔ عربی گھوڑوں کو دوڑاتے آئے اور نہایت شدت سے رومیوں پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے تلواروں کی دھاروں پر عیسائیوں کو رکھ لیا۔ مسلمانوں کی اس جمعیت کو دیکھکر عیسائیوں کے دل ٹوٹ گئے۔ ہمتیں پست ہوگئیں ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب خوف چھا گیا۔

باطلیق اپنے سپاہیوں کو جنگ کی ترغیب دے رہا تھا۔ ربیعہؓ نے دیکھ لیا۔ وہ سمجھ گئے کہ وہی رومی سردار ہے۔ وہ اس کی طرف جھپٹے اور اس کے پاس پہنچکر اس زور سے نیزہ مارا کہ اس کے سُرین توڑ کر دوسری جانب جا نکلا۔ وہ بری طرح ڈکرایا اور مردہ ہو کر گرا۔

یہ کیفیت دیکھتے ہی رومی بدحواس ہوگئے۔ وہ ایک دم شور کر کے بھاگ نکلے۔ اللہ تعالےٰ نے اصحاب رسول اللہ صلعم کو فتح و نصرت عطا فرمائی اس معرکہ میں دو ہزار دو سو رومی مارے گئے۔ ایک سو بیس مسلمان شہید ہوئے۔

عیسائی سفیر

کچھ دور تو عیسائی سراسیمگی کی حالت میں بھاگے چلے گئے۔ لیکن تھوڑی دور جا کر رکے۔ باطلیق کے مارے جانے کا اس کے بھائی جرجیس کو بڑا صدمہ ہوا تھا۔ اسنے رومی سپاہیوں اور افسروں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کسقدر افسوس ہے کہ تم مسلمانوں کی تھوڑی سی جمعیت سے شکست کھا کر بھاگے جاتے ہو۔ ہرقل اعظم کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ جب لوگ سنیں گے کہ تھوڑے سے مسلمانوں نے تمہارے بہادر سپاہیوں کی لاشوں سے زمین کو بھر دیا اور تمہارے سربرآوردہ لوگوں کو مار ڈالا تو وہ تمہیں کیا کہیں گے مجھے اپنے بھائی باطلیق کے مارے جانے کا سخت صدمہ ہے۔ تم اگر بھاگنا چاہتے ہو تو بھاگ جاؤ۔ میں ہرگز نہ بھاگونگا۔ مسلمانوں سے اپنے بھائی کا انتقام لونگا۔"

اس کی یہ تقریر سنکر عیسائیوں کو ہوش آیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کو ملامت کی۔ جنگ کی ترغیب دی۔ سب اسی جگہ مقیم ہو گئے جہاں وہ پہنچ گئے تھے۔ جب انہوں نے خیمے نصب کر لئے تو جرجیس نے ایک نصرانی کو جس کا نام قداح بن واسلہ تھا مسلمانوں کے کیمپ میں بطور سفیر روانہ کیا۔

قداح نے مسلمانوں کے لشکر میں پہنچکر کہا۔ "ہمارے سردار نے ایک ایسے بزرگ و عاقل مسلمان کو طلب کیا ہے جس سے یہ معلوم کریں کہ مسلمان کیا چاہتے ہیں"۔

ربیعہ بن عامر قداح کے ساتھ جانے کو تیار ہوئے۔ یزید بن ابی سفیان نے ان سے کہا۔ "تم نہ جاؤ کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ عیسائی تمہارے ساتھ بیوفائی

Marfat.com

نہ کریں اس لئے کہ کل تم نے ان کے ایک بڑے آدمی کو قتل کیا ہے"۔
ربیعہ نے کہا "مسلمان کو کوئی اندیشہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔
قُل لَن یُصِیبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَولٰنَا" یعنی (اے نبی) کہدو کہ ہمیں وہ پہنچے گا جو اللہ نے لکھدیا ہے۔ وہی ہمارا صاحب ہے" البتہ تم رومیوں کی طرف نگاہ رکھنا اگر وہ میرے ساتھ فریب اور بے وفائی کریں اور میں ان پر حملہ کردوں تو تم بھی فوراً حملہ کردینا"۔
یزید خاموش ہوگئے۔ ربیعہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور سلام علیکم کہکر دشمن کی طرف چلے۔

پیغام حق

جب ربیعہ عیسائیوں کے لشکر میں داخل ہوکر جرجیس کے خیمہ کے قریب پہنچے تو قداح نے کہا "شاہی خیمہ کی تعظیم کرو۔ گھوڑے سے اتر جاؤ"۔
ربیعہ نے کہا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں عزت سے ذلت اختیار کروں۔ میں دروازۂ خیمہ کے سوائے بیچ میں کہیں نہ اترونگا۔ اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو میں ابھی واپس لوٹا جاتا ہوں۔ کیونکہ ہم نے تمہارے پاس پیغام نہیں بھیجا بلکہ تم ہمارے پاس پیغام لے کر آئے تھے"۔
قداح نے رومیوں سے یہ حال بیان کیا۔ انہوں نے کہا "اعرابی اپنے کلام میں سچے ہیں۔ وہ جس طرح آئیں آنے دو"۔
چنانچہ ربیعہ گھوڑے پر سوار چلتے رہے۔ شاہی خیمہ پر پہنچکر وہ اترے خیمہ میں داخل ہوئے۔ اور گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لئے زمین پر بیٹھ گئے

جرجیس نے ان سے کہا۔ "اے عربی برادر! ہم خوب جانتے تھے کہ تم ضعیف اقوام میں سب سے کمزور قوم ہو۔ کبھی ہمیں یہ خدشہ بھی نہیں گزرا تھا کہ تم ہم سے لڑ سکو گے۔ تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟"

ربیعہ نے جواب دیا۔ "تم نے سچ کہا۔ ہم پسماندہ قوم تھے۔ لیکن خدا نے ہم میں نبی بھیجا۔ اب ہم دنیا کی بہترین قوم ہو گئے ہیں ہم تم سے یہ چاہتے ہیں کہ یا تو تم مسلمان ہو جاؤ۔ یا جزیہ دو ورنہ تلوار ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گی۔

جرجیس۔ تم ملک فارس پر کیوں حملہ نہیں کر دیتے۔ ہم سے راہ و رسم اور دوستی رکھو اور ایران پر چڑھ جاؤ۔

ربیعہؓ۔ تم نے ہمارے سفیر کو قتل کیا ہے۔ تم ہم پر حملہ کرنے کی تیاری کر تے رہے ہو۔ ہم تم پر ہی حملہ آور ہوئے ہیں۔

جرجیس۔ اچھا تم ہم سے صلح کر لو۔ ہم تمہارے ہر سپاہی کو ایک دینار اور ایک وسق غلہ (بار شتر) تمہارے لشکر کے سوار کو ایک سو دینار اور دس وسق غلہ اور تمہارے خلیفہ کو ایک ہزار دینار اور ایک سو وسق غلہ دیں گے۔ لیکن اسبات کی لکھت پڑھت ہو جائے کہ نہ تم ہم پر حملہ کرو نہ ہم تم پر حملہ کریں۔

ربیعہ۔ ہم اسبات کو نہیں مان سکتے۔ ہماری شرائط وہی ہیں جو میں بیان کر چکا ہوں۔

جرجیس۔ ہم اسلام قبول نہیں کر سکتے۔ جزیہ دینے سے مرجانا اچھا سمجھتے ہیں جنگ کی دھمکی سے ہم مرعوب نہیں ہو سکتے۔ ہم لوگ بڑے جنگجو ہیں ہماری قوم میں ایسے ایسے بطارقہ اور عمالقہ ہیں جو تلوار کے دھنی ہیں

Marfat.com

جن کی نیزہ بازی مشہور ہے۔ کیا تمہارے نبی پر کوئی کتاب نازل ہوئی ہے۔

ربیعہ۔ ہاں بالکل اسی طرح جیسے حضرت عیسیٰ پر انجیل نازل ہوئی تھی اس کتاب کا نام قرآن شریف ہے۔

جرجیس نے ایک دربان سے کہا "سقیلہ کے پادریوں کو حاضر کرو۔ تاکہ امور دین میں اس عربی برادر سے گفتگو کریں۔

ہرقل عظم نے یوں تو کئی پادری برکت و دعا دینے کے لئے لشکر کے ساتھ روانہ کئے تھے لیکن ایک ایسے پادری کو بھی بھیجا تھا جو دین نصرانیت کا زبردست عالم تھا۔ وہ اور چند دیگر پادری وہاں آگئے۔

مناظرہ

جرجیس نے پادری سے کہا "اے مقدس باپ اس مرد اعرابی سے ان کے مذہب کے متعلق دریافت کرو"۔

پادری نے ربیعہ سے کہا۔ اے اعرابی ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ ملک عرب میں ایک نبی ہاشمی قریشی پیدا کرے گا۔ ان کی نبوت کی یہ علامت ہو گی کہ خالق ارض وسماں انہیں آسماں پر بلائے گا۔ کیا تمہارے نبی آسمان پر گئے تھے۔

ربیعہ۔ ہاں۔ رسول اللہ صلعم کو معراج ہوئی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے خود قرآن شریف میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ

یعنی "پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ میں رات ہی رات میں لے گیا۔ اسمیں ہم نے خوبیاں رکھی ہیں۔

پادری۔ کیا ان کی امت پر ایک مہینہ کے روزے فرض کئے گئے ہیں؟

ربیعہ۔ جی ہاں۔ اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ۔ یعنی تم پر روزے رکھنا اسی طرح فرض

جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا تھا جو تم سے پہلے تھے"۔

پادری۔ کیا یہ بات بھی ہے کہ ان کا امتی جو ایک نیکی کرے گا اس کی دس نیکیاں لکھی جائینگی اور جو ایک برائی کرے گا اس کی ایک ہی برائی لکھی جائے گی۔

ربیعہ۔ ایسا ہی ہے۔ خدا نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا۔ یعنی جو ایک نیکی کرے گا اس کے عوض اس سے دس گنی اور برائی کا مثل ایک برائی ہے"۔

پادری۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے؟

ربیعہ۔ جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ یعنی "اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو"۔

پادری نے جرجیس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "جن نبی کے زمین سویہ میں مبعوث ہونے کی بشارت دیجاتی رہی ہے۔ وہ یہی نبی ہیں جو عرب میں پیدا ہو چکے"۔

عیسائیوں کی وحشیانہ حرکت

عین اسوقت ایک دربان نے جرجیس سے کہا - اے بادشاہ یہ وہی بدوی عرب ہے جس نے آپ کے بھائی باطلیق کو مار ڈالا ہے "-

یہ سنتے ہی جرجیس غصہ سے سرخ ہو گیا - اس کی آنکھیں لال انگارہ ہو گئیں - اسنے تلوار میان سے نکال لی اور ربیعہ پر حملہ کرنا چاہا - ربیعہ تاڑ گئے وہ بجلی کی طرح اٹھے اور تلوار کھینچکر ہوا کی طرح جرجیس پر جا ٹوٹے - انہوں نے ایک ہی ہاتھ میں اس کا سر اڑا دیا - یہ کیفیت دیکھ کر بطارقہ[1] ان پر جھپٹے - ربیعہ جلدی سے خیمہ سے باہر نکل کر گھوڑے پر سوار ہو گئے - رومیوں نے اپنے سپاہیوں کو آوازیں دیں - رومی سپاہی ربیعہ پر حملہ آور ہوئے - یزید بن ابی سفیان میدان میں کھڑے دیکھ رہے تھے - انہوں نے جب عیسائیوں کی وحشیانہ حرکت دیکھی تو تو بلند آواز سے پکار کر کہا - یا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں نے ربیعہ کے ساتھ بیوفائی اور مکاری کی - پس دوڑو تم ننگی تلواریں ہاتھوں میں لے کر - یہ سنتے ہی مسلمان دوڑ پڑتے ؛

خونریز جنگ

مسلمانوں نے جھپٹ کر رومیوں پر حملہ کر دیا - رومی بھی مسلمانوں پر ٹوٹ

---

[1] بطارقہ بطریق کی جمع ہے کہتے ہیں رومی سلطنت میں بطریق ایک عہدہ تھا جس کے ماتحت میں دو ہزار سوار ہوتے تھے ؛ [illegible]

پڑے۔ گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ رومی اب بھی غالب تھے۔ کیونکہ انکی تعداد زیادہ تھی۔ لیکن مسلمان بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے۔ جبکہ ہنگامۂ کارزار گرم تھا اسوقت مسلمانوں کا ایک اور لشکر وہاں آگیا۔ اس لشکر کے سردار شرحبیل بن حسنہ رسول اللہ صلعم کے کاتب تھے۔ انہوں نے جب مسلمانوں کو معروف جنگ دیکھا تو آتے ہی رومیوں پر حملہ کر دیا اور ایسی تیغ زنی کی کہ عیسائیوں کی لاشوں سے میدان کو بھر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں رومیوں کے تمام آدمی مارے گئے۔ آٹھ ہزار سپاہیوں میں سے ایک شخص بھی زندہ باقی نہ بچا۔

مسلمانوں نے عیسائیوں کے کیمپ پر چھاپہ مارا اور تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد یزید بن ابی سفیان نے شرحبیل اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات کی۔ شرحبیل نے یزید اور ربیعہ سے مال غنیمت کے متعلق مشورہ کیا۔ ان دونوں سرداروں نے کہا "یہ پہلی غنیمت ہے جو خدا نے ملک شام میں عطا کی ہے۔ یہ سب خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں روانہ کر دیجائے تاکہ اس سے وہاں کے مسلمانوں کو تقویت پہنچے"۔

اس رائے کو تمام مسلمانوں نے پسند کیا۔ چنانچہ تمام مال غنیمت شداد بن اوس کے ہمراہ مدینہ طیبہ کو روانہ کر دیا اور پانچ آدمی مال واسباب کی حفاظت کے لئے ان کے ساتھ کر دیئے۔

تبلیغ جہاد

حضرت شداد مال غنیمت لے کر جب مدینہ منورہ میں پہنچے اور مسلمانوں نے دیکھا تو انہوں نے خوش ہو کر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَر" یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اللہ بڑا ہے" کے نعرے لگائے۔ حضرت صدیق نے

ان نعروں کی آوازیں سنیں۔ انہوں نے دریافت کیا "کیا معاملہ ہے۔ ان سے عرض کیا گیا کہ وہ مالِ غنیمت جو رومیوں سے جہاد میں ملا ہے آیا ہے۔"

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ شداد بھی معہ اپنے ہمراہیوں اور مالِ غنیمت کے آپہنچے۔ وہ سب سواریوں سے اُتر کر مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔ اول انہوں نے دو رکعت نماز تحیتہ المسجد کی پڑھی پھر گنبد اقدس میں جا کر قبر رسول اللہ صلعم پر سلام کیا۔ وہاں سے خلیفہ کے حضور میں آئے۔ انہیں سلام کر کے بیٹھ گئے۔ اور مسلمانوں کی موجودگی میں خلیفہ کو فتح کی مبارکباد دے کر رومیوں سے لڑائی کی تمام سرگذشت بیان کی۔

حضرت ابوبکر صدیق ان واقعات کو سنکر خوش ہوئے۔ انہوں نے اس فتح کو اسلامی نصرت کیلئے نیک شگون خیال کیا۔ وہ اللہ جل شانہ کی درگاہ میں سجدہ ریز ہوگئے۔ سجدہ سے سر اٹھا کر انہوں نے مسلمانوں سے استفسار کیا کہ یہ مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے یا اس سے مسلمانوں کا دوسرا لشکر آراستہ کیا جائے۔" سب نے عرض کیا کہ "دوسرا لشکر آراستہ کرنا چاہیئے۔"

حضرت ابوبکر صدیق نے اسی وقت اہل مکہ کو جہاد کی ترغیب کیلئے ایک خط اس مضمون کا لکھا۔

"یہ خط عبداللہ بن قحافہ (حضرت ابوبکر صدیق کا نام عبداللہ ہی تھا) کی طرف سے اہل مکہ اور حوالی مکہ والوں کے نام ہے۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد میں تمام مسلمانوں کو ترغیب دیتا ہوں کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جو شخص خدا کے دین کی مدد کرے گا۔ خدا اس کی مدد کرے گا۔ اور جو اپنی جان بچائے تو خدا کو

Marfat.com

اس کی پرواہ نہیں ہے۔

"مسلمانو! جنت کی طرف دوڑو۔ جسے خدا نے مہاجرین۔ مجاہدین۔ انصار اور ان کے تابعین کے لیئے تیار کی ہے۔ اور خدا میرے لیئے کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے۔"

حضرت صدیقؓ نے اس خط پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کی اور اسے عبداللہ بن حذافہ کو دیکر مکہ جانے کا حکم دیا۔ وہ اسی وقت روانہ ہو گئے۔ حضرت صدیق نے اسی وقت ایک خط قوم ہوازن اور ثقیف کو بھی لکھا۔

عبداللہ بن حذافہ نے مکہ معظمہ میں پہنچکر لوگوں کو جمع کر کے خلیفہ کا خط پڑھ کر انہیں سنایا۔ وہاں کے اکابرین قوم نے جن میں سہیلؓ بن عمرو۔ حارث بن ہشام اور عکرمہؓ بن ابی جہل تھے کہا "ہم نے دعوتِ جہاد قبول کی جہاد سے بڑھ کر نیک کام کوئی نہیں ہے۔ خدا کی قسم ہمیں جہاد سے دنیا کی نیرنگیاں اور دلچسپیاں باز نہ رکھ سکیں گی۔ ہم ضرور خدا کے دین کی مدد کریں گے۔ ہم اس معاملہ میں سبقت کریں گے پیچھے نہ رہیں گے۔ اگر ہم پیچھے رہ گئے تو ہمارا نام پچھلوں میں لکھا جائے گا۔"

اسیوقت لوگوں نے تیاری شروع کی۔ مکہ میں جوش پیدا ہو گیا جمعیت فراہم ہونی شروع ہوئی۔ عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ بنی مخزوم سے چار سو آدمی۔ سہیل بن عمرو کے ساتھ قوم عامر کے چالیس آدمی۔ حارث بن ہشام اور مکہ کے دوسرے قبائل کے لوگ تقریباً پانچسو جمع ہو گئے۔ یہ سب مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

ہوازن اور ثقیف کے قبائل جو طائف میں رہتے تھے وہاں جب خلیفہ

خط پہنچا تو وہ بھی تیار ہو گئے۔ وہاں بھی جوش پیدا ہو گیا۔ چار سو آدمی طائف سے مدینہ کی طرف چلے راستہ میں وہ مکہ کے مجاہدین سے مل گئے۔ ان دونوں لشکروں کی تعداد نو سو ہو گئی۔ ان لوگوں میں ایسا جوش تھا کہ ہر شخص کہتا تھا ہم خدا کے فضل سے نو سو کافروں کو کافی ہوں۔ یہ دونوں لشکر مدینہ منورہ میں پہنچکر مقام بقیع میں اترے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے پاس حکم بھیجا کہ وہ وہاں سے جرف میں چلے جائیں۔ چنانچہ یہ سب لوگ جرف میں جا کر مقیم ہو گئے۔

حضرت صدیق نے قبیلہ حضرموت اور قبیلہ کلاب کو بھی دعوت جہاد دی تھی۔ جب خلیفہ کا خط ضحاک بن سفیان بن عوف کلابی کے پاس پہنچا تو انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو جمع کر کے کہا "اے قوم بنی کلاب! خلیفہ نے دعوت جہاد دی ہے۔ رومیوں سے مقابلہ ہے۔ دین محمدی کی داد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ پرہیزگاری اختیار کرو۔"

ایک بوڑھا شخص اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اکثر ملک شام میں جا کر رومیوں کی شان و شوکت دیکھ چکا تھا۔ اس نے کہا "اے ضحاک! تم ہمیں ان رومیوں سے لڑنے کے لئے کہتے ہو۔ جن کے پاس عزت۔ قوت۔ [illegible] گھوڑے اور بے شمار سامان ہے۔ اہل عرب ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے ہم بھوکے ہیں۔ کمزور ہیں۔ مفلس ہیں۔ نہ ہمارے پاس گھوڑے ہیں نہ سامان ہے۔"

ضحاک نے کہا "مجھے تمہاری باتیں سنکر بڑی حیرت ہوئی۔ تم فتح کا انحصار ساز و سامان اور جمعیت پر سمجھ رہے ہو۔ حالانکہ فتح اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلعم کو جو فتوحات حاصل ہوئیں وہ

کثرت اور ہتھیاروں کی بہتات کی بناء پر نہیں ہوئیں۔ غزوہ بدر میں
مسلمان صرف تین سو تیرہ تھے اور قریش کی جمعیت بہت زیادہ تھی۔
ہتھیار بھی کثرت سے تھے۔ لیکن ان کی کثرت کام نہ آئی مسلمانوں کو فتح
ہوئی۔ جب رسول اللہ صلعم کا وصال ہوا اور عنان خلافت حضرت
ابوبکر صدیق رضؓ کے ہاتھ میں آئی تو تمام ملک عرب میں فتنے اٹھ کھڑے ہوئے
بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہو گئے۔ قبائل کے قبائل مرتد ہو گئے۔ بہت
تھوڑے مسلمان باقی رہ گئے تھے۔ لیکن ان تھوڑے مسلمانوں نے
ہی عرب کے فتنہ کو دبا دیا۔ مرتدوں اور کافروں کو قلع قمع کر دیا۔
اسوقت تک تمہاری کوئی وقعت نہ ہوگی جبتک تم خدا کے مذہب کی
حمایت نہ کرو۔ آل حمیر اور قبیلہ طے کی طرح جہاد نہ کرو۔ اے آل کلب!
میں خدا کے نام پر تم سے اپیل کرتا ہوں کہ تم اپنی قوم کو سبک سر نہ کرو
خدا کے فضل سے تمہارا قبیلہ بڑا ہے۔ تمہارے پاس گھوڑے اور ہتھیار
دوسرے قبائل سے کہیں زیادہ ہیں۔"

ضحاک کی اس تقریر نے آل کلاب کی آنکھیں کھول دیں وہ تیار
ہو گئے۔ بہت سے جوانمرد ضحاک کے ساتھ ہو گئے۔ ضحاک نے بہت
گھوڑے اور اونٹ فالتو اس لئے اپنے ساتھ لے لئے تاکہ حضرت ابوبکر
صدیق کی نذر گذرانیں اور وہ ان جانوروں کو ان لوگوں کو دیدیں
جنکے پاس سواریاں نہیں ہیں۔ یہ سب لوگ روانہ ہو کر مدینہ میں پہنچے
اسی وقت چار سو آدمی حضرت موت کے بھی آگئے۔ ان لوگوں کو بھی
جرف میں جانے کا حکم ہوا اور وہ وہاں جا کر مقیم ہو گئے۔
ان لشکروں کے آنے کی شہرت ہو گئی۔ مہاجرین اور انصار کے لوگ

Marfat.com

بھی جہاد کی غرض سے ان لوگوں میں شامل ہو گئے۔
جب مقام جُرف لوگوں سے بھر گیا تو حضرت ابوبکر صدیق نے اس تمام لشکر پر حضرت ابوعبیدہ کو سالارِ اعظم مقرر کیا اور اس لشکر کے دو حصے کر دئیے۔ ایک فلسطین کے لئے اُسپر حضرت عمرو بن العاص کو امیر مقرر کیا اور دوسرا ملک شام کے لئے لیکن عمرو بن العاص کو بھی حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کا ماتحت کر دیا۔ فلسطین میں اس لئے لشکر بھیجنے کی ضرورت پیش آئی کہ رومی اس طرف سے خروج کرنیوالے تھے۔ اب حضرت صدیق نے لشکر کے طلیعہ[1] پر کسی کو امیر مقرر کرنا چاہا۔ یہ بات سعید بن خالد بن سعید بن العاص کو معلوم ہوئی۔ انہوں نے حضرت صدیق کی خدمت میں آکر عرض کیا "یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو یاد ہوگا کہ جب آپ نے ایک لشکر کا امیر طلیعہ میرے باپ کو مقرر کیا تھا تو بعض مسلمانوں نے اس معاملہ میں گفتگو کر کے انہیں معزول کرا دیا تھا۔ حالانکہ میرے باپ نے اپنی جان کو خدا کی راہ میں قید کیا تھا۔ میں نے بھی اپنی جان کو راہ خدا میں ہبہ کر دیا ہے۔ میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی ہے اور آپ کی دعوت پر جہاد کے لئے آیا ہوں۔ آپ مجھے لشکر طلیعہ کا امیر مقرر فرما دیں قسم ہے اللہ تعالٰے کی مجھے کوئی شخص جنگ میں عاجز نہ دیکھے گا"۔
حضرت ابوبکر صدیق نے ان کی درخواست منظور کر لی اور انہیں دو ہزار سواروں پر امیر مقرر کر کے ایک علم بنا کر ان کے سپرد کر دیا اور لشکر طلیعہ کا سردار مقرر کیا۔

---

[1] طلیعہ اس لشکر کو کہتے ہیں جو بڑے لشکر سے آگے دشمن کی خبر گیری کیلئے بھیجا جائے۔ (صادق صدیقی سردھنوی)

ایثار

حضرت عمر فاروق کو بھی حضرت سعید کی گفتگو اور ان کے امیر طلیحہ ہو جانیکا حال معلوم ہوا۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں آئے اور کہا۔ یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے سعید کی گفتگو معلوم ہو گئی ہے۔ انہوں نے اگرچہ آپ سے صاف نہیں کہا مگر ان کا خیال یہ ہے کہ میں نے ان کے باپ کی مخالفت کی۔ حالانکہ بخدا یہ بات نہیں ہے۔ میں نے نہ ان کے باپ کی مخالفت کی نہ حق بات پر کسی کی مخالفت کرتا ہوں۔ مگر سعید کے معاملہ پر آپ سے نظر ثانی کرنے کے لئے ضرور کہوں گا۔ انہوں نے فریب نفس کہا کہ آپ سے امارت کی درخواست کی۔ آپ نے امیر مقرر کر دیا! کیا اب انہیں جہاد کا ثواب مل سکتا ہے"۔

حضرت صدیق کو بڑا فکر ہوا۔ حضرت عمر سے انہیں محبت تھی اور وہ خوب جانتے تھے کہ حضرت عمر مسلمانوں کے بہی خواہ ہیں۔ ادھر وہ سعید کو امیر مقرر کر چکے تھے۔ ان کا معزول کرنا گوارا نہ تھا۔

وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس تشریف لے گئے۔ ان سے سب واقعہ کہا۔ انہوں نے فرمایا آپ کو اور سب مسلمانوں کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ عمر کو مسلمانوں اور اسلام کی بھلائی مدنظر رہتی ہے۔ انہیں کسی مسلمان سے عداوت نہیں ہے۔ ان کے کہنے پر عمل کرنا مناسب ہے۔

حضرت صدیق نے وہاں سے آتے ہی ابی اروی الدوسی کو سعید کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ علم واپس کر دو۔ جب ابی اروی الدوسی سعید کے پاس پہنچے تو وہ اسی وقت نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تھے۔ ابی اروی الدوسی نے

انہیں خلیفہ کا حکم سنایا۔ انہوں نے علاء ابی اروی الدوسی کے حوالہ کر کے کہا۔ "خدا کی قسم میں اس سے بددل نہ ہونگا۔ بلکہ کافروں کے ساتھ پوری دلیری اور جوش سے لڑونگا۔ میں تحت نشان ابی بکر صدیق کے جہاد کرونگا۔ خواہ وہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ یہ اس لئے کہ میں نے اپنی جان کو راہ خدا میں قید کر دیا ہے"

علم واپس آنے پر حضرت ابوبکر صدیق اس فکر میں تھے کہ کسے امیر لشکر مقرر کریں کہ عکرمہ بن ابی جہل اور حرث بن ہشام نے اپنی امارت کی خواہش کی۔ حضرت صدیق نے حضرت عمر سے مشورہ لیا۔ انہوں نے کہا کہ "یہ امیہ تو مناسب نہیں ہے"۔

حرث بن ہشام نے حضرت عمر سے کہا کہ "جب ہم حالت کفر میں تھے تو تم ہمارے لئے شمشیر برہنہ تھے۔ اب کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں اسلام کی سعادت سے بہرہ اندوز کیا ہے۔ تمہیں اب بھی پاس قرابت نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے قرابت کی پاسداری کا حکم دیا ہے"۔

عمر نے۔ بخدا مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ بلکہ میں انہیں امارت کے لئے مقدم سمجھتا ہوں جو پہلے ایمان لائے ہیں۔

سہیل بن عمرو نے کہا۔ یہ بات ہے تو خدا کی قسم ہم کبھی نافرمانی نہ کرینگے ہم نے جس قدر رجعہ و جہاد رجتنی مدت تک ایام جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی ہے اس سے دو چند دشمنان دین کے ساتھ کرینگے"۔

عکرمہ نے پکار کر کہا۔ "اے لوگو! میں خدا کو حاضر جان کر تمہارے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ میں نے اپنا جان و مال اپنے ساتھیوں کی جانیں راہ خدا میں قید کی ہیں۔ ہم کبھی جہاد سے نہ پھرینگے۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر صدیق کو جب ان کی باتیں معلوم ہوئیں تو انہوں نے دعا مانگی۔" اے میرے اللہ تو ان کی امید سے بہتر انہیں ثواب عطا فرما ان کی آرزوئیں برلا۔ اور انہیں ان کے کاموں کی اچھی اجرت مرحمت فرما۔"

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے عمرو بن العاص بن وائل اسہمی کو اپنے حضور میں بلا کر انہیں ایک علم عطا کر کے اہل مکہ معظمہ و اہل طائف یعنی قبائل ثقیف وہوازن اور بنی کلاب پر سردار مقرر کر کے حکم دیا کہ فلسطین کی جانب روانہ ہو۔ اور بغیر ابوعبیدہ بن الجراح کے مشورہ کے کوئی کام نہ کرو تم ان کے زیرِ علم اور ماتحت ہو۔

حضرت عمرو بن العاص حضرت عمر کے پاس آئے اور کہا" آپ جانتے ہیں کہ میں لڑائیوں میں دشمنوں پر کسقدر سختی کرتا ہوں۔ میرا صبرو استقلال مشہور ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ آپ خلیفہ سے سفارش کر کے مجھے ابوعبیدہ پر سردار مقرر کرا دیں۔ شاید اللہ تعالٰے میرے ہاتھوں سے بلادِ شام کو فتح اور دشمنانِ دین کو ہلاک کرا دے۔"

حضرت عمر نے کہا" مجھے تمہاری بہادری۔ صبر اور استقلال میں کوئی شبہ نہیں ہے لیکن میں اس بات سے خوش نہ ہونگا کہ تم ابوعبیدہ پر امیر مقرر ہو اس لئے کہ میرے نزدیک ابوعبیدہ کا مرتبہ تم سے بڑھا ہوا ہے۔ وہ سابق الایمان ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔"

عمرو ۔ لیکن اگر میں ان پر امیر مقرر کر دیا جاؤنگا تو اس سے ان کا مرتبہ کم نہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

حضرت عمر کو طرارہ آگیا۔ انہوں نے کہا "افسوس ہے تم پر اے عمرو! تم دنیا کا مرتبہ اور بزرگی چاہتے ہو۔ خدا سے ڈرو۔ آخرت کی بزرگی چاہو"۔

عمرو۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے نفس کا شکار ہو گیا تھا۔ آپ نے میری آنکھیں کھول دیں۔ مجھے آخرت ہی کی بزرگی طلب کرنی چاہیئے۔

اسلامی لشکروں کی روانگی

حضرت عمرو بن العاص روانگی کے لئے تیار ہوئے اہل مکہ اور بنو کلاب ہوازن اور ثقیف وغیرہ ان کے گرد آگئے۔ انہوں نے سعید بن خالد کو مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق وہاں آئے انہوں نے نصیحت و وصیت کے طور پر کہا۔ اے عمرو بن العاص! تم اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اس کی رضا جوئی چاہنا۔ کسی وقت کی نماز قضا نہ کرنا! کوئی نماز بلے اذان نہ پڑھنا۔ جب نماز کا وقت آئے اذان کہلانا۔ تاکہ تمہارے ساتھی سنیں اور نماز کے لئے جمع ہو جائیں۔ نماز جماعت سے پڑھنا لیکن جو کسی وجہ سے مجبور رہو۔ اور اپنی قیام گاہ پر پڑھ لے اسے بھی ثواب ملے گا اپنے ساتھیوں کو قرآن شریف پڑھنے کی تاکید کرتے رہنا۔ تم اس بات پر فخر و غرور نہ کرنا کہ میں نے تمہیں سردار مقرر کیا ہے۔ تمہارے ساتھیوں میں تم سے زیادہ بلند مرتبہ لوگ موجود ہیں ان کے مراتب کا لحاظ رکھنا۔ چلنے میں شتاب روی نہ کرنا۔ اپنے ساتھیوں کے خبر گیراں رہنا۔ ان میں ضعیف بھی ہیں۔ کمزور بھی ہیں سب کی نگرانی رکھنا۔ جب کسی امر کا قصد کرو تو اپنے ساتھیوں سے مشورہ لے لیا کرنا۔ لشکر کی حفاظت کا

Marfat.com

معقول انتظام کرنا۔ دشمنوں کی خبر لانے کے لئے جاسوس مقرر کرنا۔
تم اس راستہ سے نہ جانا جس سے یزید بن ابی سفیان۔ ربیعہ بن عامر اور شرجیل گئے ہیں۔ بلکہ ایلہ کے راستہ سے جانا اور فلسطین میں پہنچکر جنگ شروع کر دینا۔ لیکن اگر ابو عبیدہ کو ملک شام میں مدد کی ضرورت ہو تو ان کی مدد کرنا۔ کسی کی عیب جوئی نہ کرنا۔ جو شخص خلاف شرع کوئی فعل کرے اسے اس کی سزا دینا۔ لڑائی میں صبر کرنا۔ پیچھے نہ ہٹنا تاکہ دشمن تمہیں کمزور سمجھ کر طمع نہ کرے۔ میں تمہیں نصیحت کر چکا۔ اب اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ خدا کا نام لے کر کوچ کرو۔"

حضرت عمرو بن العاص اور ان کے ساتھی حضرت ابو بکر صدیق کو سلام کر کے روانہ ہوئے۔ یہ لشکر نو ہزار تھا جو عمرو بن العاص کے ساتھ فلسطین کی جانب روانہ ہوا۔ حضرت سعید بطور طلیعہ آگے تھے ان کے ہاتھ میں علم تھا۔ وہ علم کو جنبش دیتے جاتے اور اشعار رجز پڑھتے جاتے تھے۔

جس روز عمرو بن العاص روانہ ہوئے اس سے دوسرے دن حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو معہ تمام لشکر کے سرزمین جابیہ کی طرف روانہ کیا۔ ان کے بعد حضرت صدیق نے حضرت خالد بن الولید کو بلا کر انہیں قوم بنی طئم اور جذام پر سردار مقرر کیا اور لشکر زحف کو بھی ان کے ساتھ کر دیا۔ لشکر زحف میں نو سو سوار تھے۔
یہ سوار نہایت بہادر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اکثر غزوات میں شریک ہو چکے تھے۔ حضرت صدیق نے حضرت خالد کو وہ علم دیا جو رسول اللہ صلعم کا تھا جو سیاہ رنگ کا تھا۔ حضرت صدیق نے حضرت

خالد سے کہا "اے ابا سلیمان (حضرت خالد کی کنیت ہے) میں نے تمہیں اس لشکر پر سردار مقرر کیا۔ تم فارس کی طرف روانہ ہو۔ میں خدا کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ وہ ملک ایران کو تمہارے ہاتھ پر فتح کرے گا۔ تم خدا کا نام لے کر روانہ ہو" حضرت خالد وہاں سے عراق کی جانب روانہ ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قلق

جب حضرت ابوبکر صدیق نے اسلامی لشکروں کو ممالک شام و عراق کی جانب روانہ کر دیا اور دونوں لشکر کچھ دور چلے گئے تو حضرت صدیق مدینہ طیبہ میں واپس تشریف لائے۔ اس وقت ان کے چہرہ سے غم و قلق کے آثار ظاہر تھے۔ وہ بار بار اللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کی فتح و نصرت کی دعا مانگتے تھے۔ حضرت عثمان غنی نے ان سے دریافت کیا "یا رسول اللہ آپ کس لئے غمگیں و حزیں ہیں"۔

حضرت صدیق نے فرمایا "میں نے عرب کے جگر گوشوں کو ممالک شام و عراق کی طرف دھکیل دیا ہے۔ ڈرتا ہوں کبھی کسی معرکہ میں مسلمانوں کو چشم زخم نہ پہنچ جائے۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو حشر کے روز خدا کو ابوبکر کیا جواب دیگا"۔

عثمان غنی نے تسلی دیتے ہوئے کہا "انشاء اللہ مسلمان فتح یاب ہوں گے۔ خدا کی قسم مجھے کبھی کسی لشکر کی روانگی پر ایسی خوشی نہیں ہوئی تھی جیسی اس لشکر کی روانگی پر ہوئی ہے جو ملک شام کی طرف گیا ہے۔ یہ خوشی اس وجہ سے اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملک شام کی فتح کا وعدہ فرمایا ہے"۔

حضرت صدیق۔ تم نے سچ کہا۔ ملک شام کی فتح یقینی ہے۔ انشاء اللہ ضرور

روم و فارس پر غالب ہونگے - لیکن ہمیں یہ بات تو معلوم نہیں کہ ان ملکوں کی فتح کس وقت ہو گی - آیا اسی لشکر کے ہاتھ سے -

عثمان غنی - یہ درست ہے مگر ہمیں خدا سے نیک گمان رکھنا چاہئے -

حضرت صدیق کا خواب

اسی رات کو حضرت صدیق نے یہ خواب دیکھا کہ عمرو بن العاص اور ان کے ساتھی ایک دشوار گذار پشتہ پر پہنچ گئے ہیں - وہ راستہ تلاش کرتے ہیں لیکن نہیں ملتا - مسلمان پریشان ہیں - حضرت عمرو بن العاص پشتہ پر چڑھ گئے - اور اس طرح گھوڑا دوڑانے لگے جیسے وہ حملہ کر رہے ہوں - ان کے ساتھی بھی پشتہ پر پہنچکر اس طرح جھپٹے جیسے وہ حملہ کر رہے ہوں - دفعتہً وہ ایک سرسبز و شاداب زمین میں جا پہنچے - انہوں نے وہاں قیام کیا اور راحت حاصل کی -

اس خواب کو دیکھکر حضرت ابو بکر صدیق کو اطمینان اور خوشی حاصل ہوئی - انہوں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواب بیان کیا - حضرت عثمان غنی نے کہا "تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ عمرو بن العاص اور ان کے ساتھیوں کو مشرکین کے ساتھ جنگ میں کچھ مشقت اٹھانی پڑے گی - لیکن انشاءاللہ فتح مسلمانوں کو حاصل ہو گی" - حضرت صدیق نے کہا - "خود میرا بھی خیال ہے"

ہرقل اعظم کا اضطراب

عہد جاہلیت سے عرب متنصرہ (وہ عرب جو عیسائی ہو گئے تھے)

Marfat.com

ملک شام سے گیہوں۔ روغن زیت۔ منقی اور انجیر وغیرہ لاکر مدینہ منورہ میں مہنچا کرتے تھے۔ زمانۂ اسلام میں بھی وہ بدستور تجارت کرتے تھے۔ جس وقت حضرت ابو بکر صدیق نے حضرت عمرو بن العاص کو فلسطین کی طرف روانہ کیا تو کئی نصرانی عرب تجارت کے سلسلہ میں وہاں آئے تھے وہ فوراً ملک شام کی جانب روانہ ہوگئے اور انہوں نے ہرقل اعظم کے حضور میں پہنچکر مسلمانوں کی فلسطین پر لشکر کشی اور تبوک کے مقام پر عیسائیوں کے مارے جانے کا حال بیان کیا۔ ہرقل اعظم کو سخت اضطراب لاحق ہوا۔ اسنے اکابر قوم اور مہتران ترسایان کو جمع کرکے کہا "اے حامیان صلیب! وہ وقت آگیا جس کا مینے ایک مرتبہ پہلے بھی تم سے کہا تھا کہ مسلمانوں کے سفیر کا خون بہا ادا کردو۔ تم نے نہ مانا۔ ان سے لڑائی شروع کردی۔ اب مسلمان تمہارے ملک کو حملہ آور ہوئے ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ وہ کہیں میرے تخت گاہ تک مالک نہ ہوجائیں۔ تمہارا وہ لشکر جو مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا گیا تھا تبوک کے مقام پر مارا گیا۔

یہ سنتے ہی رومی رونے لگے۔ رومی شہنشاہ ہرقل اعظم نے کہا۔ رونا چھوڑو کہ یہ عورتوں کا کام ہے۔ میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ تم لوگ عیش پسند۔ کاہل اور بزدل ہوگئے ہو۔ تم نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے۔ تم مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ اسی وجہ سے مینے اب تک وہ لشکر فلسطین روانہ نہیں کیا جو عرصہ ہوا تیار کرلیا تھا۔ اگر تم نے اب بھی خودداری نہ کی۔ اپنے مذہب۔ اپنی اولاد۔ اپنے ملک اور اپنی دولت کیلئے مسلمانوں سے جرأت و استقلال کے ساتھ نہ لڑے تو تمہارا ملک اور

تمہاری دولت پر مسلمان قابض ہو جائیں گے۔ تمہارے بچوں کو غلام اور تمہاری بیویوں کو کنیزیں بنالیں گے۔

لوگوں نے کہا۔ ہم آخری دم تک لڑیں گے۔ اپنی زندگی میں مسلمانوں کو اپنے ملک میں نہ آنے دینگے۔"

ہرقل اعظم سے اس کے وزیر نے کہا۔" اکابرین قوم کی یہ خواہش ہے کہ جن لوگوں نے یہ خبریں بیان کی ہیں ان کی زبان سے ہم یہ حالات سنیں۔"

چنانچہ ہرقل اعظم نے ایک عرب نصرانی کو جو توم طنم سے تھا طلب کیا۔ جب وہ آگیا تو اس سے پوچھا۔ تمہیں مدینہ منورہ چھوڑے ہوئے کتنا عرصہ گذرا۔"

اعرابی نے جواب دیا۔" پچیس روز ہوئے۔"

ہرقل اعظم ۔ مسلمانوں کا بادشاہ (خلیفہ) کون ہے؟

اعرابی ۔ ابوبکر ہے۔ اسی نے اپنا لشکر تمہارے ملک میں روانہ کیا ہے۔

ہرقل اعظم ۔ تم نے ابوبکر کو دیکھا ہے۔

اعرابی ۔ ہاں دیکھا ہے۔ وہ بے تکلف بازاروں میں پھرتا ہے خود خرید و فروخت کرتا ہے۔ اور مسلمانوں کی طرح اپنے تمام کام خود کرتا ہے۔ اسنے مجھ سے ایک چادر چار درہم کو خریدی تھی اسے اپنے شانہ پر ڈال کر چل دیا تھا۔

وزیر متعجب ہے۔ بادشاہ بھی ایسے ہوتے ہیں جو اپنا کام خود کریں۔

اعرابی ۔ مسلمانوں کا بادشاہ ایسا ہی ہے۔ اور مسلمانوں کی طرح وہ بھی صرف دو کپڑے پہنتا ہے مسلمانوں میں ملا جلا رہتا ہے۔ رہنا یا کی

نگرانی کرتا ہے۔ کمزور کا حق زور آور سے دلاتا ہے۔ حق و انصاف کے معاملہ میں اس کے نزدیک کمزور اور زور آور برابر ہیں۔ مسلمان اس کی بڑی عزت کرتے ہیں۔

ہرقل اعظم۔ اس کا حلیہ کیسا ہے؟

اعرابی۔ اس کا قد لانبا ہے۔ رنگ گندم گوں ہے۔ دونوں رخسارے پتلے اور ہلکے ہیں۔ دانت ہموار۔ سفید اور بہت اچھے ہیں۔ خوش زبان اور خوش بیان ہے۔

ہرقل اعظم۔ حضرت مسیح کی قسم وہی شخص ہیں۔ ہم نے اپنی کتابوں میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد وہی دین و مذہب کا کام کرینگے۔ مگر ہماری کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ ان کے بعد ایک اور شخص متولی ہونگے۔ وہ مثل شیر غضبناک کے ہونگے۔ ان کے ہاتھوں سے ہماری قوم کو سخت نقصان پہنچے گا۔ ہماری جلا وطنی انہیں کے ہاتھوں سے عمل میں آئے گی۔

اعرابی۔ میں نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے۔ وہ ہر وقت ابوبکر کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ کبھی جدا نہیں ہوتا۔

ہرقل اعظم۔ میں نے چاہا تھا کہ مسلمانوں کو رضامند کر لیا جائے۔ لیکن قوم نے نہ مانا اس سے میرا مقصد قوم کی فلاح اور بہبودی تھا۔ وہ وقت قریب ہے جب رومی ملک سوریہ سے نکال دئے جائیں گے۔

اس کے بعد ہرقل اعظم نے ایک سونے کی صلیب منگائی اور اپنے ایک مشہور سردار روبیل کے حوالہ کر کے اسے ایک لاکھ فوج پر افسر مقرر کر کے کہا۔ "تم یہ عظیم الشان لشکر لے کر فلسطین جاؤ اور وہاں

Marfat.com

عربوں کو آنے سے روکو وہ سرزمین فراخ۔ میوہ دار اور سرسبز و شاداب ہے۔ شہر نفیس اور عمدہ ہے۔ اس سے ہماری عزت ہے۔ مسلمان وہاں نہ آنے پائیں۔"

روبیس اسی دن معہ لشکر کے اجنادین کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسلمانوں کا تذبذب

حضرت عمرو بن العاص ارض فلسطین میں پہنچکر سرسبز و شاداب مقام پر اترے تھے۔ لمبا سفر کرنے کی وجہ سے کچھ جانور لاغر اور کمزور ہو گئے تھے۔ وہ اس میدان میں چگ چر کر توانا اور موٹے تازے ہو گئے۔ مسلمان بھی ستائے۔ ایک روز عمرو بن العاص نے بعض صحابہ کو مشورہ کے لئے بلایا۔ ابھی وہ مشورہ ہی کر رہے تھے کہ عامر بن عدی وہاں آئے۔ اس عامر کے کئی عزیز و اقارب ملک شام میں تھے۔ عامر کے چہرہ سے خوف مترشح تھا۔ عمرو بن العاص نے ان سے دریافت کیا۔ "اے ابن عدی! تمہارے خوف و انتشار کی کیا وجہ ہے؟"

عامر نے جواب دیا۔ "میرے پیچھے بے شمار رومی لشکر آ رہا ہے۔ ان کے گھوڑے تنومند ہیں۔ جس زمین میں چلتے ہیں زلزلہ ڈالدیتے ہیں۔ درختوں کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ سبزہ کو روند دیتے ہیں"

عمرو بن العاص نے کہا۔ "اے عامر تم نے تو اپنے بیان سے مسلمانوں کے دلوں میں خوف بھر دیا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دشمنوں پر مدد چاہتے ہیں۔ کچھ اندازہ کیا کسقدر لشکر ہے"

عامر نے "میں نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دیکھا تھا۔ وہ پہاڑ کے دامن میں جو

Marfat.com

وادی الاحمر کے نام سے مشہور ہے۔ فروکش تھے۔ تمام وادی آدمیوں اور جانوروں سے بھری ہوئی تھی۔ نشان۔ نیزے اور صلیبیں چمک رہی تھیں میرے اندازہ میں ایک لاکھ آدمی ہونگے“۔

عمرو بن العاص نے صحابہ سے مخاطب ہو کر کہا ”آپ نے عامر کی باتیں سنیں۔ ہم صحابہ رسول اللہ صلعم ہیں۔ موت سے نہیں ڈرتے۔ شہادت ہماری عین تمنا ہے۔ جو شہید ہو گا سعادت و نیک بختی حاصل کرے گا اس معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے۔

لوگوں نے مشورے دینے شروع کئے۔ ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق رائے دینے لگا۔ چند عربوں نے کہا ”آپ ہمیں سب کو لے کر جنگل میں چھپ جائیں۔ جب وہ ہماری طرف سے غافل ہو جائیں تو ہم اچانک نکل کر ان پر حملہ کر دیں۔ یقین ہے وہ پراگندہ ہو کر بھاگ نکلیں گے“۔

سہیل بن عامر نے کہا ”یہ مشورہ تو نہایت بزدلی کا ہے۔ عاجز مرد ایسا کرتے ہیں“۔

حضرت عبداللہ بن عمر فاروق نے کہا ”خدا کی قسم ہم دشمنوں سے ڈر کر نہ چھپیں گے۔ نہ پیچھے ہٹیں گے۔

بلکہ آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرینگے۔ جس کا جی چاہے مقابلہ کے لئے آگے بڑھے اور جس کا جی چاہے واپس لوٹ جائے اور جو شخص واپس لوٹ جائے گا۔ موت اس کا پیچھا نہ چھوڑیگی“۔

حضرت عمرو بن العاص نے کہا ”اے بیٹے فاروق کے واللہ کیا اچھی بات تم نے کہی ہے۔ گویا تمہیں میرے دل کا بھید معلوم ہو گیا۔ بخدا میرے دل میں بھی یہی بات تھی۔ میں تمہیں فوج کے کچھ حصہ پر سردار مقرر کرتا ہوں

تم بطور طلیعہ کے آگے بڑھ کر دشمن کے لشکر کی مفصل خبر لاؤ"

عبداللہ۔ مجھے منظور ہے۔ خدا کے فضل سے میں اپنی جان کے ساتھ بخیل نہیں ہوں۔

عمرو بن العاص نے ایک نشان بنا کر عبداللہ بن عمر فاروق کو دیا اور ایک ہزار سوار قوم بنی کلاب اور اہل طائف اور ثقیف سے ان کے ساتھ کر دیئے۔ حضرت عبداللہ ان سواروں کو لے کر چلے اور ایک دن اور رات چلتے رہے۔ صبح کے وقت انہوں نے فاصلہ پر گرد اڑتی ہوئی دیکھی۔ حضرت عبداللہ نے کہا۔" یہ غبار لشکر کی آمد کو ظاہر کرتا ہے میرا گمان ہے کہ یہ رومیوں کا لشکر طلیعہ ہے۔"

چند پرجوش جوانوں نے حضرت عبداللہ سے کہا۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم دوڑ کر دیکھیں کہ یہ گرد کیسی ہے"۔

عبداللہ۔ نہیں۔ ہمارا اس موقع پر ایک دوسرے سے جدا ہونا مناسب نہیں ہے۔

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ غبار قریب آ کر پھٹا اور اسمیں سے رومی لشکر نمودار ہوا۔ دس علم تھے۔ ہر علم کے تحت میں ایک ہزار سوار تھے گویا دس ہزار رومی تھے۔ یہ لشکر سربیس کے بڑے لشکر کا طلیعہ تھا۔

اس لشکر کو دیکھتے ہی عبداللہ بن عمر فاروق نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔" سنو! ان کا ذہن کو مہلت نہ دو۔ یہ تمہارے ہی مقابلہ کیلئے آئے ہیں۔ خدا تمہاری مدد کرے گا اور انشاء اللہ تم ہی فتحیاب ہو گے" تم شہادت کے خواہشمند ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشت تلوار کے سایہ میں ہے"۔

Marfat.com

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے تلواریں سونت لیں اور کلمۂ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد الرسول اللہ" بلند آواز سے پڑھ کر حملہ کر دیا۔ سب سے پہلے عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابی جہل نے حملہ کیا۔ ان کے بعد سہیل بن عمرو حملہ آور ہوئے۔ اور ان کے بعد ضحاک بن ابی سفیان نے حملہ کیا۔ ان کے پیچھے مہاجرین اور انصار حملہ آور ہوئے۔ ہر جماعت تلواروں اور نیزوں سے سخت حملہ کرتی تھی۔ مسلمانوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ تمام رومی لشکر جنبش میں آگیا۔ حضرت عبداللہ بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ کی چکی تیزی سے گھوم رہی تھی۔ شعلہ جنگ بھڑک اٹھا تھا۔ اسوقت مینے دیکھا کہ ایک رومی سوار جو بڑے ڈیل ڈول کا تھا دائیں بائیں گھوڑا دوڑاتا پھرتا تھا اس کے چہرہ سے گھبراہٹ اور نامردی کے آثار ظاہر تھے۔ مینے سمجھ لیا کہ یہی رومی لشکر کا سردار ہے۔ وہ بھاری ڈیل ڈول کا مثل مست اونٹ کے تھا۔ مینے اسپر حملہ کیا۔ اسنے نیزہ سے مجھ پر وار کیا۔ مینے اپنا نیزہ ڈالدیا اور تلوار نکال کر اس کے نیزہ پر مارا۔ نیزہ کا پھل کٹ کر دور جاگرا۔ چوب اس کے ہاتھ میں رہ گئی۔ مینے تلوار کا دوسرا وار کیا۔ خدا کی قسم مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے مینے پتھر پر تلوار ماری۔ مجھے خوف ہوا کہ میری تلوار ٹوٹ گئی۔ لیکن تلوار بدستور باقی تھی اور دشمن خدا کا کام ایک ہی شدت ضرب سے تمام ہو گیا تھا۔ مینے تلوار کا ایک اور ہاتھ مارا وہ مردہ ہو کر گرا۔ مینے اس کی زرہ ہتھیار اور اسباب وغیرہ لے لیا۔"

جس عرصہ میں عبداللہ بن عمر رومی سردار سے لڑائی میں مشغول تھے اسوقت مسلمان نہایت دلیری اور جوانمردی سے رومیوں سے جنگ کر رہے تھے۔ ضحاک بن ابی سفیان اور حرث بن ہشام کی نیکوکاری واسیطے اللہ کے تھی

Marfat.com

وہ سخت مصیبت میں تھے۔ رومیوں نے ان پر نرغہ کر رکھا تھا۔لیکن وہ انہیں اس طرح کاٹ رہے تھے جس طرح کسان کھیتی کو کاٹتا ہے۔ جوں ہی رومیوں نے اپنے سردار کو مارے جاتے دیکھا وہ بدحواس ہو کر بھاگ نکلے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل و گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ رومیونکی بھاری تعداد ماری گئی۔ بہت سے گرفتار ہو گئے۔ باقی بھاگ گئے۔

اب مسلمانوں نے کفار کا مال و اسباب ایک جگہ جمع کیا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ کو دیکھا۔ انہیں نہ پایا سب مسلمان سخت متردد ہوئے۔ بعض نے کہا "وہ گرفتار ہو گئے"۔ بعض بولے "شہید ہو گئے"۔ بعض نے کہا۔ "اگر وہ شہید ہو گئے تو یہ فتح ان کے ایک بال کے برابر بھی نہیں ہے"۔ بعض نے کہا وہ عابد و زاہد ہیں۔ اللہ تعالٰے ان کے ساتھ سوائے بہتری کے اور کچھ نہ کرے گا"۔

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ حضرت عبداللہ نشان ہاتھ میں لئے کلمہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ" پڑھتے ہوئے آئے۔ مسلمان انہیں دیکھتے ہی خوش ہو گئے۔ چند صحابہ دوڑ کر ان کے پاس پہنچے اور ان سے دریافت کیا۔

"یا امیر آپ کہاں چلے گئے تھے؟"

حضرت عبداللہ نے کہا۔ "میں مشرکوں کے سردار کے ساتھ لڑائی میں مشغول تھا۔ خدا نے اسے میرے ہاتھ سے قتل کرا دیا"۔

مسلمان یہ سنکر نہایت خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا۔ "اللہ تعالٰے نے یہ فتح آپ کی برکت سے عطا کی ہے"۔

حضرت عبداللہ نہایت نیک۔ رحمدل اور بڑے متقی پرہیزگار اور عبادت گذار تھے۔ انہوں نے کہا۔ "نہیں۔ یہ فتح تم سب لوگوں کے

Marfat.com

سبب سے ہوئی ہے"۔

اس معرکہ میں ہزاروں رومی شہید ہوئے مارے گئے ۔ چھ سو قید کر لئے گئے ۔ مسلمان صرف سات آدمی شہید ہوئے ۔ شہیدوں کے نام یہ ہیں ۔ سراقہ بن عدی ۔ نوفل بن عامر ۔ سعید بن قیس ۔ سالم مولی عامر بن بدر الیربوعی عبداللہ بن خویلد المازنی ۔ جابر بن راشد الحضرمی ۔ اوس بن سلمۃ الهوازنی

حضرت عبداللہ بن عمر نے ان شہیدوں کے جنازہ کی نماز پڑھی ۔ اور جو کپڑے وہ پہنے تھے انہی میں انہیں دفن کر دیا ۔ اور وہاں سے قیدیوں اور مال غنیمت کو لے کر واپس لوٹے اور عمرو بن العاص کے پاس آئے وہاں آکر تمام سرگذشت لڑائی کی ان سے بیان کی ۔ حضرت عمرو بن العاص بہت خوش ہوئے ۔ انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا ۔ عمرو بن العاص نے قیدیوں میں سے ان لوگوں کو تلاش کیا جو عربی جانتے ہوں چھ سو قیدیوں میں سے صرف تین شامی ایسے نکلے جو عربی زبان سے واقف تھے ۔ عمرو بن العاص نے ان سے دریافت کیا کہ کسقدر لشکر عیسائیوں کا آرہا ہے؟" ایک قیدی نے جواب دیا " ہرقل اعظم رومی قیصر نے ایک مشہور سردار روبیس کو ایک لاکھ لشکر کے ساتھ روانہ کیا ہے ۔ اور حکم دیا ہے کہ مسلمانوں کو زمین ایلہ تک نہ آنے دے ۔ روبیس بڑا بہادر اور جنگجو ہے ۔ یہ لشکر جسے شکست ہوئی بڑے لشکر کا طلیعہ تھا ۔ اور یہ بطریق جو طلیعہ کا سردار تھا ۔ روبیس کے نزدیک بڑے مرتبہ والا تھا ۔ یقین جانو کہ روبیس اس کا اور اس شکست کا انتقام لے گا ۔ اس کی فوجیں چل پڑی ہیں اور وہ عنقریب یہاں آنیوالی ہیں ۔ تمہاری تعداد تھوڑی ہے وہ یہاں آکر تمہیں سب کو ہلاک کر ڈالے گا"۔

عمرو بن العاص نے کہا "جس طرح طلیحہ کا بطریق مارا گیا ہے انشاء اللہ اسی طرح وہ بھی مارا جائے گا۔ اور جس طرح اس کے طلیحہ کو شکست ہوئی ہے اسی طرح اس کے لشکر کو بھی ہزیمت ہوگی۔

اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے قیدیوں کو مسلمان ہونے کی تلقین کی۔ انہوں نے انکار کیا۔ عمرو بن العاص نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسلمانو! رومیں اور اس کا بے شمار لشکر قریب آگیا ہے۔ وہ انتقام لینے کے لئے آرہا ہے۔ ایسی حالت میں ان قیدیوں کو زندہ رکھنا ہمارے لئے ایک بلا ہے۔"

چنانچہ انہوں نے ان کی گردنیں مارے جانے کا حکم دیا اور وہ سب قتل کر دیئے گئے۔ عمرو بن العاص نے کہا۔ "مسلمانو! مناسب یہ ہے کہ ہم رومیوں کی طرف بڑھیں۔ ممکن ہے اس سے ہمارا ان پر رعب طاری ہو جائے۔ اور میں خدا کی ذات سے امید فتح کی رکھتا ہوں۔"

مسلمانوں نے کہا۔ "چلئے آپ ہمیں لے کر۔ ہم پیچھے رہنے والوں میں نہیں ہیں۔" چنانچہ مسلمانوں نے وہاں سے کوچ کیا۔

سعید بن خالد کی شہادت

ابھی مسلمانوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ انہوں نے رومی لشکر کو آتے ہوئے دیکھا۔ اس کی کثرت نے میدانوں اور راستوں کو بھر لیا تھا۔ نو صلیبیں جواہر نگار جگمگا رہی تھیں۔ ہر صلیب کے تحت میں دس ہزار سوار تھے۔ اس طرح رومیوں کی تعداد نوے ہزار تھی۔

Marfat.com

مسلمان کل نو ہزار ہی تھے۔ گویا ایک مسلمان کے مقابلہ میں دس رومی تھے۔
رومیں کو اپنے طلیعہ کی ہزیمت اور طلیحہ کے بطریق کے مارے جانے کا حال معلوم ہو چکا تھا۔ وہ اور اس کا لشکر نہایت جوش اور غصہ میں تھا اس نے مسلمانوں کو دیکھتے ہی اپنے لشکر کو ترتیب دینا شروع کیا۔ مسلمانوں نے رومیں کو دیکھا وہ مثل ہزبر زور آور مست کے تھا۔

عمرو بن العاص نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اے حاملانِ قرآن! جان لو تم اس امر کو کہ خدا کو تمہارے صبر و استقلال اور جرأت و ہمت کا امتحان لینا منظور ہے۔ خدا کی خوشنودی۔ حصول ثواب اور جنت میں داخل ہونے کے لئے پورے جوش و قوت سے لڑو۔ بلند آواز سے قرآن شریف پڑھتے رہو۔ انشاءاللہ تم فتحیاب ہو گے۔"

اس کے بعد انہوں نے لشکر موحدین کو ترتیب دینا شروع کیا۔ میمنہ میں ضحاکؓ بن سفیان کو میسرہ میں سعیدؓ بن خالد کو ساقہ میں ابو درداءؓ کو مقرر کیا۔ خود قلب میں ٹھہرے۔ ان کے جلو میں اہلِ مکہ معظمہ مہاجرین اور انصار نے قرار پکڑا۔

رومیں نے اسلامی لشکر کی صفوں کو دیکھا۔ مسلمان گھوڑوں کی باگ سے باگ اور رکاب سے رکاب ملائے ہوئے تھے۔ اسے ایسا معلوم ہوا جیسے وہ مضبوط حصار ہوں۔ مسلمانوں کی پیشانیوں سے نور چمک رہا تھا۔ وہ قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ ترنم کی سی آواز میدان میں گونج رہی تھی رومیں اور رومیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا۔ وہ دیکھنے لگے کہ اب مسلمان کیا کرتے ہیں۔

سب سے پہلے سعید بن خالد بن سعید جو عمرو بن العاصؓ کے بھتیجے تھے

میدان میں نکلے۔ انہوں نے "ہَل مِن مُبَارِز" کا نعرہ لگایا۔ دیر تک انتظار کیا مگر کوئی رومی ان کے مقابلہ میں نہ نکلا۔ انہوں نے کہا۔ "اے اہل شرک! یہ کیا بزدلی ہے کہ تم مقابلہ پر نہیں آتے ہو۔" پھر بھی کوئی نہ آیا۔ تب انہوں نے جوش میں آکر رومیوں کے میمنہ پر حملہ کیا۔ نیزہ ان کے ہاتھ میں تھا۔ انہوں نے کئی رومیوں کو نیزہ سے بیندھ ڈالا۔ اس طرف کی صفوں میں زلزلہ ڈال دیا۔ وہاں سے لوٹے اور پھر میسرہ پر حملہ آور ہوئے۔ اب انہوں نے تلوار نکال لی۔ اور اس سختی سے حملہ کیا کہ میسرہ کی صفیں متزلزل ہوگئیں۔ اس طرف بھی انہوں نے کئی رومیوں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد وہ قلب پر حملہ آور ہوئے۔ قلب کے سیکڑوں رومیوں نے انہیں نرغہ میں لے لیا۔ وہ نہایت جوانمردی سے لڑے۔ یہاں بھی متعدد رومیوں کو مارا۔ آخر وہ شہید ہوگئے۔ رحمت کرے اللہ تعالےٰ ان پر۔

فلسطین کا زبردست معرکہ

حضرت سعیدؓ کی شہادت کا مسلمانوں کو بڑا ملال ہوا۔ حضرت عمروؓ بن العاص کو بھی سخت صدمہ پہنچا۔ انہوں نے کہا۔ "قسم ہے خدا کی گذر گئے سعید انہوں نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ اچھا کام کیا۔ اپنی جان اللہ کے ہاتھ بیچی۔ وہ بہشت میں داخل ہونگے۔ اے جوانمردانِ اسلام! میں اپنے بھتیجے سعید کی لاش لینے جاتا ہوں۔ اس حملہ میں جو میرا شریک ہونا چاہے وہ میرے ساتھ چلے۔"

یہ کہتے ہی انہوں نے اپنا گھوڑا بڑھایا۔ ضحاکؓ بن سفیان۔ ذوالکلاع الحمیری۔ عکرمہ بن ابی جہل۔ حرثؓ بن ہشام۔ معاذ بن جبل۔ ابودرداء۔

عبداللہ بن عمر - اصید بن دارم - نوفل - صیف بن عباد الحضرمی - سالم رض
بن عبید اور مہاجرین اہلِ بدر اور مثل ان کے اور لوگ ان کے ساتھ ہوئے
یہ سب لوگ اونٹوں پر سوار تھے - انہوں نے جاتے ہی رومیوں پر حملہ کیا -
لیکن رومی برابر جمے رہے - ان کے صبر و استقلال میں کوئی بھی فرق نہ آیا
تب مسلمانوں نے ان کے گھوڑوں کے نیزوں کی نوکیں چبھوئیں - اس سے
عیسائیوں کی صفوں میں ابتری پیدا ہوگئی - اسی وقت تمام مسلمانوں نے بھی
حملہ کر دیا - رومی مسلمانوں کے گرد چھاگئے - مسلمان اسقدر تھوڑے تھے
کہ وہ رومیوں کے اژدہام میں ایسے معلوم ہونے لگے جیسے سیاہ اونٹ پر کوئی
سفید تل ہو -

مسلمان نہایت جوش اور بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے - اس روز
مسلمانوں کا شعار یہ تھا - لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ - اور اسروز تمام
مسلمان یہ دعا مانگ رہے تھے " اللھم انصر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم " یعنی اے
اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مدد کر "۔

صبح سے دوپہر تک جنگ ہوتی رہی - اسروز گرمی زیادہ تھی اور ہوا تیز
چل رہی تھی - حضرت عبداللہ بن عمر فاروق فرماتے ہیں -

کہ زوال کے وقت مینے لشکر موحدین کی نصرت کے لئے وہ دعا مانگی جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تعلیم فرمائی تھی - دعا کے آخر میں مینے نظر
اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا - خدا کی قسم مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے آسمان میں سوراخ
ہوگیا - یا کوئی کھڑکی کھل گئی اور اس میں سے سبز رنگ کے گھوڑے نکلے - ان پر
سوار تھے وہ سبز رنگ کا لباس پہنے تھے اور سبز علم ہاتھوں میں لئے تھے
ان کے علموں کی نوکیں چمک رہی تھیں - مینے سنا کہ کوئی شخص پکار کر یہ کہہ رہا ہے

"اَلبِشرُ وَا یَا اُمّتہ محمّد صلی اللہ علیہ وسلم فقد اتیکم النصر من عند اللہ تعالےٰ"

یعنی "اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بشارت ہو کر تمہارے لئے اللہ تعالےٰ کی مدد آگئی"۔ مینے کہا یقیناً امت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے فتح حاصل ہوئی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد مینے دیکھا کہ رومی پشت پھیر کر بھاگے نہایت خوفزدہ اور بدحواس ہو کر۔ مسلمان ان کے تعاقب میں دوڑے۔ مسلمانوں کے گھوڑے تیز رو تھے۔ ہم نے رومیوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ یہانتک کہ ارضِ فلسطین میں دس ہزار رومیوں کو یا اس سے زیادہ مار ڈالا"۔

اس فتح سے حضرت عمرو بن العاص کو بڑی خوشی ہوئی۔ انہوں نے کھڑے کھڑے زمین پر ہی سجدۂ شکر ادا کیا۔ لیکن انہیں ان مسلمانوں کا فکر تھا جو رومیوں کے تعاقب میں گئے تھے۔ علم ان کے ہاتھ میں تھا اور نیزہ انہوں نے اپنی پشت پر ڈال لیا تھا۔ وہ انتظار و انتشار کی حالت میں تھے اور ہاتھ مل کہتے تھے جو شخص لوگوں کو میری طرف پھیر لادے اللہ اس کے گم شدہ کو اس سے ملا دے تھوڑے ہی دیر کے بعد مسلمان واپس لوٹ کر آئے۔ حضرت عمرو بن العاص نے ان سے کہا "آج اللہ تعالےٰ کو ان لوگوں نے راضی کیا جنہوں نے جہاد میں مشقت اٹھائی۔

اے مسلمانو! آیا وہ فتح تمہیں کافی نہ ہوئی جو پروردگارِ عالم نے تمہیں عطا کی یہانتک کہ تم نے کافروں ناکسوں کا پیچھا کیا"۔

چند مسلمانوں نے عرض کیا "اس تعاقب سے ہماری غرض حصولِ غنیمت نہ تھی بلکہ تمنائے جہاد تھی"۔ عمرو بن العاص کو اطمینان ہوا۔ مگر مسلمانوں کا جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ اکیس تیس آدمی گم ہیں۔ منجملہ ان کے سیف بن عباد الحضرمی نوفل بن دارم۔ سالم بن اروم۔ اور اشہب بن شداد تھے۔ اور چند لوگ میں

اور بادیۂ مدینہ کے تھے۔ ان کی گمشدگی کا تمام مسلمانوں کو رنج ہوا۔

اسوقت دن چھپ گیا تھا۔ حضرت عمرو بن العاص مسلمانوں کو لے کر واپس ہوئے۔ اور اپنی قیامگاہ پر پہنچکر سب سے پہلے وہ نمازیں جو لڑائی کی وجہ سے قضا ہو گئی تھیں اذان اور اقامت کے ساتھ موجب حکم حضرت ابوبکر صدیق کے پڑھائیں۔ چونکہ مسلمان تھک کر چور ہو گئے تھے اس لئے بہت تھوڑے لوگوں نے ان کے ہمراہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھی۔ باقی مجاہدین نے اپنے خیموں پر نمازیں ادا کیں۔ رات کو مسلمانوں نے آرام کیا۔ صبح کو اٹھکر نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ عمرو بن العاص نے مسلمانوں کی لاشیں میدان جنگ سے اٹھا لانے کا حکم دیا۔ اکیس تیس لاشیں نکلیں۔ مگر ان میں حضرت سعید بن خالد کی لاش نہ تھی۔ حضرت عمرو بن العاص نے ان کی لاش کی جستجو کی۔ ان کی لاش مل گئی لیکن اس حالت میں کہ گھوڑوں کے سموں نے چورا چورا کر دیا تھا عمرو بن العاص ان کی لاش دیکھ کر رو پڑے۔ انہوں نے ان کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کی۔ تمام لاشوں کو ایک جگہ جمع کر کے جنازہ کی نماز پڑھی اور انہیں دفن کر دیا۔

اب مسلمانوں نے مقتول رومیوں کا مال و اسباب جمع کرنا شروع کیا۔ بہت کچھ مال غنیمت ہاتھ آیا۔ عمرو بن العاص نے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیئے اور ایک حصہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح سالار اعظم کی خدمت میں روانہ کرنے کے لئے علیحدہ کرایا۔

مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہو کر عمرو بن العاص نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو اس مضمون کا خط لکھا۔

"یہ خط ہے عمرو بن العاص کی جانب سے امین الامت ابوعبیدہ کے نام آیا

خدا کی حمد کرتا ہوں سوائے اس کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اور درود بھیجتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ میں فلسطین میں پہنچا۔ ایک رومی سردار جس کا نام روتبیس تھا ایک لاکھ رومیوں کے ساتھ مقابلہ میں آیا خدا نے مسلمانوں پر احسان کیا۔ مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ گیارہ ہزار رومی مارے گئے۔ مسلمان ایکسو تیس شہید ہوئے۔ خدا نے فلسطین کو میرے ہاتھ پر فتح کیا۔

میں یہاں مقیم ہوں۔ اگر آپ کو میری ضرورت ہو تو میں آپ کی طرف روانہ ہوں۔ تم پر اور سب مسلمانوں پر سلام ہو اور خدا کی رحمت ہو۔"

اس خط کو ابی عامر الدوسی کے ہاتھ روانہ کیا۔ وہ ملک شام کی جانب روانہ ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ اسوقت تک ملک شام کی سرحد پر مقیم تھے ملک کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے۔ ابو عامر دوسی ان کی خدمت میں پہنچے۔ انہیں دیکھکر حضرت ابو عبیدہ کو یہ خیال ہوا کہ وہ حضرت صدیق کے پاس سے آئے ہیں۔ اسی خیال سے انہوں نے پوچھا۔ "اے ابو عامرؓ! تمہارے پیچھے کیا حال ہے؟" انہوں نے عرض کیا۔ "خوشخبری اور نیکوکاری ہے" "یہ خط عمرو بن العاص کا ہے۔"

حضرت ابو عبیدہ نے خط لے کر کھولا اور پڑھا۔ فتح کی خوشخبری پڑھکر خوش ہوئے۔ اسی وقت سجدہ میں گر گئے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا سجدہ سے سر اٹھا کر ابو عامر سے جنگ کے واقعات دریافت کئے۔ انہوں نے تمام حالات سنا کر کہا۔

"قسم ہے خدا کی اس لڑائی میں مسلمانوں کے بہترین لوگ مارے گئے۔ ان میں سعیدؓ بن خالد بھی تھے۔"

Marfat.com

اسوقت حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس سعیدؓ کے باپ خالدؓ بھی بیٹھے تھے انہیں اپنے بیٹے سے بڑی محبت تھی۔ وہ ان کی شہادت کا حال سنکر بیساختہ رو پڑے۔ اور کچھ اس درد سے روئے کہ پاس بیٹھے ہوئے مسلمان بھی رو پڑے۔ کچھ دیر کے بعد جب ان کی طبیعت کو کچھ سکون ہوا تو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر ارض فلسطین میں اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت کیلئے تیار ہو کر حضرت ابو عبیدہ سے اجازت لینے آئے۔ ابو عبیدہ نے کہا۔

". . . خالد تم کہاں جا رہے ہو؟" انہوں نے عرض کیا۔ "میں ارض فلسطین میں جا کر بیٹے کی قبر کی زیارت اور جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ممکن ہے اللہ تعالٰی مجھے بھی وہ روز (شہادت) عطا کرے جو میرے بیٹے کو عطا کی ہے۔"

ابو عبیدہ خاموش ہو گئے۔ انہوں نے عمروؓ بن العاص کے خط کا جواب اس مضمون سے لکھا۔

"تم خلیفہ کے محکوم ہو۔ اگر ابو بکر صدیق نے تمہیں حکم دیا ہے تو وہیں ٹھیرے رہو۔ تم پر اور تمام مسلمانوں پر سلام ہو۔ اور اللہ کی رحمت اور برکت نازل ہو۔"

یہ خط لپیٹ کر خالد بن سعید کو دیا۔ وہ روانہ ہو کر فلسطین میں عمرو بن العاص کے پاس پہنچے چونکہ وہ مرد بزرگ تھے اس لئے تمام مسلمان انکی تعظیم کرتے تھے۔ عمرو بن العاص نے بھی بڑی تکریم کی۔ اٹھ کر ان کی تعظیم کی اور مصافحہ کیا۔ جب ان کے بیٹے سعید کا ذکر آیا تو خالد رونے لگے۔ اور ایسے بیتاب ہو کر روئے کہ اور مسلمان بھی رونے لگے۔ انہوں نے مسلمانوں سے دریافت کہ سعیدؓ نے جہاد میں کوئی کمی تو نہیں کی مسلمانوں نے کہا

Marfat.com

بالکل نہیں۔ انہوں نے خوب حق جہاد ادا کیا۔ دین اسلام کی خوب مدد کی۔ بڑی بہادری سے لڑے۔

خالد نے اپنے بیٹے کی قبر پر پہنچکر اول فاتحہ پڑھی پھر کہا۔ "بیٹے پروردگار عالم مجھے صبر عنایت فرمائے اور اتنی قوت دے کہ دشمنوں سے تمہارا انتقام لوں۔"

سریۂ[1] خالدؓ

قبر پر سے لوٹ کر خالدؓ نے عمروؓ بن العاص سے کہا۔ میری خواہش ہے کہ کچھ جماعت ساتھ لے کر رومیوں کی تلاش میں جاؤں۔ شاید میں انہیں پالوں اور انہیں قتل کر کے اپنے بیٹے کا انتقام لوں۔ اس سے میرے دل کو کچھ سکون ہو جائے گا۔"

عمرو بن العاص نے کہا۔ "صبر سے کام لو۔ لڑائی تمہارے بالکل سامنے ہے۔ جب دشمن کا سامنا ہو جائے۔ دل کھول کر ان سے لڑنا۔"

خالد نے جوش میں آکر کہا۔ خدا کی قسم میں ضرور دشمنوں کے تعاقب میں جاؤنگا۔ خواہ کوئی بھی سامان جنگ درست نہ ہو سلاح جنگ آراستہ کیئے۔ عمرو بن العاص نے جب انہیں آمادہ بہ سفر دیکھا تو اپنے ہمراہیوں سے کہا۔ "جو لوگ ان کے ساتھ جانا چاہیں وہ چلے جائیں۔"

یہ سنکر قبیلہ حمیر سے تین سو مسلمان خالد کے ساتھ ہو لئے۔ یہ لوگ دن بھر سفر کرتے رہے۔ دن چھپے کے قریب ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچے۔ وہ

---

[1] سریہ اس لڑائی کو کہتے ہیں جس میں امیر لشکر موجود نہ ہو بلکہ کچھ جماعت پر کسی اور کو سردار مقرر کر دے۔ (صادق۔ صدیقی سردھنوی)

Marfat.com

شب باشی کے لئے گھوڑوں سے اتر پڑے۔ اچانک خالد کی نظر پہاڑ کی طرف اٹھ گئی۔ انہوں نے چند آدمیوں کو پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا۔ وہ جلدی سے بولے۔

"مسلمانو! پہاڑ کے عین نیچے پہنچ جاؤ۔ دیکھو پہاڑ کی چوٹی پر چند مشرکین ہیں۔ مجھے خوف ہے کہیں یہ جاسوس نہ ہوں۔ انہیں گرفتار کرنا چاہئے"

مسلمانوں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا۔ انہیں بھی مشرکین نظر آئے۔ وہ جلدی سے پہاڑ کے نیچے چلے گئے اور وہاں جا کر کہنے لگے "پہاڑ نہایت دشوار گذار ہے۔ ہم چوٹی پر کیسے پہنچ سکتے ہیں"

خالد۔ مگر میں ان تک ضرور پہنچنے کی کوشش کرونگا۔ تم میری واپسی تک یہیں ٹھیرے رہنا۔

جب وہ پہاڑ پر چڑھنے لگے تو دس مسلمان ان کے ساتھ ہو گئے۔ یہ سب بڑی مشکل سے پہاڑ پر چڑھ کر چوٹی پر پہنچے۔ مشرکین ابھی تک وہاں موجود تھے۔ وہ چھ آدمی تھے۔ خالد نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا "اے مسلمانو! لو تم ان کو اللہ تعالےٰ تمہیں برکت دے۔"

خالد اور ان کے ساتھی جھپٹے۔ مشرکین انہیں دیکھ کر سہم گئے۔ دو کافروں نے مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے انہیں مار ڈالا۔ چار کو گرفتار کر لیا۔ وہ رومی تھے۔ خالد نے ان سے دریافت کیا "تم کون لوگ ہو کہاں کے رہنے والے ہو"

ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا "ہم شامی عیسائی ہیں۔ دیرا بنیع جامع اور رکفر العزیزہ کے رہنے والے ہیں۔ جب سے مسلمان اس نواح میں حملہ آور ہوئے ہیں ہم سخت پریشانی اور مصیبت میں گرفتار

ہیں۔ ہمارے کچھ آدمی تو قلعوں کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ کچھ اس پہاڑ پر آکر پناہ گزین ہوئے ہیں۔ ہمارا خیال تھا کہ مسلمان اس پہاڑ پر نہ آسکیں گے۔

خالد۔ تمہیں معلوم ہے کہ رومی لشکر کہاں ہے؟

رومی۔ اجنادین کے مقام پر ہے۔ وہ لشکر عنقریب ارضِ فلسطین میں آنیوالا ہے تاکہ مسلمانوں کو بیت المقدس میں جانے سے روکے۔ اس لشکر کا ایک سردار ہمارے دیہات میں رسد لینے کے لئے آیا ہوا ہے۔ اس نے رسد فراہم کرلی ہے اور اب جانیوالا ہے۔ چونکہ اسے تمہارے حملہ کا اندیشہ ہے اس لئے جلد جانا چاہتا ہے۔

خالدؓ۔ وہ کس راستہ سے جائے گا؟

رومی۔ اسی راستہ سے اس پہاڑ میں ایک بڑا درہ ہے وہ اس درہ میں سے ہو کر گذرے گا۔

خالدؓ۔ اور وہ اسوقت کہاں ٹھیرا ہوا ہے؟

رومی۔ اس پہاڑ کے قریب ایک بلند ٹیلہ ہے اس کا نام سیف ہے۔ اس ٹیلہ کے گرد ٹھیرا ہوا ہے۔

خالدؓ۔ خدا نے چاہا تو وہ مال و رسد جو اس نے جمع کیا ہے۔ ہمارے لئے مالِ غنیمت ہو گا۔ تم دین اسلام کے متعلق کیا کہتے ہو؟

رومی۔ ہم سوائے دینِ صلیب کے اور کسی مذہب کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہم زراعت پیشہ ہیں ہمارے مار ڈالنے سے تمہیں کوئی فائدہ نہ ہو گا

خالد نے چاہا کہ انہیں چھوڑ دیں مگران کے ساتھی مسلمانوں نے کہا "یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ تم انہیں اسوقت رہا کرنا جب یہ اس جگہ کا پتہ بتادیں جہاں رسد جمع ہے"۔

Marfat.com

حضرت خالدؓ نے بھی یہ بات مناسب سمجھی۔ انہوں نے رومیوں سے کہا "جب تم ہمیں اس جگہ پہنچا دو گے جہاں رسد جمع ہے تو ہم تمہیں چھوڑ دینگے"۔

رومیوں نے اس بات کو منظور کر لیا۔ وہ خالدؓ اور ان کے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر چلے۔ جب درہ میں پہنچے تو خالدؓ نے اپنے لشکر کو [illegible] صبح ہوتے ہی راہبر رومی مسلمانوں کو ساتھ لے کر چلے۔ پہاڑ سے نیچے اترے اور ٹیلے کے پاس پہنچے۔ اس وقت رومی رسد کو جانوروں پر لاد رہے تھے۔ یوں تو ہزاروں رومی ٹیلے کے گرد تھے لیکن ان میں لڑنے والے سوار چند تھے باقی وہ دیہاتی تھے جنہیں فوجیوں نے بیگار میں پکڑ لیا تھا۔

رومیوں کو دیکھتے ہی خالد بن سعید نے کہا۔

"مسلمانو! خوشخبری ہو۔ ان کافروں کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے اعانت کا وعدہ کیا ہے۔ تم جہاد کرو۔ وہ مدد کرے گا۔ اللہ جہاد کرنے والوں سے خوش ہوتا اور انہیں دوست رکھتا ہے۔ خود خدا قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّہُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ" یعنی "ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں مضبوط صفیں باندھ کر لڑتے ہیں"۔ میں ان کافروں پر حملہ کرتا ہوں تم بھی حملہ کرو"

یہ کہتے ہی خالدؓ اور ان کے ہمراہیوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا۔ وہ عیسائی جو بیگار میں پکڑے گئے تھے اور جانوروں پر رسد لاد رہے تھے حملہ ہوتے ہی بھاگ نکلے۔ بعض رومی سپاہیوں نے مسلمانوں کی تھوڑی تعداد دیکھ کر ان کا مقابلہ کیا۔

ذوالکلاع الحمیریؓ نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔ "اے آل حمیر!

Marfat.com

تمہارے لئے آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں۔ بہشت آراستہ کردی گئی۔ حوریں قریب آگئی ہیں۔ لڑو اور بہشت کے مالک ہو جاؤ۔" تمام مسلمانوں نے نہایت شدت سے حملہ کیا۔ خالد نے رومیوں کے سردار کو دیکھا۔ وہ زرق برق لباس اور سونے جواہرات کے چند زیورات پہنے ہوئے تھا۔ انہوں نے جھپٹ کر اس پر حملہ کیا۔ اسے دور سے ڈانٹا۔ وہ مرعوب ہو گیا۔ اس کے نیزہ مارا وہ مثل آہنی برج کے گھوڑے پر سے گر پڑا۔ اس عرصہ میں ہر مسلمان نے ایک ایک رومی کو مار ڈالا تھا۔ اس وقت تک تین سو بیس سوار مارے جا چکے تھے۔ باقی بھاگ گئے۔

مسلمانوں نے رسد پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے عمرو بن العاص کی خدمت میں واپس آئے۔ عمرو بن العاص اور تمام مسلمان خالد اور ان کے ساتھیوں کے بعافیت واپس آنے سے بہت خوش ہوئے۔

عمرو بن العاص نے اسی وقت ایک خط ابو عبیدہ کو اور دوسرا حضرت ابو بکر صدیق کو لکھا۔ خلیفہ کو فلسطین کی لڑائیوں کے حالات مفصل لکھے۔ اسے عامر دوسی کو دے کر مدینہ روانہ کیا۔ انہوں نے مدینہ میں پہنچ کر خط حضرت ابو بکر صدیق کو دیا۔ انہوں نے اول خط خود پڑھا پھر مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا۔ تمام مسلمان بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے خوش ہو کر کلمہ اور تکبیر کی آوازیں بلند کیں۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عامر سے حضرت ابو عبیدہ کا حال دریافت کیا۔ عامر نے کہا "وہ ملک شام کی سرحد پر مقیم ہیں۔ آخر خبر جو انہیں یہ معلوم ہوا ہے کہ ہرقل اعظم نے بے شمار فوجیں اجنادین کے مقام پر جمع کی ہیں۔ انہیں اندیشہ ہے کہ کہیں وہ مسلمانوں پر غالب نہ آجائیں"۔

حضرت صدیق نے کہا۔ ابو عبیدہ نرم طبیعت ہیں۔ ان میں رومیوں

ہونے کی صلاحیت نہیں ہے"۔ چنانچہ انہوں نے صحابہ کرام سے مشورہ لیا کہ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ابوعبیدہ کے بجائے خالد بن الولید مخزومی کو ملک شام کی جہاد کا سردار مقرر کیا جائے"۔ صحابہ نے کہا "مناسب ہے"۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالد کو اس مضمون کا خط لکھا:

"یہ خط ہے عبداللہ عتیق (صدیق) کی طرف سے خالد بن ولید کے نام تم پر سلامتی ہو۔ میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں نے تمہیں ملک شام کے لشکر پر سردار مقرر کیا۔ تم اللہ کی رضا جوئی اور دشمنوں کے مقابل کی طرف روانہ ہو۔ اور ان لوگوں سے مل جاؤ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں احسن طریقہ پر جہاد کیا ہے۔ جہاد کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یاایھا الذین آمنوا ھل ادلکم علیٰ تجارۃٍ تنجیکم من عذابٍ الیم۔ یعنی اے ایمان والو! میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں سخت عذاب سے نجات دے۔ وہ تجارت جہاد ہے۔ میں نے تمہیں ابوعبیدہ اور ان کے ساتھیوں پر سردار مقرر کیا۔ تم پر سلامتی ہو"۔

حضرت ابوبکر صدیق نے یہ خط نجم بن مفرح الکنانی کو دیا۔ وہ اونٹنی پر سوار ہو کر عراق کی طرف چلے۔ حضرت خالد عراق میں ایرانیوں سے مصروف جنگ تھے۔ انہوں نے عراق میں کئی مقامات پر ایرانیوں کو زبردست شکستیں دی تھیں۔ قریب تھا کہ وہ قادسیہ کو فتح کر لیں کہ خلیفہ کا خط انہیں ملا۔ انہوں نے خط پڑھ کر کہا۔ خدا اور خلیفہ رسول صلعم کی اطاعت ضروری ہے۔

پھر حضرت خالد کے ... شام کی ...

حضرت خالد نے اسی وقت ابو عبیدہ کو ایک خط ان کی معزولی اور اپنی تقرری کا اس مضمون سے لکھا۔ ابوبکر نے مجھے مسلمانوں کے لشکر پر سردار مقرر کیا ہے۔ جبتک میں آؤں تم جسجگہ ہو وہیں ٹھیرے رہنا۔ والسلام یعنی تم پر سلامتی ہو۔"

یہ خط عامر بن طفیل الدوسی کو دے کر ملک شام کی طرف روانہ کیا۔ عامر نہایت بہادر اور جنگجو تھے۔ وہ خط لے کر چلے۔

ادھر حضرت خالد لشکر لے کر رات کو عین التمر کی راہ سے روانہ ہوئے۔ جب ارض سماوہ پر پہنچے تو ٹھیر گئے۔ کیونکہ اب جو راستہ تھا وہ دشوار گذار اور بے آب وگیاہ تھا۔ کئی منزل تک پانی نہ ملتا تھا۔ انہوں نے مسلمانان سے مشورہ کیا کہ اس راستہ کو کس طرح طے کیا جائے۔ رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہا۔ "میرا مشورہ یہ ہے کہ تیس اونٹوں کو سات دن تک پیاسا رکھو۔ پھر انہیں پانی پلاؤ۔ جب وہ خوب پانی پی لیں تو ان کے منہ باندھ دو ان میں سے دس اونٹ ہر منزل میں ذبح کرو۔ ان کے پیٹ چاک کر کے پانی پکھالوں میں بھر لو۔ اس پانی کو ٹھنڈا کر کے جانوروں کو پلاؤ۔ اور ہر شخص تین دن کے پینے کے لئے پانی ساتھ لے لے۔" اس مشورہ کو سب نے پسند کیا۔ ایسا ہی کیا گیا۔ ہر منزل میں دس اونٹ ذبح کر کے ان کا پانی پکھالوں میں بھر لیتے۔ ٹھنڈا ہونے پر جانوروں کو پلاتے اور اونٹوں کا گوشت خود کھا لیتے۔ تین منزلوں میں تیس اونٹ ذبح ہو گئے۔ لیکن پانی اب بھی نہ ملا اس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف پہنچی۔ حضرت خالد نے رافع سے کہا۔ پانی نہ ملنے سے جانور اور انسان سب قریب بہ ہلاکت پہنچے ہیں۔ پانی تلاش کرو۔ رافع کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ انہوں نے کہا۔ "یا امیر! جب تم قراقر

Marfat.com

اور سوی کے مقام پر پہنچو تب مجھے بتانا۔ مسلمان بڑھے اور قراقر اور سوی کے مقام پر جا پہنچے۔ رافع کو اطلاع دی گئی۔ وہ اپنے عمامہ کا پلہ آنکھوں پر ڈال کر چلے اور ارک کے ایک درخت کے پاس جا کر رکے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "اس جگہ کو کھودو۔" مسلمانوں نے کھودا۔ دفعتہ اس جگہ سے پانی کا چشمہ اُبل پڑا۔ مسلمانوں نے خوش ہو کر اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ پیاسے جانوروں کو پانی پلایا۔ مسلمانوں نے بھی پانی پیا۔ سب نے رافع کا شکریہ ادا کیا۔ کچھ لوگ پیاس کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ مسلمان چھاگلوں اور مشکیزوں میں پانی بھر کر ان کی تلاش میں چلے۔ انہیں پانی پلایا۔ ان میں بھی توانائی آ گئی۔ وہ بھی آکر مسلمانوں کے لشکر میں مل گئے۔

ایک روز وہاں قیام کر کے یہ لشکر پھر روانہ ہوا اور ارک سے ایک منزل اس طرف پہنچا۔ وہ جگہ آباد تھی۔ وہاں کثرت سے بکریاں اور اونٹ تھے۔ چند مسلمان چرواہے کے پاس رومیوں کی خبر معلوم کرنے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ چرواہا شراب پی رہا ہے۔ اور اس کے قریب عامر بن الطفیل دوسی بندھے پڑے ہیں۔ مسلمانوں نے دوڑ کر حضرت خالد کو اس حال سے آگاہ کیا خالد گھوڑا دوڑا کر اس مقام پر آئے اور عامر بن الطفیل دوسی کو اس حال میں دیکھ کر ٹھٹھکے۔ ان سے دریافت کیا۔ "تم کیسے قید ہو گئے؟"

عامر نے کہا۔ "جب میں یہاں پہنچا تو مجھے بہت زیادہ پیاس معلوم ہوئی۔ گرمی زیادہ تھی۔ پیاس اور گرمی نے پریشان کر رکھا تھا۔ میں اس چرواہے پاس آیا تاکہ اس سے دودھ یا پانی پینے کو لوں۔ یہ دشمن خدا شراب پی رہا تھا۔ میں نے اسے ڈانٹ کر کہا۔ "او عدو اللہ! تو شراب پی رہا ہے حالانکہ شراب حرام ہے۔" اس مکار نے کہا۔ "یہ شراب نہیں پانی ہے۔ اونٹنی سے اتر کر

Marfat.com

اس کی بو سونگھ لو۔ اگر شراب نکلے تو جو چاہنا سزا دینا۔"

میں اس کے قریب میں آگیا۔ اونٹنی کے پالان سے اتر کر دو زانو ہو کر جھکا اور بو سونگھنے لگا۔ اس بدبخت نے جلدی سے میرے سر پر اس زور لاٹھی ماری کہ میرے سر کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس صدمہ سے مجھ پر غشی طاری ہونے لگی۔ اسنے جلدی سے مجھے پکڑ کر اسی جگہ پکڑ لیا۔ اور بولا کہ "میں تجھے اصحاب محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے گمان کرتا ہوں میں تمہیں اس وقت تک نہ چھوڑونگا جب تک میرا آقا۔ بادشاہ کے پاس واپس نہ آجائے" میں نے دریافت کیا۔" تیرا آقا کون ہے؟" اسنے بتایا۔" قداح بن واثلہ ہے۔" معلوم ہوا یہ چرواہا اور اس کا آقا دونوں عرب نصرانی ہیں۔ تین دن سے میں اس کے پنجہ میں گرفتار ہوں۔ یہ میرے سامنے شراب پیتا ہے اور تلچھٹ میرے اوپر اونڈیل دیتا ہے۔"

یہ سنکر حضرت خالد کو بڑا غصہ آیا۔ انہوں نے جھک کر چرواہے کے تلوار ماری۔ ایک ہی ضرب میں وہ مارا گیا۔ مسلمانوں نے اس کے اونٹ اور بکری لوٹ لئے اور اس جگہ کو کھود ڈالا۔ عامر بن الطفیل کو قید سے چھڑایا۔ حضرت خالد نے ان سے دریافت کیا" میرا خط کہاں ہے؟" انہوں نے جواب دیا" میرے عمامہ کے پیچ میں محفوظ ہے۔"

حضرت خالد نے کہا" تم وہ خط لے کر ابو عبیدہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور احتیاط کو اپنی یادر گردانو۔"

عامر اسی وقت ملک شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

اہل ارکہ کی مصالحت

حضرت خالد وہاں سے ارکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ارکہ وہاں سے بہت

Marfat.com

قریب تھا۔ لیکن اس کے درمیان میں نہایت خطرناک جنگل تھا۔ عراق سے جو رومی قافلے اس طرف سے گذرتے تھے۔ وہ خوف کی وجہ سے وہاں نہ ٹھیرتے تھے۔ بادشاہ کی طرف سے ارکہ میں ایک حاکم رہتا تھا جو نہایت دلیر اور آزمودہ کار تھا۔

حضرت خالد نے نہایت بخوبی سے اس جنگل کو طے کیا اور ان نواح کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ وہاں کے لوگ ڈر کر قلعہ میں جا گھسے۔ قلعہ کے اندر ایک حکیم رہتا تھا۔ وہ بڑا عالم تھا۔ اس نے بہت سی مذہبی کتابیں اور ملاحم[1] پڑھی تھے اس نے جب مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو خوف سے اس کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اس وقت اس کے پاس ارکہ کے کئی معزز لوگ موجود تھے۔ اس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اے اہل دین مسیح کی وہ وقت قریب آگیا جس کا ذکر ملاحم میں لکھا ہے"

لوگوں نے اس سے دریافت کیا۔ "کون سا وقت آگیا ہے"؟

حکیم۔ "شام کی فتح اور رومیوں کی تاراجی کا۔ میرے پاس جو ملاحم ہیں ان میں ان میں اس قوم (مسلمانوں) کا ذکر موجود ہے۔ صلیب کی قسم ملک روم کی ہلاکت کا وقت آپہنچا۔ تم اس بات کو دیکھو کہ اگر اس لشکر کا علم سیاہ ہے اور اس کا سردار لانبا چوڑا۔ موٹا تازہ ہے اور اس کے دونوں شانوں میں کافی فرق ہے اور اس کے چہرہ پر چیچک کے نشان ہیں تو وہ فاتح اعظم ہے۔ ملک شام کے دروازے اس کے ہاتھ پر کھلتے چلے جائیں گے"۔

معززین ارکہ نے فصیل سے جھانک کر دیکھا انہوں نے سیاہ علم دیکھا اور حضرت خالد کو ویسا ہی پایا جیسا حکیم نے کہا تھا۔ وہ اس وقت حاکم قلعہ کے

---

[1] ملاحم جمع ہے ملحمہ کی۔ ملحمہ اس کتاب کو کہتے ہیں جس میں آئندہ ہونے والے فتنوں۔ لڑائیوں اور بری باتوں کے حالات لکھے ہوں۔ (صادق۔ صدیقی۔ سردھنوی)

پاس گئے۔ اور اس سے کہا "حکیم شمعان نے ہم سے ایسا کہا تھا۔ ہم نے دیکھا تو جو کچھ اس نے کہا تھا ویسا ہی پایا۔ مسلمانوں کا یہ سردار تمام ملک شام کو فتح کر لے گا۔ ہمیں مسلمانوں سے لڑنا نہیں چاہئے بلکہ ان سے مصالحت کر لینی چاہئے۔"

حاکم نے کہا "تم مجھے کل صبح تک کی مہلت دو۔ اس عرصہ میں میں کوئی رائے قائم کرلونگا۔" لوگوں نے منظور کر لیا اور وہ وہاں سے چلے گئے۔ حاکم رات بھر غور و خوض کرتا رہا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ فلسطین کے مقام پر رومیوں ایک لاکھ لشکر لے کر گیا تھا تو ہزار مسلمانوں نے اسے شکست دے کر بھگا دیا تھا۔ اس واقعہ سے رومیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا تھا۔ اسے یہ خوف ہوا کہ اگر اس نے اکابرین قوم کی رائے کو نہ مانا اور مسلمانوں سے مصالحت نہ کی تو کہیں لوگ اس کی گردن پکڑ کر مسلمانوں کے حوالہ نہ کر دیں۔ اسے یہ بھی اندیشہ تھا کہ اگر صلح کر لی تو کہیں بادشاہ کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔ رات بھر وہ اسی کشمکش و پیچ میں رہا۔ صبح کو اس نے معززین شہر کو لے کر دریافت کیا "تمہاری کیا مرضی ہے؟" انہوں نے جواب دیا "اگر ہم اہل عرب سے مصالحت کر لیں گے تو اپنے شہر میں امن و اطمینان سے مقیم رہیں گے۔"

حاکم نے کہا "اگر تم مصالحت کرنے پر آمادہ ہو تو مجھے بھی کوئی انکار نہیں ہے" ارکہ کے معززاور بوڑھے لوگ حضرت خالد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے مصالحت کی درخواست کی۔

چونکہ ارکہ کے قریب سخنہ۔ حورانی۔ تدمر اور قریتین کے قلعے تھے اس لئے حضرت خالد نے اہل ارکہ کی اس لئے تعظیم و تکریم کی تاکہ ان قلعوں والوں پر بھی اس کا اثر پڑے ان سے بڑی نرمی سے گفتگو کی۔ اور کہا "تم سے ان شرائط پر صلح ہو سکتی ہے کہ جو شخص مسلمان ہو گا۔ اس سے ہم کچھ نہ لیں گے نہ تم اس سے کوئی

Marfat.com

مزاحمت کرسکو گے اور جو مسلمان نہ ہوگا اسے جزیہ دینا پڑے گا۔ اہلِ ارکہ نے اسکو تسلیم کرلیا۔ انہوں نے اسبات کو تسلیم کرلیا۔ انہوں نے دو ہزار درم چاندی اور ایک ہزار درم سونے پر مصالحت کرلی۔ حضرت خالد نے صلح کی دستاویز لکھی۔ اس کی دو نقلیں کرائیں۔ فریقین کے دستخط دونوں نقلوں پر ہوئے ایک کاپی عیسائیوں کو دی گئی۔ ایک حضرت خالد نے اپنے پاس رکھی۔

اہلِ سخنہ اور تدمر کی مصالحت

ابھی حضرت خالد ارکہ ہی میں مقیم تھے کہ اہلِ سخنہ آئے انہوں نے بھی مصالحت کرلی۔ اب حضرت خالد تدمر کی طرف روانہ ہوئے۔ تدمر کے حاکم کا نام کر کر تھا۔ اسنے رعیت کو جمع کرکے کہا۔ اہلِ عرب اس سرزمین میں آپہنچے۔ انہوں نے اہلِ ارکہ اور سخنہ سے مصالحت کرلی ہے۔ معلوم ہوا ہے مسلمان عادل۔ منصف۔ صالح اور نیک سیرت ہیں۔ وہ مفسد نہیں ہیں۔ اگرچہ یہ ہمارا قلعہ نہایت بلند اور بڑا مضبوط ہے۔ اسے فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ اگر ہم نے عربوں سے جنگ شروع کی تو ہماری زراعت برباد ہو جائے گی۔ اس لئے اگر تم کہو تو اہلِ عرب سے مصالحت کرلیجائے۔ اس میں ہمارا نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہے۔ اگر رومیوں نے عربوں پر فتح پائی تو ہم صلح توڑ دیں گے۔ اور اگر عربوں کو فتح حاصل ہوئی تو ہم ان کی طرف سے امن میں رہیں گے۔"

اس کی قوم اسکی یہ گفتگو سنکر نہایت خوش ہوئی۔ انہوں نے اسے صلح کرنے کی رضامندی دیدی۔ اور عربوں کی دعوت کا سامان کرنے لگے۔ جب حضرت خالد وہاں پہنچے تو اہلِ تدمر نے ان کی بڑی مدارات کی۔ کر کر نے

Marfat.com

صلح کی درخواست کی۔ حضرت خالد نے تین اوقیہ چاندی اور سونے پر مصالحت کر کے انہیں صلحنامہ لکھدیا۔ اور ان سے کھانے پینے کا سامان مول لے کر حوران کی جانب کوچ کیا۔

بصریٰ پر حضرت شرجیلؓ کی یورش

عامر بن طفیل نے حضرت خالد کا خط حضرت ابوعبیدہ کے پاس پہنچایا حضرت ابوعبیدہ اس خط کو پڑھ کر ہنسے گویا انہیں اپنی معزولی کا مطلق بھی ملال نہیں ہوا بلکہ اور خوشی ہوئی۔ انہوں نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ لِلّٰهِ وَالْخَلِیْفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "یعنی سب تعریف اللہ کے لئے ہے۔ اور اطاعت اللہ اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخوشی منظور ہے"۔

حضرت ابوعبیدہ نے اسی وقت تمام مسلمانوں کو جمع کر کے اپنی معزولی اور حضرت خالد کی تقرری سے آگاہ کر دیا۔ مسلمانوں میں سے کبھی کسی نے اس عزل و نصب میں کوئی اعتراض نہیں کیا۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے حضرت خالد کا خط پہنچنے سے پہلے حضرت شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلعم کو چار ہزار سواروں کے ساتھ بصرہ روانہ کیا تھا۔

بصرہ کا حکمراں نہایت گرانڈیل اور بڑا قوی ہیکل تھا۔ رومی اس کے بھاری ڈیل ڈول کو دیکھنے اطراف ملک سے آیا کرتے تھے اور اس کا قد و قامت دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔ ہرقل اعظم کے نزدیک اس کا بڑا رتبہ تھا۔ وہ جنگجو بھی تھا اور عالم بھی۔ اسنے بھی ملاحم پڑھے تھے۔

شہر بصرہ نہایت آباد اور خوبصورت تھا۔ اس میں بارہ ہزار رومی

Marfat.com

سوار رہتے تھے۔ اور اہل عرب تجار راہ زمین سے تجارت کے لئے وہاں آتے رہتے تھے۔ ہر سال ایک خاص موسم میں وہاں بازار لگتا تھا۔ دور دراز کے رومی خرید و فروخت کے لئے آتے تھے۔ ان ایام میں روماس کے لئے ایک لوہے کی کرسی بچھائی جاتی تھی۔ وہ حکمت و نصیحت کی باتیں بیان کیا کرتا تھا۔

جبکہ بصرہ میں بازار لگا ہوا تھا اسوقت شرجیل بن حسنہ مع لشکر کے وہاں پہنچے۔ رومیوں نے مسلمانوں کو دیکھتے ہی شور کرنا شروع کیا۔ روماس نے انہیں تسلی دی۔ اور کہا۔ "عربوں سے سوائے میرے کوئی بات نہ کرے۔

روماس خود مسلمانوں کے لشکر کے قریب آیا اور پکار کر کہا۔ "اے گروہ عرب! میرا نام روماس ہے۔ میں بصرہ کا حاکم ہوں۔ تمہارے سردار سے باتیں کرنا چاہتا ہوں"۔

حضرت شرجیل اپنے لشکر میں سے نکل کر اس کے قریب آئے۔ روماس نے دریافت کیا۔ "تم کون ہو؟"

انہوں نے جواب دیا۔ "ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ جو نبی امی (ان پڑھ) تھے۔ جن کا ذکر توریت اور انجیل میں ہے"۔

روماس ۔ انہوں نے کیا کام کیا۔ اب وہ کہاں ہیں؟

شرجیل ۔ انہوں نے عربوں کو متحد کیا۔ اسلام کی تبلیغ کی۔ سب کو مسلمان بنا دیا۔ اب اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔

روماس ۔ اب کون شخص ان کا جانشین ہوا ہے؟

شرجیل ۔ عبداللہ عتیق بن ابو قحافہ یعنی ابو بکر صدیق خلیفہ ہوئے ہیں۔

روماس ۔ میں انہیں جانتا ہوں۔ وہ میرے دوست ہیں۔ اے گروہ عرب کے امیر! میں خوب جانتا ہوں کہ تم لوگ حق پر ہو۔ اور تم یقیناً ملک شام اور

Marfat.com

عراق کے مالک ہو جاؤ گے۔ لیکن تمہاری جماعت زیادہ ہے۔ تمہارے لئے یہ مناسب ہے کہ تم اپنے ملک کو پلٹ جاؤ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم سے کوئی تعرض نہ کرونگا۔ ابو بکر صدیق میرے دوست ہیں اگر وہ یہاں ہوتے تو ہرگز مجھ سے نہ لڑتے۔

شرجیل۔ خدا کی قسم یہ بات نہیں ہے۔ اگر حضرت صدیق کے بیٹے اور بھتیجے بھی دین اسلام کے خلاف ہوں تو وہ انہیں بھی معاف نہ کریں۔ اس لئے کہ وہ حکم خدا کی تعمیل پر مامور ہیں۔ یہ معاملہ ان کا ذاتی نہیں ہے۔ اللہ تعالٰی نے تم سے جہاد کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہم تم سے ہرگز جدا نہ ہونگے جبتک تین باتوں میں سے ایک اختیار نہ کر دیا تو دین اسلام قبول کرو۔ یا جزیہ دو یا لڑو۔

روماس۔ قسم ہے اس کی جس کا میں اعتقاد رکھتا ہوں کہ اگر میرا اختیار ہوتا تو تم سے ہرگز نہ لڑتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا مذہب سچا ہے۔ تم حق پر ہو لیکن میری قوم دور دور سے یکجا ہوئی ہے۔ میں جاکر اپنے لوگوں کو سمجھاتا ہوں۔ دیکھوں وہ کیا کہتے ہیں۔

شرجیل۔ ضرور سمجھا دیکھو۔ ہم تم سے جو کہہ چکے ہیں وہ ضرور کرنا ہے یعنی مسلمان ہو جاؤ۔ یا جزیہ دو یا لڑو۔

روماس نے واپس جاکر اپنی تمام قوم کو جمع کر کے کہا۔

"اے گروہ نصرانیہ! اور اے اہل ماء معموریہ! تم اس بات کو خوب سمجھ لو کہ تمہاری کتابوں میں جو عربوں کے تمہارے ملک میں آنے۔ تمہارے شہروں کو تاراج کرنے۔ تمہارے مالوں کو لوٹنے اور تمہارے مار ڈالنے کا ذکر ہے وہ وقت آگیا ہے۔ عرب تمہارے ملک میں گھس آئے ہیں۔ انہوں نے

فلسطین فتح کرلیا ہے۔ رومیں ایک لاکھ فوج سے مسلمانوں کے مقابل ہوا تھا
مسلمانوں نے اسے شکست دی۔ تمہاری جمعیت رومیں کی جمعیت سے
زیادہ نہیں ہے۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ عربوں کا ایک بڑا بہادر جنرل جس نے
عراق کو فتح کیا ہے۔ یہاں آرہا ہے۔ اس نے ارکہ، سخنہ، تدمر اور حوران کو
فتح کرلیا ہے۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ مسلمانوں سے ادائے جزیہ پر
مصالحت کرلیجائے۔ اس سے تمہارے جان و مال محفوظ ہو جائیں گے"۔
روماس کی یہ تقریر سنتے ہی رومیوں نے شور کیا۔ اور اس کے قتل پر آمادہ
ہوگئے۔ اس نے رومیوں کو تھپکنے کی غرض سے کہا "اے غلامانِ صلیب!
اس تقریر سے میری یہ غرض تھی کہ تمہاری غیرت و حمیت کا امتحان کر دوں
اگر تم تیار بھی ہو جاتے تو میں مسلمانوں سے مصالحت نہ کرتا۔ میں لڑائی
میں تم سب سے آگے رہونگا"۔
رومی خوش ہوگئے۔ وہ زرہیں عباری پہن کر جنگ کے لئے میدان میں
نکلے۔ حضرت شرجیل نے جب رومیوں کو صف بستہ ہوتے دیکھا تو
انہوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
"مسلمانو! رومی آمادہ بقتال ہیں۔ جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "الجنۃ تحت ظلال السیوف"
جنت تلواروں کے سایہ میں ہے"۔ خدا کے نزدیک سب سے زیادہ
محبوب خون کا وہ قطرہ ہے جو اس کی راہ میں بہایا جائے اور سب سے
زیادہ عزیز وہ آنسو ہے جو اس کے خوف سے نکلے۔ اے عاملانِ قرآن!
دشمنوں سے خوب جہاد کرو۔ ان کی صفیں الٹ دو۔ ان پر تیر اس
طرح چلاؤ جیسے وہ ایک ہی کمان سے نکلے ہوں [illegible]

Marfat.com

اور کسی سے نہ ڈرو۔

رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا مسلمان بھی رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ نہایت گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ رومی بارہ ہزار تھے۔ اور مسلمان چار ہزار رومی مسلمانوں کے گرد چھا گئے۔ مسلمان نہایت صبر و استقلال سے لڑنے لگے۔ صبح سے دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی رومی مسلمانوں میں طمع کر رہے تھے۔ تلواریں اپنا کام کر رہی تھیں۔ لڑنیوالے قتل ہو ہو کر گر رہے تھے۔ اس وقت حضرت شرجیل نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی "یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ یَا بَدِیعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ یعنی" اے زندہ اور قائم رہنے والے اور اے بنانیوالے آسمان اور زمین کے اور اے صاحب بزرگی اور بڑائی کے۔ اے میرے اللہ تو نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملک شام اور فارس کی فتح کا وعدہ کیا ہے اس وعدہ کو پورا کر۔ اے اللہ ہمیں کافروں پر مدد دے"۔

ابھی شرجیل نے دعا تمام ہی کی تھی کہ مدد آگئی۔ ہوا یہ کہ رومیوں نے مسلمانوں کو گھیرا یا تھا جنگ زور شور سے ہو رہی تھی۔ رومی غالب آتے جاتے تھے کہ دفعتہً حوران کی جانب سے ایسا غلیظ غبار اٹھا جیسے آندھی آرہی ہو یا بارش آگئی ہو۔ جب غبار قریب ہوا تو اس میں سے گھوڑے اور سوار نکلتے نظر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں علم اور جھنڈے تھے۔ ان میں دو سو سوار آگے دوڑے آرہے تھے۔ ان میں سے ایک سوار نے بلند آواز سے کہا۔ "اے شرجیل بشارت اور خوشخبری ہو تمہیں۔ آگئی مدد اللہ کی۔ میں خالد بن الولید ہوں۔ مضبوط شہسوار ہوں۔ بہادر شیر ہوں۔ دشمنوں کو سرنگوں کرنیوالا ہوں۔" ایک اور سوار نے کہا۔ خوشخبری ہو اے حاملانِ قرآن! تمہاری مدد کے لئے

شیرانِ اسلام آگئے۔ میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہوں۔ میں مشرکین بہادروں کو ڈرانے اور مارنیوالا ہوں۔ ان کے پیچھے قوم لخم اور جذام کے لوگ تھے۔ قریب آیا وہ اسلامی نشان (علم) جو عراق میں سربلند رہا کا تھا۔ اس کا نام رایت العقاب تھا۔ رافع بن عمیرۃ الطائی اسے اٹھائے ہوئے تھے۔

اس اسلامی لشکر کو دیکھتے ہی رومیوں کی ہمتیں پست ہوگئیں۔ وہ سمٹ کر ہٹ گئے۔ خالد اور ان کے ساتھی مسلمانوں نے آکر ایک دوسرے کو سلام کیا۔ حضرت خالد نے شرجیل سے کہا۔ "کیا تمہیں معلوم نہ تھا کہ یہ ایام اہلِ شام۔ حجاز اور عراق کے یکجا ہونے کے ہیں۔ یہاں بازار لگتا ہے اور رومی لشکر اور ان کے سردار کثرت سے آتے ہیں تم نے کیسے اپنے نفس پر غرور کیا۔"

حضرت شرجیل نے کہا۔ "مینے بموجب حکم ابوعبیدہ کے ایسا کیا۔"

خالد۔ وہ مردِ مسلمان[1] ہیں۔ لڑائی کے ڈھنگ سے واقف نہیں۔

چونکہ رومی ہٹ چکے تھے اس لئے حضرت خالد نے مسلمانوں کو بھی قیام میں اترنے کا حکم دیا۔ مسلمان اپنے کیمپ میں آکر آسودہ ہوئے۔ ایک نے دوسرے کو اپنے توشہ دان میں سے کھانا دیا۔ دوسرے روز صبح ہی پھر اہلِ بصرہ اور دوسرے رومی میدانِ جنگ میں نکل کر صف بستہ ہوئے۔ حضرت خالد نے کہا۔ "یہ لوگ ہمیں اور ہمارے جانوروں کو تھکا ماندہ سمجھ کر جنگ پر آمادہ ہوئے ہیں۔ خدا کا نام لے کر تم بھی چلو۔"

---

[1] سیدھے اور بھولے بھالے آدمی۔

Marfat.com

تمام مسلمان بھی میدان میں نکل آئے۔ حضرت خالد نے صف بندی شروع کی رافع بن عمیرۃ الطائی کو میمنہ میں۔ ضرار بن الازور کو میسرہ میں مقرر کیا۔ ضرار بہت ہی کمسن لیکن بڑے جنگجو اور بہادر تھے۔ ان کی دانشمندی۔ استقلال اور جرات کی شہرت تھی۔ پیدلوں پر عبدالرحمٰن بن حمید الجمحی کو مقرر کیا۔ اور لشکر زحف میں سے تھوڑے پر مسیب بن علبہ کو اور کچھ جماعت پر مذعور بن غانم الاشعری کو مامور کر کے حکم دیا کہ جب میں حملہ کروں۔ میرے ساتھ تم بھی حملہ کرنا۔

حضرت خالد اور روماس کی گفتگو

جب لشکر کی ترتیب ہو چکی تب حضرت خالد اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے لوگوں کو صبر و استقلال کی تلقین کی۔ ابھی یہ دونوں بزرگ مسلمانوں کو تلقین ہی کر رہے تھے کہ رومیوں کی صفیں پھٹیں اور ایک گرانڈیل رومی سوار برآمد ہوا وہ قیمتی اور فوق البھڑک لباس پہنے تھا اس کے جسم پہ سونا چاندی اور یاقوت چمک رہے تھے۔ وہ دونوں لشکروں کے بیچ میں آکر کھڑا ہوا اور عربی زبان میں پکار کر کہا۔ "اے گروہ عرب! میں رومیوں کا سردار اور بصرہ کا داکم ہوں۔ میرے مقابلہ کے لئے اپنے سردار کو بھیجو" یہ شخص روماس تھا۔ حضرت خالد بن الولید گھوڑا بڑھا کر اس کے قریب پہنچے انہوں نے ان سے دریافت کیا۔ "کیا تم ہی مسلمانوں کے سردار ہو؟"

حضرت خالد نے جواب دیا۔ "ہاں مسلمان مجھے ایسا ہی سمجھتے ہیں لیکن میں مسلمانوں کا سردار اسی وقت تک ہوں جب تک اللہ کی اطاعت ہے۔

قائم رہوں۔ جب مجھ سے خدا کی نافرمانی ہو جائے تو میری حکومت ان پر نہیں ہے۔"

روماس۔ میں شاہانِ روم سے ہوں۔ عالم و دانا ہوں۔ میں نے پچھلی کتابوں اور ملاحم میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالے بنی ہاشم میں ایک نبی مبعوث کریگا ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا۔"

خالد۔ وہی ہمارے پیغمبر ہیں۔

روماس۔ کیا اللہ تعالے نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہے؟

خالد۔ ہاں۔ اس کتاب کا نام قرآن شریف ہے

روماس۔ کیا تم پر شراب حرام کی گئی ہے؟

خالد۔ ہاں۔ جو شخص ہم میں شراب پیتا ہے۔ ہم اس پر حد جاری کرتے ہیں اور جو زنا کرتا ہے اس کے درّے لگاتے ہیں۔ اگر مرد بیوی والا اور عورت شوہر والی زنا کرتے ہیں تو انہیں خدا کے حکم سے سنگسار کر ڈالتے ہیں۔

روماس۔ کیا تم پر نماز فرض ہوئی ہے؟

خالد۔ ہاں۔ پانچ وقت کی نماز ہم پر فرض ہوئی ہے۔

روماس۔ اور حج۔

خالد۔ ہم حج کرتے ہیں۔

روماس۔ کیا تم پر جہاد بھی فرض کیا گیا ہے؟

خالد۔ اگر ہم پر جہاد فرض نہ ہوتا تو تم سے لڑنے کے لئے نہ آتے۔

روماس۔ میں خوب جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو۔ میں تمہیں دوست رکھتا ہوں میں نے تمہاری طرف سے قوم کو ڈرایا تھا لیکن انہوں نے نہ مانا۔

Marfat.com

خالد۔ اگر تم اسلام کو سچا مذہب سمجھتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔
روماس۔ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو ڈرتا ہوں کہ میری قوم مجھے مار ڈالے گی میرے اہل و عیال کو گرفتار کر لے گی۔ میں واپس جا کر اپنی قوم کو دھمکاتا ڈراتا اور مسلمان ہونے کی ترغیب دیتا ہوں۔ شاید اللہ تعالیٰ انہیں راہِ راست پر لے آئے۔
خالد۔ لیکن اگر تم بغیر لڑے بھڑے واپس چلے گئے تو اندیشہ ہے تمہاری قوم تم سے بدظن نہ ہو جائے۔
روماس۔ ٹھیک کہتے ہو۔
چنانچہ دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا۔ دونوں لڑائی کے فن سے خوب واقف تھے۔ دونوں لشکروں کو جنگی ہنر دکھاتے رہے۔ کچھ وقفہ کے بعد روماس نے کہا "اب تم مجھ پر شدّت سے حملہ کرو۔ میں تمہارے لئے اس رومی سردار سے ڈرتا ہوں جسے بادشاہ نے میری مدد کے لئے بھیجا ہے اس کا نام دریحان ہے۔"
خالد۔ تم اندیشہ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ میری مدد کرے گا اور مجھے اس پر غلبہ دے گا۔
یہ کہکر خالد نے روماس پر سختی سے حملہ کیا۔ وہ بھاگ کر اپنی قوم میں پہنچا اکابرِ قوم نے اس سے دریافت کیا "تمہارا کیا حال ہے؟" روماس نے جواب دیا۔ اہلِ عرب بڑے بہادر۔ نڈر اور جنگجو ہیں۔ تم ان سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے ہو۔ وہ یقیناً تمام ملک شام پر حتی کہ تختگاہ تک مالک ہو جائیں گے۔ تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ تم ان کی اطاعت قبول کر لو اور اہلِ ارکہ۔ تدمر۔ سخنہ اور حوران نے جو کچھ کیا ہے تم بھی

Marfat.com

وہی کرو۔ اسی میں تمہاری بہتری ہے۔"

رومی سربرآوردہ لوگوں نے اسے جھڑکا اور کہا۔ "اگر بادشاہ کا خوف نہ ہوتا تو ہم تجھے ضرور مار ڈالتے تو شہر میں جا اور اپنے گھر میں اطمینان سے بیٹھ جا۔ ہم خود اہل عرب سے لڑ لیں گے۔" روماس وہاں سے چلا گیا۔

دریجان کی تقرری

ہرقل اعظم رومی شہنشاہ نے روماس کی مدد اور مبلہ کی حفاظت کے لئے دریجان کو لشکر دے کر بھیجا تھا۔ دریجان بڑا دلیر تھا۔ رومیوں نے روماس کے میدان جنگ سے واپس لوٹ کر شہر میں چلے جانے کے بعد دریجان کو عارضی طور پر بصریٰ کا حاکم مقرر کر کے اس سے کہا۔

"جب ہم مسلمانوں کی لڑائی سے فارغ ہو جائیں گے تب بادشاہ کے پاس چل کر روماس کی معزولی اور تمہاری منصوبی کی درخواست کرینگے۔ تم روماس سے زیادہ بہادر اور دانشمند ہو۔"

دریجان نے ان سے دریافت کیا۔ "تمہارا ارادہ کیا ہے؟" انہوں نے جواب دیا۔ "ہم چاہتے ہیں کہ تم مسلمانوں کے لشکر پر حملہ کرو۔ ان کے سردار سے لڑو اگر تم ان کے سردار پر غالب آگئے تو باقی مسلمان بھاگ جائیں گے۔"

دریجان بصرہ کا حاکم بنجانے سے بڑا خوش ہوا۔ وہ اچھا لباس پہن کر اور ہتھیار لگا کر گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور دونوں لشکروں کے بیچ میں جا کر ٹھہرا اور حضرت خالد کو اپنے مقابلہ کے لئے طلب کیا۔ خالد اس کے مقابلہ کے لئے چلے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے انہیں روک کر کہا۔ "آپ اسلامی لشکر کے سردار ہیں۔ ہماری بقاو ثبات تمہارے دم سے ہے۔ تم اپنی جگہ

Marfat.com

ٹھیرو۔ میں اس دشمنِ خدا کا مقابلہ کرونگا"۔

حضرت خالد نے انہیں اجازت دیدی۔ وہ گھوڑا بڑھا کر دریحان کے پاس پہنچے۔ دریحان نے ان پر حملہ کیا۔ انہوں نے بڑی جوانمردی سے اس کا حملہ روکا۔ پھر خود بھی حملہ کیا۔ دونوں جوش وخروش سے لڑنے لگے دونوں لشکروں کے سپاہی گردنیں اٹھا کر لڑائی کا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں دریحان تھک کر بھاگ نکلا۔ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق نے اس کا تعاقب کیا۔ مگر اس کا گھوڑا تیز رو تھا۔ وہ بچ نکلا۔ جب اپنی قوم میں پہنچا تو بعض معزز رومیوں نے اس سے پوچھا۔ "تم میدانِ جنگ سے کیوں بھاگ آئے"۔

دریحان نے جواب دیا۔ "دشمن نے جنگ میں شدت کی۔ میں ٹھیر نہ سکا۔ بھاگ آیا۔ اب تم سب مل کر مسلمانوں پر حملہ کرو"۔

دریحان کی باتیں سنکر رومیوں پر مسلمانوں کا رعب وخوف طاری ہوگیا اس بات کو دریحان کے بھاگتے ہی خالد بن الولید نے بھی سمجھ لیا تھا۔ انہوں نے رومیوں کو مہلت نہیں دینی چاہی اسی وقت ان پر حملہ کر دیا۔ ان کے ساتھ ہی عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق۔ ضرار بن الازور۔ قیس بن ہبیرہ۔ شرجیل بن حسنہ رافع بن عمیرۃ الطائی۔ مسیب بن نجبتہ الفزاری۔ عبدالرحمن بن حمید الجمحی اور سب مسلمانوں نے بھی حملہ کر دیا۔

جب رومیوں نے مسلمانوں کو حملہ آور ہوتے دیکھا تو خود بھی بڑھے۔ دونوں لشکر۔ دو پہاڑوں کی طرح ٹکرا گئے۔ رومی ناقوس بجانے لگے۔ راہبوں نے انجیل کی آیتیں زور زور سے پڑھنی شروع کیں۔ قلعے کے اوپر سے شہریوں نے شور مچایا۔

نہایت گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ شرجیل نے دعا مانگی "الٰہی [illegible]

رومی مشرک ہیں۔ وہ کلمہ کفر کے ساتھ تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہم مسلمان ہیں۔ توحید کے علمبردار ہیں۔ کلمۂ توحید سے تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔ پروردگار! ہمیں کافروں پر مدد دے"۔

اس دعا کے خاتمہ پر مسلمانوں نے آمین کہی۔ اور تمام مسلمانوں نے نہایت سخت حملہ کیا۔ رومی اس حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے۔ ان کی لاشیں میدانِ جنگ میں پڑی رہ گئیں۔ مسلمان رومیوں کے تعاقب میں دوڑے۔ رومی ایسے بدحواس ہوئے کہ شہر پناہ کے دروازوں پر پہنچکر شہر میں داخل ہونیکے لئے آپس ہی میں لڑ پڑتے۔

بُصرہ کا محاصرہ

اس معرکہ میں بے شمار رومی مارے گئے۔ بڑی مشکل سے بقیہ رومی شہر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے۔ فصیل اور برجوں پر قرار پکڑا۔ بیرقوں اور صلیبوں کو بلند کیا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ ہرقل اعظم سے اور مدد طلب کریں۔

جب شہر کے دروازے بند ہو گئے تب مسلمان رومیوں کے تعاقب سے واپس لوٹے۔ اس لڑائی میں دو سو تیس مسلمان شہید ہوئے تھے۔ ان میں زیادہ تر قبائل بجیلہ اور رہمدان کے لوگ تھے۔ شہدا میں اکابرین قوم یہ تھے۔ بدر بن حرملہ۔ حلی بن رفاعہ۔ مازن بن عوف۔ سہل بن ناشط۔ جابر بن مرارہ ربیع بن حامد اور عباد بن بشر۔ حضرت خالد نے شہیدوں پر نماز پڑھی اور انہیں دفن کرایا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے رومیوں کے مال و اسباب کو لوٹ کر ایک جگہ جمع کر لیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ رومی میلہ میں

Marfat.com

دوکانیں بھی سباپئی چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ تمام بازار لوٹ لیا گیا حضرت خالد نے بصرہ کا محاصرہ کر لیا +

روماس کی آمد

جب رات ہوئی تب مسلمانوں نے عشا کی نماز پڑھ کر آرام کیا۔ حضرت خالد نے چوتھائی رات گزرنے پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق معمر بن راشد اور مالک اشتر نخعی کو لشکر زحف کے ایک سو سوار دے کر لشکر کی نگہبانی پر مامور کیا۔ یہ لوگ لشکر کے گرد گھوم رہے تھے کہ دفعتہً گھوڑوں نے چوکنے ہو کر کنوتیاں بدلیں اور ہنہنائے۔ مسلمان فوراً ہوشیار ہو کر ادھر اُدھر دیکھنے لگے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے کوئی غیر شخص ہمارے قریب ہے۔"

اسی وقت کوئی شخص نمودار ہوا۔ وہ موٹا کپڑا اباؤں کا مثل کمبل کے اوڑھے تھا۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق اسے گرفتار کرنے کے لئے اس کی طرف جھپٹے۔ اس نے دور ہی سے کہا۔ "ٹھیرو! میں بصرہ کا حاکم روماس ہوں۔" عبدالرحمٰن نے اس سے دریافت کیا۔ "تم اس وقت کیسے آئے؟" روماس نے جواب دیا۔ "میں تمہارے سردار سے اس وقت ملنا چاہتا ہوں۔" حضرت عبدالرحمٰن اسے ساتھ لے کر حضرت خالد کی خدمت میں آئے۔ خالد اس وقت تک جاگ رہے تھے۔ انہوں نے روماس کو پہچان لیا۔ وہ اسے کمبل اوڑھے ہوئے دیکھ کر ہنسے اور اس سے پوچھا۔ "روماس! تم اس ہیئت سے آدھی رات کے قریب کس لئے آئے ہو؟"

روماس نے جواب دیا۔ "اے امیر! مجھے میری قوم نے معزول کر کے

دریحان کو عارضی طور پر اپنا حاکم مقرر کرلیا ہے - میرا مکان شہر پناہ کے متصل ہے - رات کو میں نے - میرے غلام اور میری اولاد نے دیوار توڑ کر اسمیں اتنا بڑا سوراخ کرلیا ہے جس میں سے سوار آسانی سے قلعہ کے اندر داخل ہوسکتا ہے - میں اسی راستہ سے آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ کچھ مسلمانوں کو اپنے ساتھ شہر میں لیجاؤں - شاید اللہ تعالٰے اس شہر کو ان کے ہاتھ پر فتح کرادے - جن لوگوں پر آپ کو اعتماد ہو انہیں میرے ساتھ روانہ کیجئے"-

حضرت خالد یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوئے - وہ اسی وقت اللہ تعالٰے کا شکر کرنے کے لئے سجدہ میں گر گئے - پھر سجدہ سے سر اٹھا کر عبدالرحمٰن کو حکم دیا کہ تم سو سواروں کو جو آزمودہ کار ہوں اپنے ہمراہ لے کر روماس کے ساتھ جاؤ -

عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے فوراً سو سواروں کو منتخب کرلیا - ان میں ضرار بن الازور بھی تھے - یہ سب لوگ روماس کے ساتھ چلے اور شہر میں داخل ہوگئے - روماس نے انہیں اپنے خزانہ میں سے ہتھیار بھی دیئے اور رومی سپاہیوں کے سے کپڑے بھی دیئے - مسلمانوں نے رومیوں کا لباس پہن لیا - عبدالرحمٰن نے پچیس آدمیوں کے چار گروہ بناکر چاروں طرف شہر کے کناروں پر بھیجدئے اور انہیں ہدایت کردی کہ جب تم تکبیر و تہلیل کی آواز سنو تو خود بھی تکبیریں کہتے ہوئے رومیوں پر حملہ کردو - اور شہر کے پھاٹک کھولنے کی کوشش کرو -

روماس نے عبدالرحمٰن کو بھی ایک تلوار اور ایک کلاہ دی انہوں نے انہوں نے تلوار کو حمائل کرلیا - اب روماس عبدالرحمٰن کو ساتھ لے کر اس

بجے میں پہنچا جس میں دریحان معہ اپنے معتمدوں کے بیٹھا شراب کے دور اڑا رہا تھا۔ وہ مخمور ہو رہا تھا۔ اسنے روماس کو دیکھ کر پوچھا "تم کون ہو؟"

روماس نے جواب دیا۔ میں بطریق ہوں۔

دریحان۔ تجھ سے آرام و آسائی میسر نہ ہو۔ اسوقت یہاں تیرے آنے کا کیا سبب ہے۔ اور یہ تیرے ساتھ اور کون ہے؟"

روماس۔ یہ میرے دوست ہیں۔ تیری ملاقات کے مشتاق ہو کر آئے ہیں

دریحان۔ لعنتی ہو تجھ پر وہ کون ہیں۔

روماس۔ یہ عبدالرحمٰن خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق کے فرزند ہیں۔ تیرے پاس اس لئے آئے ہیں کہ تیری روح کو دوزخ کی طرف بھیجیں۔ یہ سنکر دریحان چونک پڑا۔ اسنے حملہ کرنا چاہا لیکن اس کے دل سے نامردی کی عبدالرحمٰن نے جلدی سے اسپر تلوار سے حملہ کیا۔ تلوار اس کے شانہ پر پڑی۔ وہ مردہ ہو کر گرا۔ اسی وقت عبدالرحمٰن نے زور سے تکبیر کہی ان کی تکبیروں کی آواز مسلمانوں نے سنی۔ انہوں نے شہر کے کناروں سے پرزور آواز میں بلند دیواروں اور مکانوں سے ٹکرائیں آواز بازگشت پیدا ہوئی۔ ایسا معلوم ہوا جیسے دیواروں۔ پہاڑوں۔ پتھروں اور مکانوں نے تکبیریں کہنی شروع کر دیں۔ ان تکبیروں کی گونج سے یہی معلوم ہوتا تھا جیسے خدا کی نیک مخلوق کہہ رہی ہو۔ اے معبود! اور اے خالق و مالک!! اللہ اکبر کیسا پیارا نام ہے۔ کانوں کو کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے۔ تو اکیلا ہے۔ ہم نے کلمہ توحید کو سنا اور تیرے شکر کرنیوالوں کو بھی دیکھا۔"

مسلمانوں نے حسب ہدایت تکبیریں کہتے ہی نہایت شدت سے دروازہ

حملے کئے۔ انہیں بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ تمام قلعہ مختلف آوازوں سے گونج اٹھا۔ حضرت خالد جاگ رہے تھے۔ انہوں نے بھی تکبیروں کی آوازیں سنیں۔ وہ اسی وقت اپنا لشکر لے کر تیزی سے چلے۔ مسلمانوں نے قلعہ کے پھاٹک کھول دئے تھے۔ خالد اور ان کے ساتھی شہر میں گھس گئے۔ انہوں نے بھی پُرزور حملے کر کے رومیوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ تمام قلعہ میں ہلچل پیدا ہو گئی۔ عورتیں اور بچے چیخنے اور چلانے لگے۔ مرد قتل ہونے لگے یہ کیفیت دیکھ کر رومیوں نے شور کیا۔ عورتیں گھروں کے اندر سے نکل آئیں وہ بھی غل مچانے لگیں۔ حضرت خالد نے روماس سے دریافت کیا۔ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟" روماس نے عرض کیا۔ "امان طلب کرتے ہیں"

حضرت خالد نے حکم دیا۔ "رومیوں کو امان دیدی گئی ہے۔ انہیں قتل نہ کیا جائے۔" یہ سنتے ہی مسلمانوں نے رومیوں کے سروں سے تلواریں ہٹا لیں انہیں امان دیدی۔ رومیوں نے مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ صبح ہوتے ہی اہل بصرہ جمع ہو کر خالد بن الولید کے پاس آئے اور کہا۔ "اگر ہم آپ سے مصالحت کر لیتے تو اس حال کو نہ پہنچتے"۔

حضرت خالد نے کہا۔ "اللہ تعالےٰ کا حکم ٹلتا نہیں ہے"۔ اہل شہر نے پوچھا۔ "کس شخص کی رہبری سے تم نے یہ مضبوط شہر فتح کیا"۔

خالد بن الولید نے مروت وحیا کی وجہ سے روماس کا نام نہیں لیا۔ مگر روماس خود بھی اٹھ کھڑا ہوا اور بلند آواز سے کہا۔ اے خدا کے دشمنو! میں نے خدا کی خوشنودی اور ثواب کیلئے یہ کام کیا ہے۔ اہل بصرہ نے اس سے دریافت کیا۔ "کیا تو ہمارے طریق پر نہیں رہا"۔

روماس نے کہا۔ "نہیں۔ میں صلیب پرستی سے انکار کرتا ہوں۔ دین

محمدی کے آنے سے عیسوی مذہب باطل ہو گیا تثلیث پرستی پر توحید پرستی غالب آگئی۔ یعنے اللہ تعالےٰ کو اپنا پروردگار۔ اسلام کو اپنا دین۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول۔ کعبہ کو اپنا قبلہ قرآن شریف کو اپنا پیشوا اور مسلمانوں کو اپنا بھائی تسلیم کیا۔

اہل بصرہ نے روماس کے ساتھ سختی کرنی چاہی لیکن حضرت خالدؓ نے انہیں ڈپٹ دیا۔ وہ خاموش ہو گئے۔ روماس نے حضرت خالد سے کہا یا امیر! اب میں ان ناکسوں کے ساتھ نہ رہونگا۔ اور جب آپ کل ملک شام فتح کر لیں گے تب میں اپنے وطن میں واپس آؤنگا۔ اس لئے کہ

ع حُبِ وطن از ملکِ سلیماں خوشتر مشہور ہے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ روماس ملک شام کی کل لڑائیوں میں شریک رہے۔ مسلمانوں کے ساتھ مل کر رومیوں سے جہاد کرتے رہے۔ جب ملک شام فتح ہو گیا۔ تب حضرت عمرؓ نے انہیں بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا۔ وہ کچھ عرصہ حکومت کرنے کے بعد فوت ہو گئے ؂

روماس کی بیوی

چونکہ بصرہ از روئے غلبہ فتح ہوا تھا اس لئے وہاں سے مال غنیمت جمع کیا گیا اور چونکہ روماس کا ارادہ مسلمانوں کے ساتھ جانے کا تھا اس لئے چند مسلمان اس کا مال و اسباب گھر سے نکالنے اور احتیاط سے باندھنے کیلئے کر دیئے گئے۔ جبکہ یہ مسلمان سامان اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ انہوں نے روماس اپنی بیوی سے لڑتے جھگڑتے دیکھا۔ مسلمانوں نے اس سے دریافت کیا۔ "تو کیا چاہتی ہے؟" اس نے جواب دیا۔ "مجھے اپنے سردار کے پاس لے چلو

میرا فیصلہ وہی کریں گے۔"

مسلمان روماس اور اس کی بیوی دونوں کو حضرت خالد کے پاس لائے کئی رومی بھی ساتھ آئے۔ روماس کی بیوی عربی نہیں جانتی تھی۔ اس نے ایک رومی کے ذریعہ سے حضرت خالد سے کہا "میں اپنے شوہر پر نالشی ہوں"۔

خالد۔ "تمہاری کیا نالش ہے؟"

روماس کی بیوی نے کہنا شروع کیا۔ رات مینے خواب میں ایک نہایت وجیہہ اور خوبرو اعرابی کو دیکھا۔ ان کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ انہوں نے فرمایا یہ شہر بصرہ تمام ملک شام اور سارا عراق انہی عربوں کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ مینے دریافت کیا آپ کون ہیں؟

انہوں نے فرمایا۔ میں خدا کا رسول ہوں۔ میرا نام محمد (صلعم) ہے۔ انہوں نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ مینے اسلام قبول کر لیا۔ انہوں نے مجھے دو سورتیں قرآن مجید کی یاد کرائیں۔"

حضرت خالد اور وہ مسلمان جو وہاں موجود تھے یہ باتیں سنکر نہایت متعجب اور خوش ہوئے۔ حضرت خالد نے ترجمان کے ذریعے روماس کی بیوی سے کہا کہ "جو سورتیں تمہیں یاد کرائی تھیں وہ سناؤ"۔ عورت نے سورت فاتحہ اور قل ھو اللہ احد یہ دونوں سورتیں پڑھ کر سنادیں۔ اور حضرت خالد کے ہاتھ پر اسلام کی تجدید کی۔ حضرت خالد نے اس سے کہا۔ "تم اپنے شوہر روماس سے کیا چاہتی ہو؟"

روماس کی بیوی نے کہا۔ "چونکہ میں مسلمان ہو چکی ہوں اس لئے یا تو روماس بھی مسلمان ہو جائیں یا مجھے چھوڑ دیں۔"

حضرت خالد نے ہنسکر کہا۔ "روماس تو مسلمان ہو چکے ہیں۔ روماس کی بیوی یہ بات سنکر بہت خوش ہوئی۔ وہ بہت خوبصورت عورت تھی۔ اسنے ایسی نظروں سے جن میں حیا اور خوشی کی جھلک تھی روماس کی طرف دیکھکر کہا۔ "انہوں نے پہلے ہی اس بات کو کیوں نہیں کہہ دیا تھا۔ یہ جھگڑا ہی کیوں ہوتا۔" روماس نے کہا۔ "نیک بخت تونے کہنے کا موقعہ ہی کہاں دیا۔"

اس کے بعد حضرت خالد نے اہل بُصرہ سے ادائے خراج پر مصالحت کرلی اور بُصرہ والوں کی مرضی کے مطابق ایک رومی کو اپنا نائب مقرر کردیا۔ انہوں نے ابو عبیدہ بن الجراح کو ایک خط لکھا کہ بُصرہ فتح ہوگیا۔ میں یہاں سے دمشق جارہا ہوں۔ آپ بھی وہیں آجائیں۔ اور ایک خط حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ان الفاظ سے لکھا۔

"میں آپ کے حکم کے بموجب عراق سے شام میں آگیا۔ اللہ تعالےٰ نے میرے ہاتھوں پر تدمر۔ ارکہ۔ سخنہ۔ حوران اور بُصرہ کو فتح کیا۔ میں آج دمشق کی طرف کوچ کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ سے مدد کی درخواست کرتا ہوں۔ تم پر اللہ کی سلامتی۔ برکت اور رحمت ہو۔"

حضرت خالد نے یہ دونوں خط ساتھ ہی روانہ کئے اور دمشق کیطرف چلے۔ ایک گاؤں میں پہنچے۔ اس کا نام شینہ تھا۔ حضرت خالد نے وہاں قیام کردیا اور اپنا علم جس کا نام رایت العقاب ہوگیا۔ پھر انہوں نے وہاں سے غوطہ[1] کی جانب کوچ کیا۔

---

[1] غوطہ شہر دمشق کو کہتے تھے۔

Marfat.com

کلوص کی دمشق میں آمد

حضرت خالد ثنیتہ العقاب سے چل کر ایک دیر میں اترے وہ دیر اسی روز سے دیر خالد کے نام سے مشہور ہو گیا اور اب تک اسی نام سے مشہور ہے۔ چونکہ دمشق وہاں سے قریب تھا اس لئے اس نواح کے رومی مسلمانوں سے ڈر کر دمشق کے قلعہ میں بارہ ہزار سوار شہر کی حفاظت کیلئے رہتے تھے۔

رومیوں نے مسلمانوں پر اپنا رعب ڈالنے اور یہ دکھانے کیلئے کہ قلعہ کے اندر بہت زیادہ فوجیں ہیں۔ فصیل پر بے شمار علم۔ بیرقیں اور صلیبیں نصب کر رکھی تھیں۔ گویا نشانوں۔ جھنڈیوں اور صلیبوں سے فصیل کو آراستہ کر رکھا تھا۔

جب ہرقل اعظم کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت خالد بن الولید نے ارکہ۔ تدمر۔ حوران۔ سخنہ اور بصرہ فتح کر لئے اور اب وہ دمشق کی طرف بڑھے ہیں تو اسنے پھر اکابر قوم کو جمع کر کے کہا "میں نے تمہیں آگاہ کیا تھا کہ عربوں سے مصالحت کر لینی چاہئے ورنہ وہ تمام ملک شام پر قابض ہو جائیں گے۔ لیکن تم نے نہ مانا۔ اب دیکھ لو اہل عرب نے ارکہ۔ تدمر۔ سخنہ۔ حوران اور بصرہ فتح کر لئے اور دمشق کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔ دمشق ملک شام کا بہترین شہر ہے۔ وہ شام کی بہشت کہلاتا ہے۔ اگر مسلمانوں نے اسے بھی فتح کر لیا تو بڑی خطرناک اور تکلیف دہ بات ہو گی۔ میں نے دمشق کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کی تعداد سے دوگنا لشکر تیار کیا ہے۔ بارہ ہزار لشکر دمشق میں موجود ہے۔ میں اس تمام

Marfat.com

لشکر کا کسی ایک شخص کو سردار مقرر کرنا چاہتا ہوں۔ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر اس سردار نے مسلمانوں کو ہزیمت دے کر بھگا دیا تو وہ تمام شہر جو اب تک مسلمانوں نے فتح کر لئے ہیں میں اسے ہی دیدونگا اور ان شہروں کا محصول بھی معاف کردونگا۔ بولو کون شخص اس لشکر کی سرداری منظور کرتا ہے۔"

ایک شخص نے اٹھکر کہا "میں مسلمانوں کے لئے کافی ہوں"۔ اس شخص کا ام کلوص تھا۔ اس کی بہادری اور دلیری کی شہرت تھی۔ ایک زمانہ میں جب سریٰ شاہ ایران نے ملک شام پر لشکرکشی کی تھی تو اس نے بڑی بہادری سے یرانیوں کا مقابلہ کیا تھا۔

ہرقل عظم نے ایک سونے کی صلیب اسے دی اور پانچ ہزار سوار اس کے اتھ کر دئے۔ اسنے اسی روز انطاکیہ سے کوچ کیا۔ جب حمص میں پہنچا تو شہر کو تھیاروں اور لوگوں سے بھرا پایا۔ ان لوگوں نے اس کا شاندار استقبال یا۔ راہبوں اور قسوں کی جماعت سب سے آگے تھی۔ ان کے ساتھ ندی کی انگیٹھیوں میں خوشبودار چیزیں جل رہی تھیں۔ سب کے پاس نیلیں تھیں۔ راہبوں نے کلوص پر معمودیہ کا پانی چھڑکا اور اس کی فتح کی ا مانگی۔

کلوص ایک دن اور ایک رات وہاں مقیم رہا۔ اگلے روز روانہ ہوکر سیہ میں پہنچا۔ وہاں کے لوگوں نے بھی حمص والوں کی طرح اس کا شاندار قبال کیا۔ وہاں سے چل کر وہ بعلبک میں آیا وہاں کے مرد اور عورتیں دیوں کی طرح منہ پیٹتی۔ بال نوچتی اور گریہ وزاری کرتی ہوئی آئیں ں نے کہا "افسوس ہے عربوں نے ارکہ۔ تدمر۔ حوران۔ سخنہ اور بصرہ لے لئے اور اب وہ دمشق فتح کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

Marfat.com

کلوص نے انہیں تسلی دی اور کہا "مینے تو سنا تھا کہ مسلمان مقام جابیہ میں ہیں۔ حیرت ہے ان لوگوں نے ان شہروں کو کیسے فتح کرلیا۔"

چند لوگوں نے کہا "یہ سچ ہے کہ جو مسلمان عرب کی طرف سے حملہ آور ہوئے تھے وہ جابیہ ہی میں مقیم ہیں۔ مگر جس شخص نے آرکہ وغیرہ کو فتح کیا ہے وہ عراق سے آیا ہے اور اس کا نام خالد ہے" کلوص نے دریافت کیا "اس کے ساتھیوں کی تعداد کسقدر ہے؟" لوگوں نے کہا "سنا ہے پندرہ سو سوار ہیں" کلوص نے کہا "جب تو قسم ہے اپنے دین کی میں اس کا سر کاٹ کر اپنے قنطاریہ کی نوک پر لٹکاؤنگا۔"

کلوص نے وہاں سے دمشق کی طرف کوچ کیا۔

کلوص اور عزرائیل میں عداوت

ہرقل اعظم کی طرف سے دمشق میں جو سردار تھا اس کا نام عزرائیل تھا وہ ایک بڑی توند والا پہلوان تھا۔ وہ نہایت معزز اور باا‌ثر تھا۔ اس کے تین ہزار سوار اور پیدل بھی تھے جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے تھے جب کلوص دمشق میں آیا تو معززین شہر نے اس کا استقبال کیا۔ کلوص نے شاہی فرمان رومیوں کو پڑھ کر سنایا۔ اس فرمان میں لکھا تھا کہ ہم نے کلوص کو مسلمانوں کے مقابلے کے لئے مامور کیا ہے۔ اہل دمشق کو اس سے بڑی خوشی ہوئی۔

لیکن کلوص نے ان سے کہا "میں اسوقت تمہارے دشمنوں سے لڑونگا جب تم عزرائیل کو اپنے شہر سے نکال دوگے"۔ دمشق والوں نے کہا "اسوقت ہمارے سروں پر جنگ کے بادل گھوم رہے ہیں۔ ایسے میں اگر تم جیسے دس سردار بھی آجائیں اور مل کر مسلمانوں کا مقابلہ کریں تو اچھا ہے۔ ہم عزرائیل کو

نکال کر اپنی قوت کو کمزور کیسے کرلیں"۔

عزرائیل نے جب کلوص کی یہ علت سنی تو اسنے کہا "جب اہل عرب یہاں آکر اس شہر کا محاصرہ کریں تو میں اور کلوص الگ الگ ایک ایک دن ان سے لڑیں۔ ہم دونوں میں سے جو شخص انہیں بھگا دے وہی دمشق کا حاکم ہو"۔ اس بات کو دمشق والوں نے پسند کیا۔

رومیوں کی یورش

چونکہ خالد معہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے دیر خالد میں پہنچکر مقیم ہو گئے تھے اس لئے رومی ان پر حملہ کرنے کی تدبیریں سوچ رہے تھے۔ اسی وقت کلوص آگیا۔ اب کلوص اور عزرائیل دونوں نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے اپنے لشکروں کو دمشق سے باہر نکالا اور دیر کی طرف چلے مسلمانوں کو امید نہیں تھی کہ رومی ان پر حملہ کر دیں گے۔ ایک روز اچانک انہوں نے ٹڈی دل رومیوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ خالد بن الولید نے جلدی سے مسیلمہ کذاب کی زرہ پہنی۔ اپنی کمر کو پٹکہ سے باندھا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کو آواز دی۔ اور کہا "مسلمانو! مژدہ ہو کہ دشمن کا لشکر جس میں سوار اور پیدل دونوں شامل ہیں تمہارے سامنے آپہنچا ہے۔ لو تم انہیں یہ جانے نہ پائیں۔ تم خدا کے دین کی مدد کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہاری مدد کرے گا تم نے خدا کے ساتھ سودا کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ "اِنَّ اللہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ ذٰالِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ط" یعنی

Marfat.com

یعنی "اللہ نے مسلمانوں سے ان کی جان و مال بہشت کے عوض میں خریدی۔ وہ اللہ کے لئے لڑتے ہیں۔ مارتے ہیں اور مرتے ہیں۔ اللہ نے توریت۔ انجیل اور قرآن میں (مجاہدوں کے لئے بہشت کا) وعدہ کیا ہے۔ اللہ سے زیادہ وعدہ کا سچا کون ہے۔ تم اس سودہ پر خوش ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مراد ہو سکتی ہے۔"

اے مجاہدین اسلام! جنگ میں صبر و استقلال سے کام لو۔ اور اسبات کو سمجھ لو کہ حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ جو تمہارے بھائی مسلمان ہیں وہ تمہاری مدد کے لئے آنیوالے ہیں۔"

یہ سنتے ہی مسلمان ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور مسلح ہو کر میدان میں نکل آئے۔ رومی لشکر مسلمانوں کو دیکھ کر ٹھیر گیا۔ حضرت خالد نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا۔ کہ میمنہ میں رافع بن عمرۃ الطائی کو۔ میسرہ میں مسیب بن نجبتہ الفزادی کو داہنے بازو پر شرجیل بن حسنہ کو اور بائیں بازو پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کو۔ ساقہ پر سالم بن نوفل کو مقرر کیا اور خود قلب میں ٹھیرے۔

ضرار کی جنگ

ترتیب لشکر سے فارغ ہو کر حضرت خالد نے ضرار بن الازور کو بلا کر کہا۔ "ضرار! تم اپنے باپ کی طرح جہاد کرو۔ اپنے پر جوش حملوں سے دشمن کے لشکر کو جنبش میں لاؤ اور رومیوں کے دلوں کو رعب و خوف سے بھر دو۔"

یہ سنتے ہی حضرت ضرار اسلامی لشکر سے اس حیثیت وھیت سے نکلے کہ ان کے سر پر پرانا عمامہ تھا۔ اور ان کی سواری میں ایک دبلی پتلی گھوڑی تھی

مگر ایسی تیز رفتار تھی کہ ہوا سے آگے چلتی تھی۔
ضرار نے تنہا رومیوں کے لشکر پر حملہ کر کے ان کے کئی بہادروں کو مار ڈالا کئی صفوں کو درہم و برہم کر دیا۔ اول انہوں نے سواروں پر حملہ کر کے چار سواروں کو تہ تیغ کیا۔ پھر پیدلوں پر دھاوا کیا اور چھ سپاہیوں کو مار ڈالا رومیوں کو ان کی جرأت و جسارت دیکھ کر تعجب بھی ہوا غصہ بھی آیا انہوں نے تیر اور پتھر چلانے شروع کئے۔ حضرت ضرار واپس پلٹ آئے۔ حضرت خالد نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

عبدالرحمٰن کی جنگ

اب حضرت خالد نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق سے کہا۔ "اے صدیق کے بیٹے! اب تمہارا نمبر ہے۔ تم دشمن پر حملہ کر کے ان کے دلوں میں تھرتھری ڈال دو۔"
حضرت عبدالرحمٰن نے اس جوش سے حملہ کیا کہ رومیوں کی پہلی صف الٹ کر دوسری صف تیسری سے جا ٹکرائی۔ انہوں نے کئی رومی بہادروں کو مار ڈالا۔ رومی حیرت اور خوف سے انہیں دیکھنے لگے۔ کچھ دیر لڑ کر وہ بھی واپس لوٹ آئے۔ حضرت خالد نے ان کا بھی شکریہ ادا کیا۔

حضرت خالد کا پرزور حملہ

حضرت عبدالرحمٰن کی واپسی پر حضرت خالد نے کہا۔ "اب میری باری ہے" چنانچہ وہ رومی لشکر پر حملہ آور ہوئے۔ انہوں نے نیزہ سے حملہ کر کے رومیوں کی صفوں کو ہلا دیا۔ اور نیزہ بازی کے ایسے ہنر اور شجاعت و بہادری کے ایسے جوہر دکھلائے کہ رومی کانپ اٹھے۔ کلوص نے سمجھ لیا کہ یہی مسلمانوں کے سردار

Marfat.com

ہی ہ حضرت خالد رومیوں کو قتل کرتے ہوئے کلوص ہی کی طرف بڑھ رہے تھے
اسے خوف ہوا کہ کہیں وہ اس پر حملہ نہ کر دیں۔ اپنے افسروں کو آگے بڑھ کر
حملہ کرنے کا حکم دیا۔ افسروں نے تیروں کی بارش کی۔ خالد نے گھوڑے کے
مہمیز لگائی۔ وہ بجلی کی طرح دوڑا۔ حضرت خالد نے حملہ کر کے دس رومیوں کو
مار ڈالا۔ وہ پلٹ کر میدان میں آئے۔ انہوں نے دوسرا حملہ پہلے سے بھی
شدت کے ساتھ کیا اور کئی رومیوں کو مار ڈالا۔ اب انہوں نے میدان
جنگ میں آکر لڑنیوالے کو طلب کیا کسی رومی کو ان کے مقابلہ میں آنے کی
جرأت نہ ہوئی۔ حضرت نے کہا "خرابی ہو تمہیں۔ میں یہاں اکیلا ہوں لڑنیوالے کو
طلب کر رہا ہوں۔ کوئی میرے مقابلہ میں نہیں آتا۔ تم مسلمانوں سے کیا لڑو گے
ہر مسلمان میرے ہی جیسا بہادر ہے۔"

کلوص اور عزرائیل کا نزاع

حضرت خالد کی گفتگو سنکر عزرائیل نے کلوص سے کہا "تجھے شہنشاہ نے
اس لشکر کا سردار مقرر کر کے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بھیجا ہے تو اس عرب
(خالد) کے مقابلہ میں نکل"۔ کلوص نے کہا "تو اس شہر کا حاکم ہے۔ مجھ سے
پہلے سے یہاں موجود ہے۔ شہر کو بچانا تیرا فرض ہے۔ تو کیوں میدان میں نہیں
نکلتا"۔

عزرائیل۔ میرے اور تیرے درمیان میں یہ شرط ہو چکی ہے کہ ایکدن تو لڑیگا
اور ایکدن میں۔ آج تو نکل۔

کلوص۔ میں کل لڑونگا۔ آج تو لڑ۔ تیرے لئے موقع ہے۔ مسلمانوں کو شکست
دے کر بھگا دے۔

Marfat.com

دونوں میں جھگڑے نے طول کھینچا۔ دراصل دونوں پر حضرت خالد کا رعب طاری ہوگیا تھا۔ آخر چند سر برآوردہ لوگوں نے دونوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ قرعہ ڈالو جس کا نام نکل آئے وہی آج مسلمانوں سے لڑے۔ کلوص کو اندیشہ ہوا کہ کہیں ہرقل اعظم اس واقعہ سے ناخوش ہو کر اسے قتل نہ کرادے اس لئے وہ قرعہ اندازی پر تیار ہوگیا۔ چنانچہ قرعہ ڈالا گیا کلوص کے نام قرعہ نکلا۔ اسے بڑا رنج وفکر ہوا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ "تم لوگ میدان کی طرف دیکھتے رہنا۔ اگر میری طرف سے کمی اور عجز دیکھو تو فوراً حملہ کر کے مجھے بچا لینا۔"

اس کے ساتھیوں نے کہا" یہ کیسی بزدلی اور کم ہمتی کی بات آپ نے کہی ہے، ہمت کرو۔ مرد میدان بنو۔ فتحیاب ہوگے"۔

کلوص۔ تم اس عرب کو معمولی شخص سمجھتے ہو۔ اس کے جنگ کرنے کا ڈھنگ بتا رہا ہے کہ وہ بڑا بہادر ہے۔ لیکن میں اس سے ڈرتا نہیں۔ اس کے مقابلہ پر جا رہا ہوں۔ مگر میں جنگ کرنے سے قبل اس سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بدوی ہے۔ میں اس کی زبان نہیں سمجھتا اس لئے ایک مترجم میرے ساتھ چلنا چاہئے"۔

ایک شخص نصرانی جس کا نام جرجس تھا اور جو بڑا دانشمند اور فصیح البیان تھا کلوص کے ساتھ ہوا۔ کلوص نے اس سے راستہ میں کہا۔" جرجس! اگر تو دیکھے کہ عرب مجھ پر غالب آنے لگا ہے تو میری مدد کرنا۔ میں اس صلہ میں تجھے بہت زیادہ انعام دونگا۔ اور تجھے اپنا مصاحب اور وزیر مقرر کرلونگا"۔

جرجس نے کہا" میں لڑنا نہیں جانتا۔ صرف بات چیت میں تمہاری مدد کرسکتا ہوں"

Marfat.com

کلوص۔ کیسی خراب بات کہی ہے تم نے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ مجھے اس عرب کے حوالہ کردو۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یہ عرب کسقدر بہادر ہے۔ سنو اگر آج میں بچ آیا اور کل کو عزرائیل اس کے مقابلہ میں نکل کر مارا گیا تو پھر دمشق کا حاکم میں ہونگا۔ میں تمہیں دولت سے لاد دونگا۔

جرجس۔ اگر میں تمہاری اعانت کرتا ہوا مارا گیا تو وہ دولت میرے کس کام آئے گی۔

کلوص۔ اچھا تم میری اس گفتگو کو پوشیدہ رکھنا۔ اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔

جرجس۔ اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

یہ دونوں خالد بن الولید کے پاس پہنچکر رکے۔

خالد اور جرجس کا مکالمہ

کلوص کو دیکھتے ہی رافع بن عمیرۃ الطائی نے بڑھ کر اسپر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ حضرت خالد نے انہیں روک کر کہا "صبر کرو رافع! دین خدا کی مدد کرنا میرا کام ہے۔"

کلوص نے جرجس سے کہا۔ "تم اس عرب کو ہمارے دبدبہ فوجوں کی کثرت اور ہتھیاروں کی بہتات سے ڈراؤ اور اس سے پوچھو کہ یہ کیا چاہتا ہے۔"

جرجس نے خالد بن الولید سے کہا۔ "اے اعرابی! میں تم سے ایک حکایت بطور مثال کے بیان کرتا ہوں۔ وہ مثال ہم پر اور تم پر دونوں پر صادق آتی ہے۔ ایک شخص کے پاس کثرت سے بکریاں تھیں۔ اسنے انہیں چرانے کے لئے ایک چرواہے کے سپرد کردیا۔ چرواہا بزدل۔ پست ہمت اور آرام طلب تھا۔ ایک درندہ جانور روز آتا اور ایک

بکری اٹھا کر لیجاتا - چرواہہ اس درندہ کا مقابلہ نہ کرتا - یہانتک کہ درندہ جانور بکریاں اٹھا لیجانے کا عادی ہو گیا - بکریاں کم ہوتی چلی گئیں - جب بکریوں کے مالک نے یہ حال دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ امر چرواہہ کی سستی غفلت اور بزدلی کی وجہ سے ہے - چنانچہ اس نے ایک مضبوط اور دلیر شخص کو بکریاں چرانے پر مامور کیا - اس شخص نے رات اور دن بکریوں کی نگہبانی اور نگرانی شروع کردی - حسب معمول درندہ جانور آیا - اس نگہبان نے برچھی مار کر اسے ہلاک کر دیا - اس کے بعد کوئی اور درندہ جانور بکریوں کے قریب نہیں آیا -

یہی حال تمہارا ہے کہ ہم نے تمہارے معاملہ میں سستی اور غفلت کی محض اسوجہ سے کہ ہم تمہیں نہایت کمزور اور پست خیال سمجھتے تھے - تم محتاج تھے بھوکے اور ننگے رہتے تھے - تمہاری غذا چنا - جو - اور روغن زیتون تھی - لیکن جب تم ہمارے شہروں میں آئے ہماری عمدہ غذائیں کھائیں تب تم شیر ہو گئے لیکن تم پہنچ گئے جہانتک پہنچ گئے اور کیا جو کچھ کیا - اب تم نہ آگے بڑھ سکتے ہو - نہ کچھ کر سکتے ہو - شہنشاہ نے تمہارے مقابلہ کے واسطے اس شخص کو بھیجا ہے جو شیروں کے جبڑے چیر ڈالتا ہے جو کسی بہادر کو خاطر میں نہیں لاتا - جسنے ایرانیوں کو ہزیمت دی ہے - اس سے تمہیں پناہ نہ مل سکے گی - وہ شیر یہی ہے جو اسوقت میرے ساتھ ہے اور تم سے لڑنے آیا ہے - مگر بہادر آدمی متحمل مزاج بھی ہوتے ہیں - یہ بھی متحمل مزاج ہے - اسنے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم سے دریافت کروں کہ تم کیا چاہتے ہو - کیا مانگتے ہو کس چیز کے خواہشمند ہو - تم ایسے دریا میں کود پڑے ہو جو ہر شخص کو ڈبو دیتا ہے اور جو اس کا پانی پیتا ہے تو پانی حلق میں پھنس جاتا ہے - اگر تم مشورہ کر کے

Marfat.com

کچھ کہنا چاہو تو تمہیں مشورہ کرنے کی مہلت دیدی جائے گی۔
حضرت خالد اس کی گفتگو صبر و خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ انہوں نے یہ اندازہ کر لیا کہ جرجس نہایت دانشمند اور بڑا فصیح البیان ہے۔ انہوں نے کہا۔ "تم ہمارے سامنے مثالیں بیان کرتے اور ہمیں ڈراتے ہو۔ خدا کی قسم ہم تمہیں مثل چڑیوں کے سمجھتے ہیں۔ تمہیں پکڑ لینا یا مار ڈالنا ہمارے نزدیک کوئی بات ہی نہیں ہے۔ ہم تمہاری کثرت سے نہیں گھبراتے۔ تم نے ہماری تنگی اور محتاجی کا ذکر کیا ہے۔ یہ درست ہے۔ حقیقت میں ہم محتاج تھے۔ نادار تھے۔ کمزور تھے۔ بے دین تھے۔ لیکن خدا نے ہم پر مہربانی کی۔ ہمارے پاس رسول بھیجا۔ ہم نے ان کی اطاعت کی۔ خدا کی عبادت کی۔ خدا نے نعمتیں عطا کیں۔ یہ ملک شام ہمارا ہے۔ کیونکہ خدا نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ ملک ہمیں بخشنے کے وعدہ کر لیا ہے۔ اب تم پوچھتے ہو ہم کیا چاہتے ہیں ہماری تین شرطیں ہیں جو چاہے جسے قبول کر لو۔ یا تو اسلام قبول کر لو۔ یا جزیہ دو۔ یا لڑو۔
"حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰہُ بِحُکْمِہٖ وَهُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ"۔ یعنی۔ "یہانتک کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے اور وہ بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔ سن میرا نام خالد ہے۔ میں نے ہی تمہارے شہروں کو فتح کیا ہے اور انشاء اللہ میں ہی تمہارے ملک سے تمہیں نکالدوں گا۔"
یہ سنکر جرجس کے دل میں رعب و خوف طاری ہو گیا۔ اس کے چہرہ کا رنگ زرد پڑ گیا وہ پیچھے ہٹ کر کلوس کے پاس پہنچا۔ کلوس نے کہا۔ "تم اسقدر ڈر کیوں رہے ہو؟"
جرجس نے کہا۔ "قسم ہے دین مسیح کی میں اس اعرابی کو محض بدو (گنوار)

سمجھتا تھا۔ مگر وہ بڑا عقلمند ہے۔ بہادر ایسا ہے کہ اس کا مقابلہ کرنا دشوار ہے بڑا شہ سوار اور رسوا کرنے والا دلیروں کا ہے۔ یہ اس قوم کا سردار ہے جس نے زمین کو شر سے بھر دیا ہے اگر تم میں اس کے مقابلہ کی ہمت ہے تو ضرور اس پر حملہ کرو۔"

کلوص یہ باتیں سنکر ڈر گیا اور زین پر اس طرح کانپنے لگا جس طرح تیز ہوا سے درخت کی شاخ لرزنے لگتی ہے۔ اس نے جرجیس سے کہا: "اس اعرابی سے درخواست کر کہ لڑائی کو کل تک ملتوی کر دے۔"

جرجیس نے کہا: "مجھے یقین نہیں کہ وہ اس درخواست کو منظور کرلے مگر تمہاری خاطر سے میں اس سے درخواست ضرور کرونگا۔" چنانچہ وہ حضرت خالد کے پاس پہنچا:۔

کلوص کی گرفتاری

جرجیس نے حضرت خالد سے کہا۔ "اے سردار! میرا ساتھی درخواست کرتا ہے کہ تم آج جنگ ملتوی کر دو تاکہ وہ اپنی قوم سے مشورہ کرلے۔"

حضرت خالد نے کہا: "تم مجھے فریب دینا چاہتے ہو۔ نہیں جانتے کہ ہم فریب کی باتوں کو سمجھ لیتے ہیں۔ وہ اپنی جان بچانا چاہتا ہے۔ خدا کی قسم میں اسے مہلت نہ دونگا۔"

یہ کہتے ہی حضرت خالد نے اپنا نیزہ تانا۔ جرجیس نیزہ کی انی دیکھتے ہی کانپتا ہوا پیچھے کی طرف بھاگا۔

حضرت خالد نے کلوص کو مقابلہ میں طلب کیا۔ بادل ناخواستہ وہ سامنے آیا۔ اسنے بھی نیزہ نکال لیا۔ دونوں نیزہ بازی کے ہنر دکھانے لگے۔ حضرت

Marfat.com

خالد نے اپنا گھوڑا کلوص کے گھوڑے کے نزدیک کیا اور نیزہ گھما کر مارنا چاہا۔ کلوص کی آنکھیں جھپک گئیں۔ حضرت خالد نے جلدی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے گھوڑے کے زین سے جدا کر لیا۔ مسلمانوں نے یہ حال دیکھ کر بلند آواز سے تکبیر کا نعرہ لگایا۔ حضرت خالد کلوص کو اپنے گھوڑے پر آگے بٹھا کر اپنے لشکر میں لے آئے اور مسلمانوں سے کہا "لو تم اس دشمنِ خدا کو اور اس کی مشکیں مضبوط باندھو"۔

جب مسلمانوں نے کلوص کی مشکیں باندھنی چاہیں تو وہ رومی زبان میں بڑبڑانے لگا۔ حضرت خالد نے روماس کو بلا کر کہا "اس سے دریافت کرو یہ کیا کہتا ہے"۔

روماس نے اس سے کچھ دیر اس کی زبان میں باتیں کر کے مسلمانوں سے عربی زبان میں کہا "یہ شخص کہتا ہے کہ تم میری مشکیں نہ باندھو۔ میں جزیہ دینا قبول کرتا ہوں۔ جس قدر مال مجھ سے طلب کرو گے میں ادا کرونگا"۔

حضرت خالد نے کہا "اسے مضبوط باندھو۔ میرا خیال ہے کہ یہ اپنی قوم کا سردار ہے"۔ یہ کہکر خالد اپنے گھوڑے سے اترے اور ایک شہری[1] پر سوار ہوئے یہ گھوڑا اندم کے حاکم نے انہیں بطور تحفہ کے دیا تھا۔ جب انہوں نے چلنے کا قصد کیا تو حضرت ضرار نے سامنے آکر کہا "یا امیر! تم لڑائی میں مشقت اٹھا چکے ہو۔ اب مجھے اجازت دو کہ میں ان مشرکوں پر حملہ کروں۔ اس عرصہ میں تم آرام کر لو"۔

حضرت خالد نے کہا "دنیا میں راحت و آرام نہیں ہے۔ البتہ آخرت میں

---

[1] عرب شہری تاتاری گھوڑے کو کہتے تھے۔ صادق ۔ صدیقی ۔ سردھنوی

Marfat.com

آرام ہی آرام ہے۔ جو آج مشقت کرے گا۔ اسے کل قیامت کے روز آرام ملے گا
یہ کہکر انہوں نے گھوڑا بڑھایا۔ کلوص نے بلند آواز سے پکار کر اپنی زبان میں کہا۔" اے سردار! تمہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم ہے۔ ذرا پلٹ آؤ اور میری بات سن لو"۔ یا امیر! یہ بطریق آپ کو چلا کر پکار رہا ہے۔
حضرت خالد واپس آئے۔ انہوں نے رو ماس سے کہا۔ اس سے دریافت کرو۔ اب کیا کہتا ہے؟"

رو ماس نے ایک ساعت تک اس سے گفتگو کر کے کہا۔" یہ شخص کہتا ہے میں مصاحب بادشاہ کا ہوں۔ مجھے بادشاہ نے پانچ ہزار سوار دے کر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا تھا۔ اسوقت دمشق کا قائم عزرائیل ہے میرے اور عزرائیل کے درمیان جھگڑا ہوا۔ تم نے مجھے گرفتار کر لیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ تم عزرائیل کو مار ڈالو۔ اگر تم نے اسے مار ڈالا تو دمشق پر تمہارا قبضہ ہو جائے گا"۔

حضرت خالد نے رو ماس سے کہا۔" اس سے کہدو کہ میں کسی مشرک کو اور اس شخص کو جو خدا کے بیٹا قرار دیتا ہے ہرگز زندہ نہ چھوڑونگا"۔

اب حضرت خالد رجز کے اشعار پڑھتے ہوئے چلے۔ وہ اشعار یہ تھے:-

لک الحمد مولانا علی کل نعمۃ (اے ہمارے مالک تیری ہر نعمت پر تعریف ہے)
وشکرا لما اولیت یا سابغ النعم۔ (ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں ان نعمتوں پر جو تو نے عطا کیں)
حفنت علینا بعد کفر و ظلمۃ۔ (تو نے ہم پر کفر کی تاریکی کے بعد احسان کیا)
واخرجتنا من جندس الشک والظلم۔ (اور تو نے شک اور ظلم سے باہر نکال لیا)
والقدتنا بالطھر اعنی محمد۔ (اور تو نے ہمیں حضرت محمد صلعم کے طفیل سے نجات دی)
کشفت عنا ما بلاتی من التھم۔ (اور تو نے اس چیز کو ہم سے دور کر دیا جو تہمتوں سے آنیوالی تھی۔

فَتَمِّمِ اللّٰهُ الْعُرُوشِ مَا قَدْ زَوَّمَهُ ۔ (اے مالک عرش کے ہماری خواہش پوری کر)
وَعَجِّلْ لِاَہْلِ الشِّرْکِ یَوْمَ مِنَ الْعَنْتَمِ ۔ (اور کافروں کو عذاب کرنے میں جلدی کر)

عزرائیل کی میدان میں آمد

جب حضرت خالد نے کلوص کو گرفتار کر لیا تو جرجیس وہاں سے بے تحاشا بھاگ کر اپنی قوم میں پہنچا۔ اس کا چہرہ زرد تھا اور وہ کانپ رہا تھا۔ رومیوں نے اس سے دریافت کیا۔ "تیرا کیا حال ہے اور تیرے پیچھے کیا ہے"

جرجیس نے کہا۔ "میرے پیچھے موت ہے۔ جس سے لڑنا ممکن نہیں ہے۔ وہ مسلمانوں کا سردار ہے جو ہمیں قتل کرنے کے لئے آیا ہے وہ ہمارا تعاقب کرے گا اور جہاں کہیں پائے گا مار ڈالے گا۔ میں بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر اس لئے بھاگ کر آیا ہوں کہ تمہیں بتا دوں کہ قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ کرے تم اس سے مصالحت کر لو"۔

رومیوں نے اس سے کہا۔ "خرابی اور سختی ہو تجھ کو تو نامردی سے بھاگ آیا۔ اب ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا رعب اور دہشت ڈالنا چاہتا ہے"
بعض رومیوں نے چاہا کہ اسے مار ڈالیں۔ مگر بعض نے اسے بچا لیا۔ اب رومیوں نے عزرائیل سے کہا کہ "کلوص نے لڑنے میں کمی نہیں کی۔ اب تیری باری ہے تو میدان جنگ میں جا"۔

عزرائیل نے کہا۔ "کیسی ناسمجھی کی بات کہہ رہے ہو تم۔ اس بات کو تم نہیں سمجھتے کہ اگر مسلمانوں کا سردار مارا گیا تو وہ کسی اور عرب کو اپنا سردار مقرر کر لیں گے لیکن اگر میں مارا گیا تو تم مثل بکریوں کے بغیر چرواہے کے رہ جاؤ گے۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ تمام لشکر مسلمانوں پر حملہ کرے"۔

رومیوں نے کہا "یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں ہزاروں آدمی مارے جائیں گے۔ ہزاروں عورتیں بیوہ اور ہزاروں بچے یتیم ہو جائینگے

ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ کلوص کے سپاہی بھی آ گئے۔ انہوں نے چلا کر کہا "اے حاکم دمشق کے! تم بادشاہ کے نزدیک کلوص سے زیادہ عزیز و معزز نہیں ہو۔ تمہارے اور کلوص کے درمیان شرط ہو گئی تھی کلوص نے شرط پوری کی۔ وہ گرفتار ہو گئے۔ اب تم میدان میں جا کر دشمن سے لڑو۔"

اب عزرائیل کے لئے میدانِ جنگ میں جانا ضروری ہو گیا۔ وہ مسلح ہو کر آیا اور کہا "کیا تم سمجھتے ہو کہ میں عربوں سے ڈر گیا۔ یہ بات نہیں ہے۔ تم میرا کارنامہ دیکھکر حیران رہ جاؤ گے۔"

یہ کہکر عزرائیل نے اپنے گھوڑے کی باگ ڈھیلی کر دی۔ اور حضرت خالد کے پاس آ کر رکا۔ وہ عربی زبان خوب جانتا تھا۔ اس نے حضرت خالد سے کہا "اے عربی برادر میرے پاس آؤ تاکہ میں تم سے کچھ سوال کروں۔"

حضرت خالد نے برہم ہو کر کہا "اے دشمنِ خدا! تو ہی میرے نزدیک آ تاکہ میں تیرا سر توڑ ڈالوں۔" یہ کہکر انہوں نے حملہ کرنا چاہا۔ عزرائیل نے جلدی سے کہا "میں ہی نزدیک آتا ہوں۔" وہ چند قدم بڑھ کر خالد کے پاس آ کھڑا ہوا۔

خالد سمجھ گئے کہ وہ ڈر گیا ہے۔ انہوں نے اس پر حملہ نہیں کیا۔ عزرائیل نے کہا "اے عربی برادر! تعجب ہے کہ تم اپنی قوم کے ہوتے ہوئے خود لڑنے نکلے ہو۔ اگر تم مارے جاؤ تو تمہارا لشکر مثل بکریوں کے بغیر چرواہے کے

Marfat.com

رہ جائے"

حضرت خالد نے کہا" اے دشمنِ خدا! کیا تو نے میرے ان دو ساتھیوں کو نہیں دیکھا جنہوں نے مجھ سے پہلے تیری قوم پر حملہ کیا تھا۔ اگر میں انہیں روک نہ لیتا تو وہ تیرے تمام ساتھیوں کو چیر پھاڑ ڈالتے۔ کان کھول کر سن لے۔ میرے ساتھی ایسے لوگ ہیں جو موت کو غنیمت جانتے اور زندگی کو عذاب سمجھتے ہیں۔ اے خدا کے بیٹا بتانے والے تو کون ہے۔

عزرائیل۔ میں شہسواروں کا سردار ہوں ترکوں اور جرامقہ کا مٹا نیوالا ہوں

خالد۔ تیرا نام کیا ہے؟

عزرائیل۔ میں ملک الموت کا ہمنام ہوں۔ میرا نام عزرائیل ہے۔

خالد بن الولید اس کا نام سنکر ہنسے۔ انہوں نے کہا۔

"اے دشمنِ خدا! موت کا فرشتہ تجھے دوزخ میں لیجانے کا بڑا مشتاق ہے"۔

عزرائیل۔ تم نے کلوص کے ساتھ کیا کیا؟

خالد۔ وہ مشکیں بندھا بیٹھا ہے۔

عزرائیل۔ تم نے اسے مار کیوں نہیں ڈالا۔ وہ بڑا خطرناک شخص ہے۔

خالد۔ مینے اسے ابھی اس لئے قتل نہیں کیا ہے کہ تجھے بھی گرفتار کرکے دونوں کو ساتھ ہی مار ڈالونگا۔

عزرائیل۔ اگر تم کلوص کو قتل کرکے اس کا سر مجھے دیدو تو میں اس کے عوض تمہیں ایک ہزار مثقال سونا اور دس تھان ریشمی کپڑے کے اور پانچ گھوڑے تمہیں دیدونگا۔

خالد۔ یہ تو تو کلوص کا خون بہا دے گا مگر اپنے مارے جانے کے عوض کیا دے گا۔

عزرائیل نے غضبناک ہوکر کہا"تم مجھ سے لے سکتے ہو؟"

Marfat.com

خالد - میں جزیہ میں تیرا سر لونگا۔

عزرائیل - اے عرب ہم جسقدر تمہاری عزت کرتے ہیں تم اسی قدر ہماری توہین کرتے ہو - لو سنبھلو اور اپنے آپ کو بچاؤ - میں تمہارا قاتل ہوں -

یہ کہتے ہی اسنے حضرت خالد پر حملہ کیا - حضرت خالد نے بھی آگ کے شعلہ کی طرح اسپر حملہ کیا - دونوں دیر تک شمشیر زنی کرتے رہے - عزرائیل بڑا بہادر اور دلیر تھا - تمام ملک شام میں اس کی بہادری کی شہرت تھی - اس نے کچھ وقفہ کے بعد کہا " اے عرب مینے تمہیں آزمالیا - تم میرا مقابلہ نہیں کرسکتے - اگر میں چاہوں تو تم پر غالب آسکتا ہوں - لیکن از راہ ترحم مشقت چھوڑے دیتا ہوں - میری یہ مہربانی اسوجہ سے ہے کہ میں تم سے صلح کا ارادہ رکھتا ہوں - تم میری قید میں آجاؤ - تاکہ سب دیکھ لیں کہ تم میرے قیدی ہوگئے ہو - پھر میں تمہیں اس شرط پر رہا کردونگا کہ تم یہاں سے کوچ کرجاؤ - اور جن شہروں پر تم نے قبضہ کرلیا ہے انہیں ہمارے سپرد کردو "

خالد - تو یہ امید و طمع رکھتا ہے - نہیں جانتا کہ ہم نے اپنی جانوں کو اللہ تعالےٰ کے ہاتھ بہشت کے عوض میں فروخت کردیا ہے - اور دنیا پر آخرت کو اختیار کیا ہے - ہم زندگی کو اچھا نہیں سمجھتے - موت کو دوست رکھتے ہیں تو عنقریب دیکھے گا کہ اللہ تعالےٰ کے حکم سے کون غالب و مالک ہوتا ہے

یہ کہکر خالد بن ولید نے پھر حملہ کیا اور اس شان سے لڑے کہ عزرائیل کو اپنی لاف زنی پر ندامت ہوئی - حضرت خالد نے عزرائیل پر زور سے تلوار کا وار کیا - لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اسپر تلوار کا کچھ بھی اثر نہ ہوا - پھر بھی وہ سہم گیا - اور گھبرا کر بھاگا - حضرت خالد نے اس

Marfat.com

تعاقب کیا۔ لیکن عزرائیل کا گھوڑا تیز رو تھا۔ حضرت خالد کا گھوڑا اس تک نہ پہنچ سکا۔ وہ رک گئے۔ عزرائیل نے پلٹ کر دیکھا۔ اسے خیال ہوا کہ خالد بن الولید اس سے ڈر کر رک گئے ہیں۔ اسنے سوچا میں کیوں نہ ان پر حملہ کر کے انہیں گرفتار کر لوں۔ چنانچہ وہ لوٹا۔ حضرت خالد اسے پلٹتے دیکھکر اس کی طرف چلے اور اس کے پاس پہنچے۔ ان کا گھوڑا تھک گیا تھا۔ وہ پسینہ سے تر تھا۔ عزرائیل نے چلا کر کہا: "اے عرب! تم نے خیال کیا ہوگا کہ میں تمہارے خوف سے بھاگا ہوں۔ حالانکہ اس سے میرا منشا یہ تھا کہ میں تمہیں تمہارے لشکر سے دور کھینچ لاؤں اور پھر پکڑ لوں۔"

حضرت خالد نے کہا۔ "اس کا علم تو خدا ہی کو ہے کہ تو کیوں بھاگا تھا۔"

عزرائیل۔ اے عربی برادر! اپنی جان پر رحم کرو۔ فضول زندگی برباد نہ کرو اسی میں بہتری ہے کہ تم میری قید میں آجاؤ۔ ورنہ سن لو۔ میں ملک الموت ہوں تمہیں زندہ نہ چھوڑونگا۔

خالد۔ اے دشمن خدا! میرا گھوڑا تھک کر رک گیا تھا۔ تو سمجھا میں ڈر گیا۔ اسی لئے تو پلٹا۔ مگر تیری موت تجھے لوٹا کر لائی ہے۔ اگر تو بھاگ نہ گیا تو میں پیدل ہو کر تجھے مار ڈالونگا۔

یہ کہکر حضرت خالد گھوڑے سے اترے اور تلوار نکال کر حملہ آور ہوئے۔ عزرائیل انہیں پیادہ دیکھکر اور بھی شیر ہو گیا۔ اسنے گدھ کی طرح ان کے گرد منڈل باندھا۔ اور تلوار سے ان پر حملہ کرنا چاہا مگر خالد نے جلدی سے حملہ کر کے اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ گھوڑا گرا۔ اس کے ساتھ ہی عزرائیل بھی اوندھے منہ زمین پر آرہا لیکن جلدی سے اٹھا اور

Marfat.com

بے تحاشا اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔
خالد بن الولید بھی اس کے پیچھے دوڑے اور للکار کر کہا۔ "اے دشمن خدا! کہاں بھاگا جاتا ہے۔ تیرا ہمنام عزرائیل تیرا مشتاق ہے۔ تو اس سے بھاگ رہا ہے۔ اسے تجھ پر غصہ آگیا ہے۔ وہ تیری جان نکالنے کے لئے آپہنچا ہے"۔
عزرائیل بڑی تیزی سے بھاگا جا رہا تھا۔ خالد نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا اور اس کا پٹکہ پکڑ کر اسے زمین سے ہاتھوں پر اٹھا لیا۔ چاہا کہ پٹک کر مار ڈالیں کہ عزرائیل نے کہا۔ "رحم! اے عربی برادر رحم۔" خالد کو اس پر رحم آگیا۔ انہوں نے اسے مار ڈالنے کا قصد ملتوی کر دیا۔
جب رومیوں نے عزرائیل کو خالد کے ہاتھوں میں دیکھا تو انہوں نے مل کر پُرزور حملہ کر کے اسے رہا کرانے کا ارادہ کیا۔ وہ حملہ کرنے ہی والے تھے کہ دفعتہً اللہ اکبر کی پرشور آواز آئی۔ رومیوں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا سامنے سے اور اسلامی لشکر آرہا تھا۔ یہ لشکر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کا تھا۔ حضرت خالد نے بصرہ سے ان کی طلبی کا خط لکھا تھا قاصد نے انہیں راستہ میں آتے ہوئے پایا۔ وہ قاصد کے ساتھ چل کر دمشق میں آپہنچے۔
اہل دمشق مسلمانوں کے اس تازہ دم لشکر کو دیکھ کر کچھ ایسے مرعوب ہوئے کہ عزرائیل کو رہا کرانے کے لئے حملہ نہ کر سکے۔ حضرت خالد نے عزرائیل کو گرفتار کر لیا۔

خالد اور ابوعبیدہ کی ملاقات

ابوعبیدہ نے خالد کو میدانِ جنگ میں دیکھ لیا۔ وہ اپنے لشکر سے الگ ہو کر ان کی ملاقات کے لئے چلے۔ اس عرصہ میں خالد نے عزرائیل کو جکڑ لیا تھا۔

Marfat.com

ابو عبیدہ نے خالد کے پاس پہنچکر گھوڑے سے اترنے کا قصد کیا حضرت خالد نے انہیں قسم دے کر اترنے سے منع کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام مسلمانوں کو یہ بات معلوم تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تکریم کرتے تھے۔ نہیں ابین الامتہ کا خطاب دیا تھا۔

حضرت خالد ابو عبیدہ کے پاس آئے۔ سلام کیا۔ ابو عبیدہ نے مصافحہ کر کے کہا" خدا کی قسم اے میرے بیٹے میں تمہاری سرداری سے بہت خوش ہوا۔ میں جانتا ہوں کہ تم کسقدر بہادر۔ جنگجو اور مدبر ہو۔ تم نے اہل عرب اور فارس والوں کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ مجھے معلوم ہے۔ سپہ سالاری کے لائق تم ہی ہو۔ ابو بکر صدیق نے نہایت خوب انتخاب کیا ہے"

حضرت خالد نے کہا۔ اگر خلیفہ کا حکم نہ ہوتا تو میں تمہاری موجودگی میں سپہ سالاری ہرگز قبول نہ کرتا۔ اس لئے کہ تم مجھ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ خاص ہو۔ تمہارا رتبہ مجھ سے بڑھا ہوا ہے۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ بغیر تمہارے مشورہ کے کوئی کام نہ کرونگا"

حضرت خالد اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے دونوں بزرگ لشکر اسلام کی طرف چلے۔ عزرائیل کو ساتھ لے لیا۔ راستہ میں خالد بن الولید نے ابو عبیدہ سے لوص اور عزرائیل کی گرفتاری کا حال بیان کیا۔ دونوں لشکر میں پہنچے۔ دونوں لشکری آپس میں مل کر بہت خوش ہوئے۔ اس روز مسلمانوں نے دیر خالد میں اتر کر قیام کیا۔

دمشق کا محاصرہ

دوسرے روز مسلمان لڑائی کے لئے تیار ہوئے۔ اہل دمشق بھی آمادہ ہو گئے

Marfat.com

دمشق والوں نے ہرقل اعظم کے داماد توما کو دمشق کا حاکم مقرر کر لیا تھا۔ توما نے صف بندی کی حضرت خالد نے ابوعبیدہ سے کہا "رومیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا ہے۔ اسلام کے دبد بے نے ان کے دلوں میں گھر کر لیا ہے۔ رومی اپنے سرداروں کے گرفتار ہو جانے سے رنجیدہ اور غضبناک ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ میں اور تم دونوں مل کر حملہ کریں"۔

حضرت ابوعبیدہ نے کہا "بہتر ہے۔ میں تمہاری اطاعت کرونگا"۔

چنانچہ مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کرکے پرزور حملہ کیا۔ تکبیر کی آواز سے دشت و جبل گونج اٹھے۔ مسلمان رومیوں پر اس طرح گرے جس طرح باز چڑیوں پر گرتے ہیں۔ مسلمانوں نے خوب جہاد کیا۔ خوب رومیوں کو قتل کیا۔ مسلمانوں کے جہاد سے اللہ تعالےٰ راضی ہو گیا۔ عامر بن الطفیل نے روایت کی ہے کہ اس معرکہ میں ایک ایک مسلمان نے دس دس رومیوں کو قتل کیا۔ رومی ایک ساعت سے زیادہ مقابلہ نہ کر سکے۔ گھبرا کر بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے دیر خالد سے دمشق کے دروازہ شرقی تک ان کا تعاقب کرکے ان کی لاشوں سے میدان کو بھر دیا۔ مارتے کاٹتے دروازہ شہر تک چلے گئے۔ باقیماندہ رومی شہر میں گھس گئے انہوں نے جلدی سے دروازے بند کر لئے۔

مسلمانوں نے ہزاروں رومیوں کو مار ڈالا۔ ہزاروں کو گرفتار کر لیا۔ جب شہر کے پھاٹک بند ہو گئے تو مسلمان پلٹ آئے۔ حضرت خالد نے ابوعبیدہ بن الجراح سے کہا "ہمیں دمشق کا محاصرہ کر لینا چاہیئے۔ دروازہ شرقی پر میں اتروں اور دروازہ جابیہ پر تم اترو"۔ ابوعبیدہ نے کہا۔ یہ صلاح نیک ہے۔

حضرت خالد نے اسلامی لشکر کے دو برابر برابر حصے کئے۔ وہ خود

آدھا لشکر لے کر باب جابیہ پر جا پہنچے۔ اس طرح دمشق کا محاصرہ کر لیا گیا۔

اسلامی لشکر کی تعداد

جو مسلمان حجاز۔ یمن۔ حضرموت۔ ساحل عمان۔ حوالی مکہ اور طائف سے آئے تھے۔ اور ابو عبیدہ کے ساتھ تھے ان کی تعداد سینتیس ہزار تھی اور فلسطین میں حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ نو ہزار مسلمان تھے اور حضرت خالد کے ساتھ عراق سے پندرہ سو مسلمان آئے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کی کل تعداد سینتالیس ہزار پانچسو تھی۔ بعد میں جو تعداد مسلمانوں کی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں روانہ کی اس کا ذکر اپنے مقام پر کیا جائے گا۔

کلوص و عزرائیل کا قتل

جب مسلمانوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا تو رومی گھبرا گئے۔ خالد بن الولید نے کلوص اور عزرائیل کو اپنے سامنے بلا کر انہیں مسلمان ہونے کے لئے کہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ حضرت خالد نے ان کے قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ ضرار بن الازور نے عزرائیل کو اور رافع بن عمیرۃ الطائی نے کلوص کو قتل کر دیا۔ اہل دمشق اپنے دونوں سرداروں کے مارے جانے سے سخت غمگین ہوئے۔ انہوں نے ہرقل اعظم کو دونوں سرداروں کے مارے جانے اور دمشق کا محاصرہ ہو جانے کا حال لکھ کر مدد کی درخواست کی۔ یہ خط ایک قاصد کو دے کر رات کے وقت اس کی کمر میں ایک رسی باندھ کر شہر پناہ کی دیوار سے اسے لٹکا دیا۔ وہ انطاکیہ میں پہنچکر ہرقل اعظم کے حضور میں باریاب

Marfat.com

ہوا۔ اور دمشق والوں کا خط پیش کیا +

ہرقل اعظم کی تیاری

ہرقل اعظم خط کو پڑھ کر سخت اندوہگیں ہوا۔ فرطِ رنج و غم سے وہ رو پڑا
اسنے شہر کے رئیسوں۔ امیروں۔ اکابروں۔ درباریوں۔ اور فوجی افسروں
جمع کر کے کہا۔" اے بنی الاصفر! مینے تمہیں ان عربوں کی شدت و دلیری سے
آگاہ کر دیا تھا۔ اور صاف طور پر بتا دیا تھا کہ یہ لوگ میرے تخت گاہ تک
مالک ہو جائیں گے لیکن تم نے میری اسبات کو باور نہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اہل
عرب ریگ زار کے رہنے والے ہیں۔ ان کی غذا چنا۔ جو اور خرمے تھے۔
وہ عرب سے نکل کر ہمارے سرسبز و شاداب شہروں میں داخل ہو گئے ہیں
یہاں انہیں لذیذ چیزیں کھانے کو ملیں۔ شہر اچھے معلوم ہوئے۔ اب وہ یہاں
جانے والے نہیں۔ جب تک ان سے سخت لڑائی نہ لڑی جائے۔ اگر یہ بات
میرے لئے باعثِ شرم نہ ہوتی تو میں ملکِ شام کو چھوڑ کر قسطنطنیہ چلا جاتا
اپنے ملک اور اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے ان سے لڑتا۔"

اس کی قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے کہا۔" ہم عربوں کی کوئی حقیقت
نہیں سمجھتے ہیں۔ شہنشاہ کا ان کے مقابلہ پر جانا رومیوں کے لئے بڑے
شرم کی بات ہے۔ عربوں کے لئے حمص کا حاکم وردان کافی ہے۔ وردان
نہایت جنگجو اور بڑا بہادر ہے۔ جب فارس والوں نے ہم پر حملہ کیا تھا
وردان کی شجاعت تمام رومیوں پر ظاہر ہو گئی تھی۔"

ہرقل اعظم نے وردان کو طلب کر کے اسے عربوں کے مقابلہ میں جانے
حکم دیا۔ وردان نے کہا۔ اے عظیم روم! اگر مجھے تمہاری خفگی اور غضب

وف نہ ہوتا تو میں عربوں سے لڑنے ہرگز نہ جاتا۔ اس لئے کہ تم نے مجھے اپنے ام امیروں اور سرداروں کے مقابلہ میں پیچھے ڈالدیا۔ حالانکہ میں عربوں کی ئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ اگر مجھے پہلے ہی ان کے مقابلہ پر بھیجا ہوتا تو اب تک میں نہیں ہزیمت دے کر بھگا بھی دیتا۔

ہرقل اعظم نے کہا" مینے تجھے اس لئے پہلے نہیں بھیجا تھا کہ میرے دل میں تیری ری عزت ہے۔ میں عربوں کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ تو ان سے جا کر لڑے میری بارگاہ میں مقرب ہے۔ میرا پشت پناہ ہے۔ میں تجھے اپنی تلوار سمجھتا ہوں لن عربوں کی جسارت اسقدر بڑھ گئی ہے کہ ان کا تدارک ضروری ہوگیا ہے ب تیرا ان کے مقابلہ میں جانا ضروری ہے"۔

ردان۔ میں تیار ہوں۔ تم دیکھوگے کہ میں عربوں کو اپنے ملک سے بھگا دونگا۔

ہرقل اعظم نے بارہ ہزار سوار وردان کو دے کر کہا" مینے تجھے ارض فلسطین اور ملک شام دونوں فوجوں کا سپہ سالار مقرر کیا۔ جب تو بعلبک میں پہنچے، تو رومیوں کے اس لشکر کو جو اجنادین میں مقیم ہے حکم دے کہ وہ ارض بلقا اور جبال سواد میں بکھر جائیں اور کسی عرب کو عمرو بن العاص کے لشکر سے نہ ملنے دیں"

وردان نے کہا" میں ایسا ہی کرونگا اور اسوقت تک ہرگز واپس نہ آؤنگا جبتک خالد بن الولید اور اس کے ساتھیوں کے سر نہ کاٹ لاؤں۔ اس کے بعد حجاز میں جاؤنگا اور وہاں سے اسوقت تک نہ لوٹونگا جبتک کعبہ کو نہ کھود ڈالوں اور مدینہ کو مسمار کر کے کھنڈر نہ بنادوں"

ہرقل اعظم یہ بات سنکر بہت خوش ہوا اسنے کہا" میں مقدس انجیل کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو نے اپنا قول پورا کردیا تو میں وہ شہر جو مسلمانوں نے فتح کر لئے ہیں تجھے دیدونگا اور حجاز کا جسقدر ملک تو فتح کرلے گا وہ سب تیرے نام لکھدونگا۔

اور اسپارٹ کی دستاویز لکھ جاؤنگا کہ میرے بعد تو ہی بادشاہ ہو"۔

اس کے بعد ہرقل اعظم نے اسے خلعتِ فاخرہ عطا کیا اور ایک صلیب سونے کی دی جس کے چاروں کناروں میں بیش قیمت یاقوت لگے ہوئے تھے اور کہا۔ "یہ صلیب بڑی مقدس ہے۔ جنگ کے وقت اسے آگے رکھنا۔ یہ یقیناً تجھے مدد دیگی"

وردان کی روانگی

وردان صلیب کو لے کر کنیسہ میں پہنچا۔ وہاں راہبوں۔ قسوں اور رہبوں نے اس کا استقبال کیا۔ صلیب کو معمودیہ[1] کے پانی میں غوطہ دیا۔ اس کے لئے فتح کی نماز پڑھی۔ اور کنائس کی خوشبوؤں کی دھونی صلیب کو اور وردان کو دی۔

وردان کنیسہ سے نکل کر بابِ فارس پر پہنچا۔ یہیں اس کے لئے خیمے نصب کئے گئے تھے۔ جب وہاں وہ لشکر آگیا جو اس کے ساتھ جانیوالا تھا تب وہ کوچ پر آمادہ ہوا۔ ہرقل اعظم معہ اکابرین قوم کے اسے رخصت کرنے کے لئے لوہے کے پل تک آیا۔ وہاں سے اسنے اسے رخصت کیا اور خود انطاکیہ واپس چلا گیا۔

وردان معرات کی راہ سے حماۃ میں پہنچا۔ وہاں سے اسنے ایک قاصد اجنادین میں پہنچکر وہاں کے لشکر کو حکم دیا کہ وہ فلسطین کے تمام راستوں پر قبضہ کرلیں اور عمرو بن العاص کے لشکر کو خالد بن الولید کے لشکر سے نہ ملنے دیں۔ اس کے بعد اس نے اپنے لشکر کے افسروں کو بلا کر کہا کہ "میں یہ چاہتا ہوں کہ عربوں پر ان کی غفلت کی حالت میں اچانک حملہ کر کے ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں" سرداروں نے عرض کیا۔ "نہایت مناسب رائے ہے" وردان رات کے وقت

---

[1] معمودیہ کا پانی اس پانی سے مراد ہے جس سے عیسائیوں کو بپتسمہ دیا جاتا ہے۔ (صادق صدیقی۔ سردھنوی)

Marfat.com

یتہ اور وادی الحیاۃ کے راستہ سے روانہ ہوا ۔

دمشق پر حملے

خالد بن الولید نے دمشق پر حملے شروع کئے ۔ جب مسلمان قلعہ پر حملہ کرتے رومی
ں اور پتھروں کی بارش کر دیتے ۔ مسلمان صبح سے شام تک لڑائی میں مشغو
تے ۔ رومی روز روز کے حملوں سے تنگ آ گئے ۔ انہیں شہر کے فتح ہو جانے
اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا ۔ شداد بن دوس نے روایت کی ہے کہ ہمیں بیس
ں محاصرہ کئے ہوئے گذری تھیں کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ رومیوں کا زبردست
را اجنادین میں جمع ہو رہا ہے ۔

حضرت خالد اس خبر کو سنکر حضرت ابو عبیدہ کے پاس باب جابیہ پر گئے اور ان سے
رومی اجنادین میں جمع ہو رہے ہیں ۔ میری رائے یہ ہے کہ ہم سب یہاں سے
کر کے اجنادین میں جمع ہو جائیں ۔

اور وہاں رومیوں سے لڑیں اگر اللہ تعالیٰ ہمیں فتح عطا
تو پھر یہاں پلٹ کر شہر کا محاصرہ کر لیں"۔

حضرت ابو عبیدہ نے کہا "میری رائے یہ نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے
ہ نے رومیوں کو تنگی میں ڈال دیا ہے ۔ ان پر ہمارا رعب و نمود چھا گیا ہے
ے پاس رسد کا ذخیرہ کم رہ گیا ہے ۔ اگر ہم یہاں سے چلے جائیں گے تو وہ
ہ پینے کی چیزیں افراط سے جمع کر لیں گے ۔ ان کی قوت بڑھ جائے گی
را مقابلہ کریں گے اور ہمیں یہاں تک نہ آنے دیں گے"۔

خالد تمہاری رائے مناسب ہے ۔ خدا کی قسم میں تمہاری رائے کے خلاف
گا ۔

اسی روز خالد بن الولید نے ہر دروازہ پر مسلمانوں کے پاس حکم بھیجا کہ وہ شدت سے حملہ کریں۔ چنانچہ ہر طرف سے مسلمانوں نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔ خود خالد نے بھی شدت سے یورش کی۔ مسلمانوں کے اس حملہ نے رومیوں کو ڈرا دیا۔ انہیں یقین ہوگیا کہ شہر فتح ہو جائے گا۔ انہیں بادشاہ کی طرف سے مدد آنے کا انتظار تھا۔ لیکن مدد آنے کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔ مجبور ہو کر انہوں نے صلح کا ارادہ کیا اور ایک رومی جافلیقا کو سفیر بنا کر حضرت خالد کے پاس بھیجا۔ جافلیقا نے کہا "اگر تم یہاں سے کوچ کر کے چلے جاؤ تو ہم تمہیں ایک ہزار اوقیہ چاندی۔ اوقیہ سونا اور ایک سو ریشمی تھان دینگے۔

حضرت خالد نے کہا "ہمارا یہاں سے چلا جانا تین باتوں پر منحصر ہے یا مسلمان ہو جاؤ۔ یا جزیہ دو۔ یا لڑو۔"

سفیر ناکام واپس آگیا۔ اہل دمشق کو بڑا انتشار ہوا۔

چونکہ ابو عبیدہ نرم طبیعت اور صلح کی طرف زیادہ مائل رہتے تھے اس لئے دمشق والوں کا میلان طبع ان کی طرف زیادہ رہتا تھا۔

سفیر کی واپسی کے بعد حضرت خالد جنگ پر آمادہ ہوئے۔ انہوں نے رومیوں کو قلعہ کی فصیل پر دیکھا کہ وہ خوش ہو ہو کر ناچتے۔ کودتے اور تالیاں بجاتے ہیں۔ انہیں تعجب ہوا۔

وردان کی آمد

حضرت خالد نے دیکھا کہ رومی اچھل کود کر پہاڑ اور بیت لہیا کی طرف اشارے کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس طرف نگاہ کی تو ایسا بڑا غبار دیکھا جس سے اس طرف کا مطلع تیرہ و تار ہو گیا تھا۔ وہ سمجھ گئے کہ

Marfat.com

رومی لشکر آرہا ہے جو دمشق والوں کی مدد کے لئے آیا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو مستعد وہوشیار ہو جانے کا حکم دیا۔ مسلمان مسلح ہو کر اپنے اپنے سردار کے پاس پہنچ گئے۔ اسی وقت چند علمہ فروش دوڑتے ہوئے حضرت خالد کے پاس آئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ "رومیوں کا عظیم الشان لشکر اہل دمشق کی مدد کیلئے آرہا ہے"۔ حضرت خالد نے بلند آواز سے کہا۔ "لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم"

حضرت خالد اسی وقت گھوڑا دوڑا کر باب جابیہ پر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کے پاس گئے اور ان سے کہا۔" اے امین الامتہ! رومیوں کا عظیم الشان لشکر اہل دمشق کی مدد کے لئے آرہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تمام لشکر لے کر اس کا مقابلہ کروں اس امر میں آپ کی کیا رائے ہے؟"

حضرت ابوعبیدہ نے کہا۔" اے ابا سلیمان! (حضرت خالد کی کنیت ہے) میری رائے یہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم یہاں سے چلے جاویں گے تو رومی شہر سے نکل کر ان مقامات پر قبضہ کرلیں گے اور جب ہم آنیوالے لشکر سے لڑائی میں مصروف ہو جائیں گے تو دمشق والے پشت کی طرف سے ہم پر حملہ کر دینگے۔ اس طرح ہم مشکل میں پھنس جائینگے؟

خالد۔ پھر آپ کی کیا رائے ہے۔

ابوعبیدہ۔ میری رائے یہ ہے کہ ایک ایسے شخص کو منتخب کرو جو زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہو۔ اس کے ساتھ کچھ لشکر کر کے اسے ہدایت کر دو کہ اگر وہ لشکر کو کم دیکھے تو اس پر حملہ کر دے اور زیادہ دیکھے تو واپس لوٹ آئے

خالد۔ اے امین الامتہ میں ایک ایسے شخص سے واقف ہوں جو موت سے نہیں ڈرتا۔ جو جہاد میں سب سے آگے رہتا ہے۔ جس کے باپ اور چچا لڑائیوں میں شہید ہو چکے ہیں جسے شہادت کی بڑی تمنا ہے۔

Marfat.com

ابوعبیدہ - وہ کون ہے؟

خالد - وہ ضرار بن الازور بن سنان بن طارق ہیں -

ابوعبیدہ - خدا کی قسم تم نے ٹھیک انتخاب کیا - اور ایسے شخص کی تعریف کی جس کی سیرتیں بہت زیادہ مشہور ہیں - اس کام کے قابل وہی ہیں انہیں ہی بھیجو -

حضرت خالد باب شرقی پر واپس لوٹ آئے - انہوں نے ضرار کو طلب کیا - جب وہ آئے تو خالد نے سلام کرنے میں سبقت کی - اور ان سے کہا "اے ابن ازور! میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہیں ایسے پانچسو سواروں پر افسر مقرر کروں جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے ہاتھ بہشت کے عوض میں اپنی جانیں فروخت کردی ہیں - جو دار فانی پر عالم آخرت کو ترجیح دیتے ہیں - اور تمہیں ان لوگوں کے ساتھ اس لشکر کے مقابلہ پر بھیجوں جو دمشق والوں کی مدد کے لئے آرہا ہے - اگر تم دیکھو کہ ان پر کچھ قابو چل سکتا ہے تو ان سے لڑو - اور اگر مقابلہ کی طاقت نہ پاؤ تو پلٹ آؤ"۔

ان باتوں کو سنکر ضرار اسقدر خوش ہوئے کہ ان کا چہرہ روشن ہو گیا - انہوں نے کہا "خدا رحمت کرے تم پر اے ابا سلیمان! تم نے مجھے کبھی اسقدر خوش نہیں کیا جیسا آج کیا ہے اگر تم اجازت دو تو میں تنہا اس لشکر کے مقابلہ پر چلا جاؤں"۔

خالد - خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ تم بہادر ہو - دلیر ہو - اور مضبوط ہو - تم اکیلے رومیوں کے لشکر سے ٹکرا سکتے ہو لیکن اللہ تعالےٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ دیدہ و دانستہ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو - اس لئے تم پانچ سو سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہو جاؤ۔

Marfat.com

ضرار کی روانگی

ضرار بن الازور فوراً اپنے خیمہ پر آئے اور جلدی سے مسلح ہو کر گھوڑے پر
ہوئے اور اس طرح چلے جیسے وہ کسی نعمت کی طلب میں جاتے ہوں۔
بن ولید نے انہیں روک کر کہا۔
"اے بیٹے ازور کے اپنے نفس کے ساتھ نرمی کرو۔ اپنے تمام ساتھیوں کو
ہو جانے دو۔"

حضرت ضرار نے کہا۔ خدا کی قسم مجھے انتظار کرنا گوارا نہیں ہے۔ میں نہ ٹھیرونگا
جو شخص اس معاملہ کو اچھا جانے گا مجھ سے آملے گا۔" وہ تیزی سے چلے۔ ان کے
پانچسو سوار روانہ ہوئے۔ یہ سب لوگ بیت لہیا میں پہنچے۔ یہ وہ جگہ
ں حضرت ابراہیم کا باپ آزر بت تراش بت تراشا کرتا تھا۔ رومیوں کا
نان لشکر سامنے تھا۔ رومی سیاہی لوہے کی زرہیں پہنے پھیلی ہوئی ٹڈیونکی
ے سے اتر رہے تھے۔ ان کا آہنی لباس اور ان کے خود آفتاب کی شعاعوں سے
تھے۔

بے شمار رومیوں کو دیکھکر بعض صحابہ نے حضرت ضرار سے کہا۔ "یہ لشکر
ا ہے۔ ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ مناسب یہ ہے کہ ہم
ٹ چلیں۔"

ت ضرار نے جوش میں آکر کہا۔ "خدا کی قسم میں خدا کی راہ میں ضرور
کرونگا۔ اللہ تعالٰے مجھے پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے نہ دیکھے گا۔ خود
فرماتا ہے "تَوَلُّوا ہُمُ الْاَدْبَار" یعنی تم پیٹھ نہ پھیرو۔" میں بھاگ کر
کی نافرمانی کیسے کروں۔"

Marfat.com

رافع بن عمیرۃ الطائی بھی اس لشکر کے ساتھ تھے۔ انہوں نے کہا۔" اے مسلمانو! یہ کیا بے صبری اور گبروں سے کیا خوف ہے۔ کیا اللہ تعالےٰ نے اکثر لڑائیوں میں تمہاری مدد نہیں کی ہے۔ صبر کرنے سے خدا کی مدد جلد آجاتی ہے مسلمان ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہوئے کافروں کی بڑی بڑی جمعیتوں سے بھڑ گئے ہیں تم بھی انہی کی راہ پر چلو۔ خدا کی طرف رجوع کرو۔ اور جس طرح جالوت کے مقابلہ میں اصحاب طالوت نے یہ دعا مانگی تھی تم بھی مانگو۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا" یعنی۔" اے پروردگار ہمیں صبر عطا کر"۔ اور اس آیۃ کو پڑھو۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ یعنی" اکثر تھوڑی جماعت زیادہ جماعت پر خدا کے حکم سے غالب ہوتی ہے۔ اور اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔"

رافع بن عمیرۃ الطائی کی تقریر سنکر مسلمانوں کے دل گرما گئے۔ انہوں نے کہا۔" اللہ تعالےٰ ہمیں بھاگتے ہوئے نہ دیکھے گا۔ ہم دشمنانِ خدا سے لڑینگے۔

ضرار ان کا کلام سنکر بہت خوش ہوئے۔ وہ اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر بیت لہیا کے نزدیک کمینگاہ میں چھپ گئے۔ اور رومیوں کے بڑھ کر آنے کا انتظار کرنے لگے۔

پُرجوش جنگ

ضرار بن الازور نے اپنی قمیص اتار ڈالی۔ شلوار پہنے رہے۔ وہ عربی گھوڑے پر سوار تھے۔ ان کے ہاتھ میں لمبا نیزہ تھا۔ وہ جہاد کے لئے بیتاب نظر آتے تھے۔ بار بار جھانک جھانک کر رومیوں کو دیکھ رہے تھے۔ بعض اور مسلمان بھی کمینگاہ سے سر نکال نکال کر رومیوں کو دیکھ لیتے تھے۔ جوں ہی

رومی نزدیک پہنچے۔ حضرت ضرار تکبیر کہکر نکلے۔ تمام مسلمان بھی ان کے ساتھ ہی تکبیریں کہکر نکل آئے۔ جب تکبیروں کی آوازیں بلند ہوئیں تو مشرکوں کے دلوں میں رعب و خوف سما گیا۔ مسلمانوں نے اسی حالت میں ان پر حملہ کر دیا۔

ضرار بن الازور ننگے بدن رومیوں کی صفوں کو چیرتے پھر رہے تھے۔ وردان مقدمۃ الجیش تھا۔ صلیب اور علم اوس کے اوپر چھائے ہوئے تھے قربانی والے لوگ اس کے گرد تھے۔ ضرار نے قیاس سے سمجھ لیا کہ وہی لشکر کا سردار ہے۔ انہوں اس جماعت پر حملہ کیا جو وردان کو گھیرے ہوئے تھی اور رومیوں کے علمبردار کے قریب پہنچکر اس زور سے اس کے سینہ پر نیزہ مارا کہ وہ الٹ کر گھوڑے پر سے گرا۔ علم اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ ضرار نے فوراً ہی میمنہ پر حملہ کر کے ایک اور شخص کو مار ڈالا۔ پھر وہ قلب لشکر کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے وردان کے سر پر صلیب جگمگاتی دیکھی۔ اس صلیب کو جو سوار اٹھائے ہوئے تھا وہ تاتاری گھوڑے پر سوار تھا۔ ضرار نے اسیر بھی نیزہ سے حملہ کیا۔ نیزہ نے اس کے چوتڑ کو پھاڑ ڈالا اور انی آنتوں میں اتر گئی وہ سوار مردہ ہو کر گرا۔ ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے صلیب بھی گری۔

وردان نے چاہا کہ جھک کر صلیب اٹھالے لیکن اس عرصہ میں کچھ مسلمان وہاں پہنچ گئے اور وہ گھوڑوں سے اتر کر صلیب اٹھانے کی کوشش کرنے لگے۔ رومی ان مسلمانوں پر زبردست حملے کر رہے تھے۔ ضرار نے مسلمانوں سے کہا۔ کوئی مسلمان صلیب کو لینے کی کوشش نہ کرے۔ کیونکہ وہ میرا حق ہے جب میں رومیوں کے سردار اور اس کے ساتھیوں کے قتل سے فراغت پاؤں گا اسوقت واپس لوٹ کر اٹھالونگا۔

وردان کی یہ گفتگو سن رہا تھا۔ وہ عربی زبان جانتا تھا اسیر ایسا خوف

Marfat.com

پہنچایا کہ وہ قلب کی طرف بھاگنے کے خیال سے لوٹا۔ اس کے مصاحبوں نے کہا۔ "اے بطریق کہاں جانے کا قصد ہے"۔ اس نے ضرار کی طرف اشارہ کر کے کہا "میں اس شریر شیطان سے بھاگتا ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو اس کی آنکھیں کسقدر سرخ ہیں۔ چہرہ سے ہیبت و جلال ظاہر ہے۔ مجھے تو یہ بہت ہی بدصورت معلوم ہو رہا ہے۔

حضرت ضرار نے وردان کو پھرتے ہوئے دیکھا وہ سمجھ گئے کہ وہ بھاگنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا "مسلمانو! مشرکوں کا سردار بھاگا جاتا ہے۔ اسے بھاگنے نہ دو"۔ یہ کہتے ہی انہوں نے وردان کی طرف گھوڑے کی باگ پھیری اور تیزی سے اس کا پیچھا کیا۔ رومیوں نے یہ دیکھ شور مچایا اور ضرار پر جھپٹے اسوقت ضرار یہ شعر پڑھ رہے تھے۔ ؎

اَلْمَوْتُ حَقٌّ اَيْنَ لِيْ مِنْهُ الْمَفَرّ وَجَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ خَيْرٌ مِّنْ سَقَرْ

موت حق ہے اس سے بھاگنا ممکن نہیں اور جنت الفردوس دوزخ سے بہتر ہے

ضرار بن الازور نے رومیوں کی صفیں پھاڑ ڈالیں وہ وردان کے تعاقب میں تھے۔ وردان کے مصاحبوں اور فوجی افسروں نے ضرار پر نرغہ کر لیا تھا لیکن ضرار دائیں بائیں نیزہ مار کر اشرار کو اپنے پاس سے ہٹاتے جاتے تھے۔ وہ جس شخص کے نیزہ مارتے تھے اسے مار ڈالتے تھے۔ جو سواران کے نزدیک آتا تھا وہ مارا جاتا تھا۔ انہوں نے رومیوں کی جماعت کثیر کو مار ڈالا تھا۔ ان کی لاشوں سے میدان بھر دیا تھا۔ انہوں نے بلند آواز سے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے مجاہدین اسلام! آج خوشی کا دن ہے۔ کفار سامنے ہیں اور ہمارے ہاتھوں میں تلواریں ہیں۔ مشرکوں کو قتل کر کے خدا کی رضامندی حاصل کرلو۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ

صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ "یعنی اللہ تعالٰی انہیں دوست رکھتا ہے جو اسکی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ مضبوط بنیاد ہیں۔" اسی وقت رومیوں کا ایک زبردست گروہ مسلمانوں پر آ ٹوٹا۔ انہوں نے شور کر کے مجاہدین اسلام کو ڈانٹا۔ مسلمانوں نے ان پر سختی سے حملہ کیا۔ جنگ کا شعلہ اور بھی تیزی سے بھڑک اٹھا۔

ضرار کی گرفتاری

ضرار اب بھی زور شور سے لڑ رہے تھے۔ ان کا ہر قدم وردان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اتفاق سے حمران بن وردان وہاں آ گیا۔ اسنے موقع پا کر حضرت ضرار پر نیزہ سے حملہ کیا۔ نیزہ ان کے بائیں بازو میں لگا اس سے ان کا بازو شکست ہو گیا اور انہیں سخت اذیت پہنچی۔ مگر انہوں نے اس زخم کی پرواہ نہیں کی اور غیرت و جوش میں آ کر حمران کے سینہ پر نیزہ مارا۔ انی اس کے دل میں پیوست ہو گئی وہ مر کر نیزہ پر لٹک گیا۔ جب ضرار نے نیزہ اپنی طرف کھینچا تو بغیر پھل کے نکلا۔ رومیوں نے جب نیزہ کو بغیر پھل کے دیکھا تو وہ دلیر ہو گئے۔ ایک دم ضرار پر جا ٹوٹے اور انہیں گرفتار کر لیا۔

مسلمانوں نے جب ضرار کو رومیوں کے ہاتھوں میں اسیر دیکھا تو انہیں سخت رنج و قلق ہوا انہوں نے جوش میں آ کر نہایت زور سے حملہ کیا لیکن ضرار تک نہ پہنچ سکے۔ ناامید ہو کر مسلمانوں نے بھاگنے کا قصد کیا۔ رافع بن عمیرۃ الطائی نے تاڑ لیا۔ انہوں نے پکار کر کہا "اے حاملان قرآن! کیا تم بھاگنا چاہتے ہو؟ کیا اس بات کو نہیں جانتے کہ جو شخص جہاد سے پیٹھ پھیرتا ہے اللہ تعالٰی کے غضب میں مبتلا ہوتا ہے۔ اے مجاہدین اسلام! بہشت کے

دروازے سوائے مجاہدین صابرین کے اور کسی کے لئے نہیں کھولے جاتے ہیں۔ صبر کرو اے حامیانِ دین صبر کرو اور بندگانِ صلیب پر حملہ کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم سے آگے رہونگا۔ اگر تمہارے سردار ضرار گرفتار ہو گئے ہیں یا مار ڈالے گئے ہیں تو اللہ تو زندہ ہے۔ وہ تو نہیں مرا ہے۔ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"

یہ سنتے ہی مسلمانوں میں جوش وغضب کا طوفان امنڈ آیا۔ انہوں نے اس سختی سے حملہ کیا کہ رومیوں کی کئی صفیں الٹ دیں۔ بے شمار گبروں کو مار ڈالا۔ کئی سرداروں کو قتل کر دیا۔

کچھ راہبر مسلمانوں کے ساتھ تھے۔ وہ دوڑ کر حضرت خالد کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ضرار کی گرفتاری اور بہت سے مسلمانوں کے شہید ہو جانیکی خبر خالد کو سنائی۔ یہ ماجرا ان پر سخت گذرا۔ انہیں سخت رنج وقلق ہوا۔ انہوں نے مخبروں سے دریافت کیا کہ رومیوں کی تعداد کسقدر ہے۔ مخبروں نے جواب دیا بارہ ہزار ہے۔

خالد۔ ان کا سردار کون ہے؟

مخبر۔ حمص کا حاکم وردان ہے۔ ضرار نے وردان کے بیٹے حمران کو مار ڈالا ہے

حضرت خالد نے کہا۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔" انہوں نے کہلا بھیجا کہ تم دروازہ شرقی پر اپنے کسی معتمد کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے خود اس مہم پر جاؤ۔ یقین ہے تم انہیں اس طرح پیس ڈالوگے جس طرح چکی غلہ کو پیس ڈالتی ہے۔"

یہ سنکر حضرت خالد نے کہا "خدا کی قسم میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی جان سے بخل کرتے ہیں انہوں نے میسرہ بن مسروق العبسی کو ایک ہزار سوار دے کر انہیں باب شرقی پر

Marfat.com

تعینات کر کے حکم دیا کہ میری واپسی تک یہاں سے نہ ٹلنا۔ اللہ تعالےٰ سے مدد چاہنا اسی پر بھروسہ کرنا۔ میسرہ نے کہا۔ انشاءاللہ میں ایسا ہی کرونگا۔

اب حضرت خالد اپنے ساتھیوں کو لے کر چلے۔ انہوں نے کہا۔ مسلمانو! گھوڑوں کی باگیں چھوڑ دو۔ نیزے سیدھے کر لو اور جب دشمن کے قریب پہنچو تو سب یکبارگی حملہ کرنا۔ شاید اس تدبیر سے ہم ضرار بن الازور تک پہنچ جائیں اور انہیں چھڑا لیں۔ بشرطیکہ رومیوں نے انہیں مار ڈالا تو ہم ضرور ان سے ان کا بدلہ لیں گے۔ مجھے اللہ تعالےٰ کی ذات سے امید ہے کہ وہ ہمیں ضرار کے مقابلہ میں رنج و اذیت دے کر رُلاویگا نہیں۔ انشاءاللہ وہ زندہ ہی رہائی پائیں گے۔

حضرت خولہ کی بے نظیر شجاعت

حضرت خالد اور مسلمان گھوڑے دوڑائے چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے ایک سوار کو دیکھا جو کمیت رنگ کے بلند بالا کوتاہ گردن گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں لئے گھوڑا دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ اسنے ڈھاٹا اس طرح باندھ رکھا تھا کہ سوائے آنکھوں کے چہرہ کا کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔ وہ گھوڑے پر ایسا جما ہوا تھا جیسے زین میں چسپاں ہو۔ زرہ کے اوپر سیاہ رنگ کی قبا بھی پہنے تھا۔ اس کی شجاعت اس کی نشست اور گھوڑے کی باگیں پھیرنے سے ظاہر ہوتی تھی۔ اس کا گھوڑا ہوا کی طرح اڑا چلا جا رہا تھا وہ بھی مشرکین کی طرف دوڑ رہا تھا۔ اور سب مسلمانوں سے آگے تھا۔ حضرت خالد نے کہا "خدا کی قسم یہ سوار بڑا بہادر معلوم ہوتا ہے۔ کاش میں جان سکتا کہ یہ کون ہے؟"

Marfat.com

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ رافع بن عمیرۃ الطائی اور ان کے ساتھی نہایت ہمت واستقلال سے رومیوں سے لڑ رہے تھے۔ انہیں اپنی شہادت کا یقین ہو گیا تھا۔ دفعتہً انہوں نے خالد بن الولید اور ان کے لشکر کو آتے دیکھا۔ انہیں وہ سوار نظر آیا جو خالد سے آگے گھوڑا دوڑائے چلا آرہا تھا۔ رافع دور سے اس سوار کو خالد سمجھے۔ اس سوار نے آتے ہی رومی لشکر پر اس طرح حملہ کیا جس طرح باز چڑیوں پر حملہ کرتا ہے۔ اسنے نیزہ سے کئی رومیوں کو مار ڈالا۔ کئی گبروں کو زخمی کر دیا۔ وہ پیچھے ہٹا اور نئی شان سے بڑھ کر دوبارہ حملہ کیا۔ اس مرتبہ اسنے صفوں کو پراگندہ کر دیا۔ کئی رومی بہادروں کو قتل کر کے گھوڑوں سے گرا دیا۔ اس کے پر زور حملوں نے رومی لشکر کو ہلا دیا۔ وہ پھر پیچھے پھرا اسوقت اس کا نیزہ خون میں تر تھا۔ اس کے لباس پر بھی خون کے دھبے پڑے ہوئے تھے۔ اس کے حملوں کی شان سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اسے کوئی بڑا ہی رنج و قلق ہو۔ وہ کسی کی تلاش میں ہو۔ اسے ڈھونڈھنے کے لئے سخت حملے کر رہا ہو۔ اسنے پھر حملہ کیا۔ اور رومیوں کو قتل و زخمی کرتا۔ ان کی صفوں کو پھاڑتا۔ ان کی جمعیتوں کو منتشر کرتا قلب لشکر تک پہنچ گیا۔ رومیوں نے اسپر حملے کئے لیکن وہ ان کے حملوں سے بچ کر لوٹ آیا۔ رافع نے کہا "یہ سوار یقیناً خالد ہی ہے۔ ایسے حملے وہی کرتے ہیں۔ شاید وہ ضرار کو ڈھونڈھ رہے ہیں"۔

ابھی رافع یہ کہہ ہی رہے تھے کہ حضرت خالد نمودار ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی رومیوں پر شدت سے حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں کئی رومیوں کو مار ڈالا کئی صفوں کو زیر و زبر کر دیا۔ جب وہ لڑتے ہوئے رافع کے قریب آئے تو انہیں دیکھ کر رافع نے تعجب سے کہا "آپ بعد میں آئے ہیں۔ لیکن

لیکن پہلے جو سوار آیا وہ کون تھا۔"

اسوقت وہ سوار پھر رومی صفوں سے نکلا۔ اس کا گھوڑا کانپ رہا تھا نیزہ کی انی سے خون کی دھار بہہ رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا اسنے بہت سے رومیوں کو قتل کیا ہے۔ اس سوار کی حرکتوں سے اب بھی اضطراب ظاہر تھا۔ اس نے پھر سختی سے حملہ کیا۔ رافع اور خالد دونوں نے اسے حملہ کرتے دیکھا۔ رافع نے حضرت خالد سے دریافت کیا "اے امیر! یہ سوار کون ہے اس کے بہادرانہ حملوں نے ہمیں حیرت میں ڈالدیا ہے۔"

حضرت خالد نے کہا "خدا کی قسم میں اس سوار کو نہیں جانتا اس کے حالات و صفات نے مجھے خود حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ جس شان سے وہ حملہ کر رہا ہے اس سے ظاہر ہے کہ وہ بڑا ہی بہادر، بیباک اور نڈر ہے اس کی مدد کرو اور سب مل کر رومیوں پر حملہ کر دو۔"

مسلمانوں کے دونوں لشکر آپس میں مل گئے۔ انہوں نے گھوڑوں کی باگیں اٹھالیں۔ نیزے ہاتھوں میں لے لئے۔ اور حملے کرنے کے قصد سے بڑھے۔ دفعتہً وہی سوار جس نے تمام مسلمانوں کو حیرت میں ڈال رکھا تھا رومیوں کے قلب سے مثل شعلہ آگ کے نکلا۔ وہ اور اس کا گھوڑا خون میں نہارہے تھے۔ مگر سوار کو اب بھی قرار نہیں تھا۔ وہ برابر رومیوں پر حملے کر رہا تھا۔ رومیوں پر اس کا ایسا خوف طاری ہو گیا تھا کہ جس رومی پر وہ حملہ کرتا تھا وہ جلد ہی سے پلٹ کر اپنی قوم میں جا ملتا تھا۔ اب اس سوار نے رومیوں کے گروہ پر حملہ کر کے کئی گبروں کو مار ڈالا۔ رومیوں نے اسے نرغہ میں لے لیا وہ مطلق ہراساں نہیں ہوا بلکہ بیخوفی سے لڑنے لگا۔

عین اسوقت حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے رومیوں پر حملہ کر دیا

Marfat.com

اور اس سوار کو رومیوں کے تیز حملوں سے بچایا۔ وہ سوار مسلمانوں کے لشکر میں آملا۔ مسلمانوں نے اسے دیکھا وہ خون میں تر تھا۔ اور ارغواں پھول سا معلوم ہوتا تھا۔ (ارغواں پھول سرخ رنگ کا ہوتا ہے) حضرت خالد نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ "جزائے خیر دے تجھے اللہ۔ تو نے خوب جہاد کیا خوب اپنے غصہ کو دشمنانِ خدا پر ظاہر کیا۔ خوب اپنی جان کو راہِ خدا میں خرچ کیا ہمیں تیرے کارناموں نے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ بتا تو کون ہے اپنا ڈھاٹا کھول دے تاکہ ہم تجھے پہچانیں"۔

اس سوار نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اپنے آپ کو مسلمانوں کے بیچ میں ہو کر چھپانے کی کوشش کرنے لگا۔ جو عرب وہاں تھے۔ انہوں نے سوار سے کہا۔ "اے بہادر مجاہد! تیرا سردار تجھے پکارتا اور تجھ سے باتیں کرنا چاہتا ہے تو ان سے اعراض کرتا ہے۔ اپنے سردار کے پاس چل اور ان سے اپنا نام و نسب بیان کر"۔

سوار نے ان عربوں کو بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر حضرت خالد خود اس کے پاس گئے۔ اس سے کہا۔ "اے شیرِ اسلام! مجھے اور تمام مسلمانوں کو تیرے پر زور حملوں اور کارناموں نے تعجب میں ڈال رکھا ہے۔ بتا تو کون ہے"۔

اس سوار نے شرمیلے اور زنانہ لہجہ میں کہا۔ "یا امیر! میں نے جواب دینے میں نافرمانی کی وجہ سے روگردانی نہیں کی بلکہ میری بڑھی ہوئی شرم و حیا نے مجھے بات نہ کرنے دی۔ میں ایک پردہ نشین عربی دوشیزہ ہوں"۔

تمام مسلمانوں کو اور بھی تعجب ہوا۔ حضرت خالد نے دریافت کیا۔ "تیرا نام کیا ہے؟"

عربی دوشیزہ نے جواب دیا۔ "میرا نام خولہ ہے۔ میں ازور کی بیٹی ہوں

ضرار جو قید ہو گئے ہیں وہ میرے بھائی ہیں۔ میں قبیلہ مذحج کی عرب خواتین میں مبیٹھی تھی کہ میں نے اپنے بھائی ضرار کی گرفتاری کا حال سنا۔ میری آنکھوں میں دنیا تاریک ہو گئی۔ غم و قلق نے میرے دل کو کچل دیا۔ میں جلدی سے مسلح ہو کر چل پڑی اور میں نے رومیوں سے جہاد کیا۔ مگر افسوس میں اپنے بھائی کو نہ پا سکی"

یہ حال سنکر حضرت خالد اور دوسرے مسلمان بے ساختہ رو پڑے۔ حضرت خالد نے کہا "خولہ تم میرے ساتھ رہو" انہوں نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا مسلمانو! سب ایک ساتھ حملہ کرو۔ شاید ہم خولہ کے بھائی تک پہنچ جائیں اور انہیں قید سے چھڑا لیں"۔

خولہ نے کہا "اجازت دیجئے کہ میں اس حملہ میں سب سے آگے رہوں"۔ حضرت خالد نے اجازت دیدی۔

عامر بن الطفیل دوسی نے روایت کی ہے کہ میں خالد بن الولید کے دائیں جانب تھا۔ خولہ ہم سے آگے تھیں۔ سب سے پہلے انہوں نے رومیوں پر حملہ کیا۔ وہ جس طرف حملہ کرتی تھیں ایک دو رومیوں کو ضرور مار ڈالتی تھیں انہوں نے رومیوں کا قافیہ تنگ کر دیا تھا۔ رومی آپس میں کہتے تھے کہ اگر سب اہل عرب اس سوار کی طرح بہادر رہیں تو ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

حضرت خالد اور تمام مسلمانوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ رومیوں کی صفیں تہ و بالا ہو گئیں۔ رومیوں کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے۔ رومی گھبرا گئے۔ وردان نے دیکھا۔ اسنے پکار کر کہا۔ "رومیو! ثابت قدمی کرو عنقریب دمشق والے تمہاری مدد کو آنے والے ہیں۔ حملہ کر کے مسلمانوں کو پلٹ دو"۔

رومیوں نے ثابت قدمی کی۔ وہ مسلمانوں سے لڑنے لگے۔ خولہ۔

Marfat.com

حضرت خالد اور دوسرے مسلمانوں نے پرزور حملے شروع کئے۔ حضرت خالد وردان کی طرف بڑھے۔ لیکن اس کے سامنے دلیران روم کی دیوار کھڑی تھی خالد اس دیوار کے توڑنے میں مشغول ہو گئے۔ مسلمان متفرق ہو کر رومیوں سے لڑنے لگے۔ خولہ بنت ازور بڑی بہادری سے لڑ رہی تھیں۔ وہ رومیوں کی صفوں کو پھاڑ کر دائیں بائیں حملہ کرتی تھیں۔ اپنے بھائی ضرار کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ انہیں بڑا رنج وغم تھا۔ وہ یہ درد انگیز اشعار پڑھ رہی تھیں۔

اَبْنَ الضِّرَارُ لَا اَرَاہُ یَوْمِی	وَلَا یَرَاہُ مَشْعَرِی وَ قَوْمِی
ضرار کہاں ہیں آج وہ مجھے نظر نہیں آتے	نہیں میرے قربا اور میری قوم نہیں دیکھتی
یَا وَاحِدِیْ یَا ابْنِ اُمِّی	کَدَّرْتَ عَیْشِیْ وَ اَزْلَتَ نَوْمِیْ
اے میرے اکلوتے بھائی	تم نے میرے عیش کو مکدر کر دیا اور نیند کو کھو دیا

مسلمان ان اشعار کو سنکر رو پڑے۔ ہر شخص ضرار کی جستجو میں تھا۔ لیکن ضرار کا کہیں پتہ نہ تھا۔ مسلمان بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے۔ انہوں نے بے شمار رومیوں کو مار ڈالا تھا۔ دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ دوپہر کے وقت حضرت خالد مسلمانوں کو لے کر اس جگہ لوٹ آئے جہاں سے ضرار نے شروع میں حملہ کیا تھا۔

حضرت خولہ بڑی بے قرار تھیں۔ وہ ہر مسلمان سے اپنے بھائی کا حال پوچھتی تھیں۔ لیکن کسی نے بھی ضرار کو نہیں دیکھا تھا۔ کوئی بھی ان کا پتہ نشان نہ بتا سکا۔ خولہ ناامید ہو کر رونے لگیں۔ انہوں نے کہا "اے میرے بھائی! کاش مجھے معلوم ہوتا کہ دشمنوں نے تمہیں تمہارے خون میں آلودہ کر کے جنگل میں ڈال دیا ہے۔ کاش یہ تمہاری بہن تم پر سے قربان ہو جاتی۔ کاش میں پھر تمہیں دیکھوں۔ خدا کی قسم تم نے اپنی بہن کے دل میں آگ کی ایسی چنگاری چھوڑ دی ہے جو کبھی نہ بجھے گی۔ یہ شعلہ ایسا ہے جو کبھی ٹھنڈا نہ ہوگا۔ افسوس تم اپنے اس

Marfat.com

باپ سے جاملے جو کافروں کے ہلاک کرنیوالے تھے تم پہنچ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو۔ اور میرا اتم پر ملاقات کے روز تک سلام پہنچے"۔

خالد بن الولید اور وہ مسلمان جو قریب تھے حضرت خولہ کا نوحہ سنکر رونے لگے حضرت خالد نے اسی وقت پھر حملہ کرنے کا قصد کیا ناگاہ رومیوں کے لشکر سے ایک گروہ سواروں کا نکلا۔ وہ دوڑکر مسلمانوں کی طرف آیا مسلمان سمجھے وہ لڑنے کے لئے آرہے ہیں۔ وہ بھی مستعد بہ جنگ ہو گئے۔ لیکن رومیوں نے مسلمانوں کے پاس آتے ہی اپنے ہتھیار پھینکدیئے۔ گھوڑوں سے اتر پڑے اور افوان[1] لفون چلانے لگے۔

خالد بن الولید نے کہا" انہیں امان ہے ان سب کو میرے سامنے لاؤ"۔ چنانچہ وہ تمام رومی حضرت خالد کے سامنے لائے گئے۔ حضرت خالد نے ان سے دریافت کیا" تم کون لوگ ہو؟"

انہوں نے جواب دیا" ہم وردان کی فوج کے لوگ ہیں حمص کے رہنے والے ہیں۔ ہمیں یقین ہوگیا ہے کہ ہم تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ ہم اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے امان طلب کرنے آئے ہیں۔ جزیہ دینے کو تیار ہیں جسقدر مال تم طلب کروگے ہم دیں گے"۔

حضرت خالد نے کہا" ہم تمہارے شہر میں پہنچکر تم سے صلح کریں گے۔ اس جگہ صلح ممکن نہیں۔ تم ہمارے ساتھ رہو۔ جب اللہ تعالے ہمارے اور دشمنوں کے درمیان فیصلہ کردے گا۔ اسوقت ہم تم سے صلح کریں گے۔ کیا تمہیں ہمارے اس ساتھی کا حال معلوم ہے جس نے تمہارے سردار کے بیٹے کو قتل کیا ہے۔

---

[1] افوان رومی لغت ہے اس کے معنی امان کے ہیں (صادق۔ صدیقی۔ سردھنوی)

Marfat.com

رومیوں نے کہا "آپ شاید اس شخص کو دریافت کر رہے ہیں جو ننگے بدن تھے انہوں نے ہمارے بہت سے دلیروں کو مار ڈالا تھا"

خالد - ہاں انہیں کو پوچھتا ہوں -

رومی - وردان نے انہیں گرفتار کر کے ایک اونٹ پر سوار کرا کر سو سواروں کی نگرانی میں حمص روانہ کیا ہے تاکہ وہاں سے اپنی اظہار شجاعت کے لئے ہرقل اعظم کے پاس بھیجے -

حضرت خالد اسبات کو سنکر بہت خوش ہوئے - انہوں نے رافع بن عمیرۃ الطائی سے کہا - تم اس ملک کے راستوں سے خوب واقف ہو - جب ہم عراق سے آ رہے تھے تو تم نے دشت بے آب میں پہنچکر مشورہ دیا تھا - کہ تیس اونٹوں کو پیاسا رکھ کر خوب پانی پلاؤ - ہم نے تمہاری تدبیر پر عمل کیا تھا - تم نے دشت میں پانی ڈھونڈھ نکالا تھا - معلوم ہوا ہے کہ وردان نے ضرار کو سو سواروں کی حفاظت میں حمص کی طرف روانہ کیا ہے - تم بھی مسلمانوں میں سے سو سواروں کو منتخب کر کے اپنے ساتھ لو اور روانہ ہو جاؤ"

حضرت رافع نے کہا "سَمِعۡنَا وَ اَطَعۡنَا" - یعنی "مینے سنا اور اطاعت کی" انہوں نے سو سواروں کو چن لیا اور روانگی کا قصد کیا - حضرت خولہ کو بھی یہ بات معلوم ہو گئی - وہ نہایت خوش ہوئیں - فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر ہتھیار لگا کر حضرت خالد کے پاس آئیں اور بولیں - "یا امیر! میں خدا اور بہترین خلائق یعنی رسول مقبول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر درخواست کرتی ہوں کہ مجھے بھی اس جماعت کے ساتھ جانے کی اجازت دیجئے -

Marfat.com

حضرت خالد نے رافع سے کہا "تمہیں خولہ کی بہادری اور بیباکی کا حال خوب معلوم ہے۔ انہیں بھی اپنے ساتھ لے لو" رافع نے خولہ کو بھی ساتھ لیا اور روانہ ہوئے۔ خولہ مسلمانوں کے پیچھے ذرا فاصلہ سے شرماتی ہوئی چلی جا رہی تھیں۔ اسوقت بھی انہوں نے ڈھاٹا باندھ رکھا تھا۔ سوائے ان کی خوبصورت آنکھوں کے چہرہ کا اور کوئی حصہ نظر نہ آتا تھا۔ ضرار کی رہائی۔

جب مسلمان سلمیتہ میں پہنچے تو رافع نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا "مسلمانو! بشارت ہو کہ رومی ابھی یہاں تک نہیں پہنچے ہیں"۔ چنانچہ رافع نے اپنے ساتھیوں کو وادی الحیات میں چھپا دیا اور رومیوں کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں رومی ضرار کو حراست میں لئے ہوئے وہاں آ پہنچے۔ رافع نے مسلمانوں سے کہا ہوشیار اور مستعد ہو جاؤ۔ مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ اسوقت ضرار یہ دردناک اشعار پڑھ رہے تھے۔ ؎

اَلَا مُبْلِغًا قَوْمِیْ وَخَوْلَۃَ اِنَّنِیْ ... اَسِیْرٌ رَہِیْنٌ مُوْثَقُ الْیَدِ بِالْقَیْدِ

اے خبر پہنچانیوالے میری قوم اور خولہ کو آگاہ ہو ... میں قید ہوں۔ گروی ہوں اور مشکیں بندھا ہوا ہوں

وَحَوْلِیْ عُلُوْجُ الشَّامِ مِنْ کُلِّ کَافِرٍ ... وَمَا مِنْہُمْ اِلَّا مُحَصَّنٌ بِالسَّرْدِ

میرے گرد شام کے گبر ہیں جو کافر ہیں ... وہ سب زرہ پہنے ہوئے ہیں

فَیَا قَلْبُ مُتْ غَمًّا وَحُزْنًا وَحَسْرَۃً ... وَیَا دَمْعَتِیْ جُوْدِیْ بِفَیْضٍ عَلٰی خَدِّیْ

بس اے دل تو رنج و حسرت سے مر جا ... اور اے آنسو فیض کے ساتھ میرے رخساروں پر بہو

تُرٰی اَنْ اَرٰی اَہْلِیْ وَخَوْلَۃَ مَرَّۃً ... فَاذْکُرُ مَا کُنَّا عَلَیْہِ مِنَ الْعَہْدِ

میں ایکبار اپنے اہل اور خولہ کو دیکھ لوں ... اور میرے ذکر کرنے کو اپنے معاہدہ کو

ان اشعار کو سنکر خولہ تڑپ گئیں۔ انہوں نے کمینگاہ ہی سے جواب دیا۔ "اے میرے بھائی اللہ تعالٰے نے تمہاری دعا۔ زاری اور نالے قبول کئے اور تمہیں

Marfat.com

نجات دی۔ میں تمہاری بہن خولہ ہوں۔"

فوراً خولہ نے تکبیر کہی اور کمینگاہ سے نکل کر رومیوں پر حملہ کیا۔ رافع اور ان کے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہی اور حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں کے گھوڑے ہنہنانے لگے۔ گویا انہیں خدا کی طرف سے الہام ہو گیا تھا۔

حمید بن سالم نے روایت کی ہے کہ مسلمان پھیل گئے اور رومیوں سے لڑنے لگے۔ خولہ نے ایک رومی کو مار ڈالا اور جلدی سے اپنے بھائی کو چھڑایا خولہ نے اپنے بھائی کو سلام کیا۔ ضرار نے مرحبا کہی۔ وہ رومیوں کے ایک گھوڑے سوار ہوئے۔ اور اشعار شکریہ پڑھنے لگے۔

یَا رَبِّ مَحْمُدًا اِذَا اَجَبْتَ دَعْوَتِیْ	فَرَجَّبْتَ عَنِّیْ وَاَزَلْتَ کُرْبَتِیْ
اے خدا تیرا شکر ہے تو نے میری دعا قبول کی	تو نے مجھے کشائش دی میرے رنج کو دور کیا
اَعْطَیْتَنِیْ اٰمَالِیْ قَبْلَ مَنِیَّتِیْ	جَمَعْتَنِیْ یَا رَبِّ مَعَ اُخْتِیْ
تو نے میری آرزو امید سے پہلے پوری کی	تو نے اے خدا مجھے اور بہن کو ایک جگہ کر دیا

اَلْیَوْمَ اَشْفِیْ مِنْ عَدَائِیْ مُھْجَتِیْ

آج میں اپنے دشمنوں (کے قتل) سے اپنے دل کو تسکین دونگا

اس عرصہ میں مسلمانوں نے تمام رومیوں کو مار ڈالا۔ اور ان کا سامان اکٹھا کرنے لگے ابھی رافع کے ساتھی اس کام میں مشغول ہی تھے کہ ہزاروں رومی بھاگتے ہوئے وہاں پہنچے۔ ان میں اسقدر گھبراہٹ اور بدحواسی طاری تھی کہ اگلا پچھلے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا اور پچھلا اگلے سے آگے نکلنا چاہتا تھا۔

رافع اور ان کے ہمراہیوں نے ان رومیوں کو دیکھ کر سمجھ لیا کہ خالد بن الولید نے انہیں ہزیمت دے کر بھگایا ہے۔ رافع اور ان کے ساتھی رومیوں پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے انہیں پکڑنا شروع کر دیا۔ جو ان میں

Marfat.com

مقابلہ کرتا تھا مسلمان اسے مار ڈالتے تھے ۔

رومیوں کا فرار

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ خالد بن الولید نے رافع کو ضرار کی رہائی کے لئے روانہ کر کے وردان کے لشکر پر اس سختی سے حملہ کیا کہ رومیوں کو جانوں کے لالے پڑ گئے ۔ ہر مسلمان شیر کی طرح سے حملہ آور ہوا ۔ رومی تاب مقابلہ نہ لا کر بھاگ نکلے ۔ وردان بھاگنے والوں میں سب سے آگے دوڑا مسلمان ان کا تعاقب کرتے ہوئے وادی الحیاۃ تک پہنچ گئے ۔ وہاں رافع ان کے ہمراہی اور ضرار ملے ۔ ضرار کی رہائی سے تمام مسلمان بہت خوش ہوئے حضرت خالد نے رافع کا شکریہ ادا کیا ۔ خالد اور ان کے ہمراہیوں نے بھی بہت سے رومیوں کو گرفتار کر لیا ۔ جب رومی بھاگ کر دور نکل گئے تب مسلمان لوٹے ۔ انہوں نے وہ تمام سامان اپنے قبضہ میں کر لیا جو وردان کا لشکر چھوڑ گیا تھا ۔ اس مالِ غنیمت اور قیدیوں کو لے کر حضرت خالد اور ان کے تمام ہمراہی دمشق میں واپس چلے آئے ۔ حضرت خالد نے حضرت ابو عبیدہ کے پاس فتح کی خوشخبری بھیجی ۔ وہ اور تمام مسلمان اس فتح سے بہت سے خوش ہوئے ۔ انہیں دمشق کی فتح کا یقین ہو گیا ۔

نوّے ہزار رومیوں کی روانگی

وردان کی ہزیمت اور اس کے بیٹے حمران کے مارے جانے کی خبر جب ہرقل اعظم کو پہنچی تو اسے بڑا رنج و ملال ہوا ۔ اپنی سلطنت کے زوال کا یقین کر لیا ۔ اس نے وردان کو اس مضمون کا خط لکھا ۔

"مجھے خبر پہنچی ہے کہ بھوکے ننگے۔ کمزور اور ناتوان عربوں نے تجھے ہزیمت دی اور تیرے بیٹے کو مار ڈالا۔ افسوس تجھ پر اور تیرے بیٹے پر مسیح نے رحم نہ کیا۔ اگر میں اس بات کو نہ جانتا ہوتا کہ تو دانا۔ ہوشیار۔ نیزہ باز اور شمشیر زن ہے تو تجھے عذاب کے شکنجہ میں کھینچتا۔ مگر تجھے ایک موقع اور دیتا ہوں۔ میں نے اجنادین کی طرف نوّے ہزار فوج روانہ کی ہے۔ تجھے اس فوج کا سردار مقرر کیا ہے تو اجنادین جا کر اس لشکر کو اپنے تحت میں لے اس سے اہلِ دمشق کی مدد کر۔ اور فلسطین کے مسلمانوں کو دمشق کے مسلمانوں سے نہ ملنے دے۔"

وردان اس خط کو پڑھ کر خوش ہوا۔ اس سے ہزیمت کی ندامت اور بیٹے کا غم دور ہو گیا۔ اس نے اجنادین میں پہنچ کر لشکر کو اپنی تحویل میں لے لیا

جب حضرت خالد وردان کو شکست دے کر دمشق واپس آئے اور محاصرہ میں مشغول ہوئے تو ایک روز عباد بن سعید الحضرمی شرجیل بن حسنہ کے پاس سے بصرہ سے آئے اور بیان کیا کہ نوّے ہزار رومی اجنادین میں آ گئے ہیں۔

حضرت خالد حضرت ابو عبیدہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ شرجیل بن حسنہ نے عباد بن سعید الحضرمی کو اس خبر کے ساتھ بھیجا ہے کہ اجنادین کے مقام پر نوّے ہزار رومی آ گئے ہیں۔ ہرقل اعظم نے ان رومیوں کو بھیجا ہے اس معاملہ میں تمہارا کیا مشورہ ہے۔

حضرت ابو عبیدہ نے کہا۔" اے ابا سلیمان! مجاہدینِ اسلام کے رئیس اور سردار مختلف مقامات میں ہیں جیسے شرجیل بن حسنہ بصرہ میں۔ معاذ بن جبل ارضِ حوران میں۔ یزید بن ابی سفیان ارض بلقا میں۔ نعمان بن مقرنہ

Marfat.com

تدمر میں اور عمرو بن العاص فلسطین میں مناسب یہ ہے کہ ان سب کو لکھو بھیجو کہ وہ ہمارے پاس جلد چلے آئیں۔ ان کے آنے کے بعد دشمن کے مقابلہ کی تیاری کرنی چاہئے۔ مدد اللہ تعالے کی طرف سے ہوتی ہے۔ انشاء اللہ خدا مدد کرے گا۔

حضرت خالد نے اس رائے کو بہت پسند کیا۔ انہوں نے عمرو بن کو اس مضمون کا خط لکھا۔

"حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ تمہارے بھائی مسلمانوں نے اجنادین کی روانگی کا ارادہ کیا ہے۔ کیونکہ وہاں دشمنوں کی نوے ہزار فوج آگئی ہے جو ہم پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہی ہے۔ کافر اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نورِ اسلام کو پورا کرنیوالا ہے۔ خواہ کافر اسے برا ہی کیوں نہ جانیں۔ اس خط کے پہنچتے ہی تم اپنے ہمراہیوں کو لے کر اجنادین میں آجاؤ۔ انشاء اللہ ہمیں وہیں پاؤ گے۔ تم پر اور تمہارے ساتھی مسلمانوں پر سلامتی ہو۔"

عمرو بن العاص کے بعد اور ان تمام امرا کے نام بھی خطوط لکھے جن کے نام حضرت ابو عبیدہ نے لئے تھے۔ اور ان خطوں کو قاصدوں کے ہاتھ روانہ کر دیا۔

لشکرِ اسلام کا کوچ

خطوں کی روانگی کے بعد حضرت خالد نے کوچ کا حکم دیدیا۔ اونٹوں پر خیمے بار کئے گئے۔ مال غنیمت پیچھے رکھا گیا۔ حضرت خالد نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا "میری رائے یہ ہے کہ میں عورتوں اور

مال و اسباب کے ساتھ پیچھے رہوں اور تم مع لشکر کے آگے چلو"۔

حضرت ابو عبیدہ نے کہا "مگر میری یہ رائے ہے کہ تم آگے چلو کیونکہ ممکن ہے وردان سامنے سے حملہ کر دے۔ تم ہو گے تو اس کا مقابلہ کر دگے اسے آگے بڑھنے سے روک دو گے۔ میں عورتوں اور مال و اسباب کے ساتھ پیچھے رہوں"۔

خالد۔ تمہاری رائے مناسب ہے۔

چنانچہ حضرت خالد لشکر لے کر روانہ ہوئے اور ابو عبیدہ ایک ہزار سواروں کی معیت میں مال و اسباب اور خواتین عرب کو ساتھ لے کر لشکر سے پیچھے چند میل کے فاصلے سے روانہ ہوئے۔

دمشق کے رومیوں نے جب مسلمانوں کو کوچ کرتے دیکھا تو خوش ہو کر اچھلنے کودنے اور تالیاں بجانے لگے۔ لیکن دمشق کے ذی فہم لوگوں نے کہا "اگر یہ لوگ بعلبک کی طرف جاتے ہیں تو سمجھو کہ حجاز کی طرف بھاگے جاتے ہیں۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ دمشق میں ایک بڑا بطریق بولص نامی تھا۔ نصرانی اس کی بڑی عزت و تکریم کرتے تھے۔ وہ ایسا دانشمند تھا کہ ہرقل اعظم کے پاس جب کوئی ایلچی کوئی اہم پیام لے کر آتا تھا اور ہرقل اعظم اس کا جواب دینے سے عاجز آجاتا تھا تو بولص کو بلا کر جواب لکھوایا کرتا تھا۔ وہ زبردست تیر انداز تھا۔ اس کی تیر اندازی کا یہ حال تھا کہ اس کے گرجے میں ایک بڑا تناور درخت تھا۔ بولص نے اس پر تیر چلایا تھا۔ وہ تیر درخت میں سما گیا تھا۔ بولص نے اس درخت پر لکھ دیا تھا کہ جسے شجاعت کا دعویٰ ہو وہ اس تیر کے مقابل میں دوسرا تیر پیوست کر دے۔ اس کا یہ معاملہ لوگوں میں مشہور ہو گیا تھا۔

Marfat.com

جب سے مجاہدینِ اسلام ملکِ شام میں آئے تھے بولص کو ان سے لڑنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ جب اہلِ دمشق نے مسلمانوں کو کوچ کرتے دیکھا تو عمائدین شہر مل کر بولص کے پاس گئے اور اس سے کہا "اگر تو ہمیشہ کی بزرگی اور شہرت چاہتا ہے اور راسبات کا خواہشمند ہے کہ تمام ملکِ شام میں تیری شہرت ہو جائے۔ اور شہنشاہ تجھے بڑا مرتبہ عطا کرے تو مسلمانوں کا تعاقب کر۔ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ جو مسلمان پیچھے رہ جائیں انہیں ہم سب مل کر گرفتار کر لیں"۔

بولص نے کہا "میں مسلمانوں کی کوئی اصل وحقیقت نہیں سمجھتا لیکن اس وقت جو تمہاری مدد نہ کر سکا اور مسلمانوں سے نہ لڑا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ میں نے تم لوگوں میں جرأت وہمت نہیں دیکھی۔ میں جانتا ہوں تم لڑائی میں صبر نہیں کر سکتے۔ پھر میں کیوں مسلمانوں کا مقابلہ کروں"۔

اہلِ دمشق نے کہا "ہم مسیح اور انجیل کی قسم کھا کر تجھے یقین دلاتے ہیں کہ ہم سب تیرے ساتھ رہیں گے۔ لڑائی سے جی نہ چرائیں گے۔ تجھے یہ اختیار دیتے ہیں کہ ہم میں سے جو لوگ میدانِ جنگ سے بھاگیں تو انہیں سب کو مار ڈالنا۔

بولص نے دمشق والوں سے عہد واقرار لیا اور گھر میں جا کر زرہ پہننے لگا۔ اس کی بیوی نے دریافت کیا "تم کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟"

اس نے جواب دیا "میں اہلِ عرب سے لڑنے جاتا ہوں"۔

اس کی بیوی نے کہا۔ ہرگز نہ جاؤ۔ اپنے گھر میں بیٹھے رہو۔ جس بات کی قوت تم میں نہیں ہے اسے نہ کرو۔ مجھے تمہاری طرف سے اندیشہ ہے اسوجہ سے کہ میں نے رات ایک ہولناک خواب دیکھا ہے۔

....

Marfat.com

بولص کی بیوی کا خواب

بولص نے دریافت کیا۔ "تو نے کیا خواب دیکھا ہے؟"

اس کی بیوی نے کہا۔ "میں نے دیکھا کہ تم اڑتی ہوئی چڑیوں پر تیر چلا رہے ہو بعض چڑیاں ان میں سے گر جاتی ہیں۔ لیکن پھر اڑ جاتی ہیں۔ میں یہ دیکھ کر تعجب کر رہی تھی کہ دفعتہً تیز چنگل والی چڑیاں تم پر آ ٹوٹیں انہوں نے چنگل مار مار کر تمہیں پریشان کر دیا۔ تم نے فوج کو طلب کیا۔ چڑیوں نے سپاہیوں کے بھی چنگل مارنے شروع کئے۔ وہ جس شخص کے چنگل مارتی تھیں اسے بیہوش کر دیتی تھیں۔ میں چونک اٹھی۔ تمہاری وجہ سے میں بہت پریشان تھی"۔

بولص۔ میرے متعلق تو نے کیا دیکھا۔ کیا میں بھی بیہوش ہو گیا تھا۔

زوجہ بولص۔ ہاں۔ قسم ہے مسیح کی میں نے دیکھا کہ ایک بڑی چڑیا نے تمہیں زخمی کر دیا اور تم بیہوش ہو کر گر پڑے۔

بولص نے اپنی بیوی کے گال پر طمانچہ مارا۔ وہ اپنا کلہ سہلانے لگی۔ بولص نے کہا "خرابی ہو تجھ کو۔ تو نے خوشخبری نہ سنائی۔ تیرے دل میں اہل عرب کا خوف اسقدر سما گیا ہے کہ تو خواب میں بھی انہیں ہی دیکھتی ہے۔ خوف نہ کر میں عنقریب عربوں کے سردار کو تیرا خادم بنا دونگا۔ اور مسلمانوں کو بکریوں اور سواروں کا چرواہا مقرر کرونگا"۔

اس کی بیوی نے کہا۔ "میری نصیحت مانو۔ مسلمانوں کے تعاقب میں نہ جاؤ"۔

بولص نے نہ مانا۔ وہ مسلح ہو کر گھر سے نکلا۔ اور دمشق کی فوجوں میں سے چھ ہزار سوار اور دس ہزار پیادے لے کر مسلمانوں کے تعاقب میں

Marfat.com

روانہ ہوا۔ بولص نے اپنے بھائی پطرس کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔

مسلمانوں کا تعاقب

حضرت ابو عبیدہ آہستہ آہستہ چلے جا رہے تھے۔ ان کے ساتھ عورتیں تھیں۔ بچے تھے۔ مال و اسباب تھا۔ اونٹوں اور محملوں کی قطاریں دور تک پھیلی ہوئی تھیں۔ دفعتہً ابو عبیدہ بن الجراح نے غبار اڑتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے کہا "مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ۔ دشمن نے تمہارا تعاقب کیا ہے" وہ رک گئے یہانتک کہ عورتوں کے محمل اور ہودج اور باربردار اونٹ ان کے پاس آگئے۔

اسیوقت رومی لشکر آگیا۔ ان کی زرہیں اور ہتھیار دھوپ میں چمک رہے تھے۔ بولص سب سے آگے تھا۔ رومیوں کے سولہ ہزار سپاہی تھے۔ مسلمان ایک ہزار ہی تھے۔ لیکن وہ رومیوں کے مقابلہ میں آگئے۔ بولص کے ساتھ چھ ہزار سوار تھے۔ اسنے ابو عبیدہ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کیا اور پطرس کے ساتھ دس ہزار پیدل تھے اس نے عورتوں پر یورش کر دی۔ یہ حملہ اچانک ہوا۔ پطرس کے ہمراہیوں نے عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت کو پکڑ لیا۔ وہ فوراً دمشق کی طرف واپس لوٹا اور رہنر استریاق پر پہنچکر اس لئے ٹھیر گیا کہ معلوم کرے بولص نے کیا کیا۔

بولص اور اس کے ساتھیوں نے ابو عبیدہ کے ہمراہیوں پر حملہ کر دیا تھا۔ ابو عبیدہ نے کہا "خدا کی قسم خالد کی یہ رائے بہتر تھی کہ وہ لشکر کے پیچھے عورتوں کے ساتھ رہتے"۔

مسلمان عیسائیوں میں گھس گئے تھے اور عیسائی مسلمانوں میں گھس آئے تھے۔

Marfat.com

دونوں فریق پورے جوش سے لڑ رہے تھے۔ زمین شحورا میں خونریزی شروع ہو گئی تھی۔ بولص نے ابوعبیدہ پر حملہ کیا۔ اگرچہ ابوعبیدہ بوڑھے تھے۔ نحیف اور کمزور تھے اور بولص جوان تھا۔ تنومند اور قوی تھا لیکن ابوعبیدہ اس بہادری سے لڑے کہ بولص کو پسینہ آگیا۔

سہیل بن صباح نے روایت کی ہے کہ جب مینے دیکھا کہ مسلمانوں پر بلا نازل ہوگئی ہے۔ کچھ خواتین عرب گرفتار ہوگئی ہیں۔ ابوعبیدہ اور ان کے ساتھی تھوکی لڑائی لڑ رہے ہیں تو میں حضرت خالد کو خبر دینے کے لئے چلا۔ میری سواری میں یمن کا گھوڑا تھا۔ اس کی پیشانی پر سفید ٹیکا تھا اور ہاتھ پیر بھی سفید تھے۔ بڑا تیز رو تھا۔ مینے اس کی باگیں ڈھیلی کردیں۔ وہ بجلی کی طرح چلا۔ اور دم کے دم میں خالد بن الولید کے پاس پہنچ گیا۔ مینے چلا کر کہا "یا امیر! اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد کرو۔"

وہ جلدی سے سہیل کی طرف مخاطب ہوئے۔ انہوں نے دریافت کیا۔ "اے بیٹے صباح کے تیرے پیچھے کیا حال ہے"۔

سہیل نے جواب دیا۔ "اے سردار! مسلمان مبتلائے مصیبت ہو گئے ہیں۔ دمشق کے رومیوں نے حملہ کر کے عورتوں اور بچوں کی ایک جماعت گرفتار کرلی ہے۔ ابوعبیدہ اور ان کے ساتھی ایسی بلا میں گرفتار ہو گئے جس کے دور کرنے کی ان میں قوت نہیں ہے۔ جلد ان کی مدد کرو"۔

حضرت خالد نے کہا۔ "اِنَّ لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"۔ یعنی جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹنے والا ہے"۔ خدا کی قسم مینے ابوعبیدہ سے کہا تھا کہ فوج کے پیچھے مجھے چھوڑ دو۔ لیکن انہوں نے منظور نہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کا حکم نہیں ٹلا کرتا"۔

انہوں نے اسی وقت رافع بن عمیرۃ الطائی کو بلا کر ایک ہزار سوار

Marfat.com

انہیں دیئے اور کہا کہ تم دوڑ کر خواتین عرب کی حفاظت کرو۔ جب وہ کچھ دور گئے تو عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کو ایک ہزار سوار دے کر کہا "تم دشمنوں پر حملہ کرو" ان کے بعد حضرت ضرار بن الازور کو ایک ہزار سوار دیکر روانہ کیا۔ ان کے ساتھ تین ہزار میسرۃ المراد کو بھی کر دیا۔ پھر خود تمام لشکر لے کر روانہ ہوئے۔

ابو عبیدہ بن الجراح ابھی تک بولس سے لڑ رہے تھے اور ان کے ساتھی رومیوں سے مصروف جہاد تھے کہ دفعتہً اسلامی لشکر آگیا۔ رافع تو عورتوں کی حفاظت کے لئے چلے گئے۔ عبدالرحمٰن نے رومیوں پر حملہ کر دیا۔ ان کے فوراً ہی بعد ضرار حملہ آور ہوئے۔ ان متواتر حملوں نے رومیوں میں تہلکہ ڈالدیا۔ ان کے علم اور صلیبیں سرنگوں ہو گئیں۔ ان کے آدمی کثرت سے مارے جانے لگے۔

ضرار بن الازور شعلہ آگ کی طرح تھے۔ انہوں نے بولس پر حملہ کیا۔ وہ ان کی صورت دیکھتے ہی کانپنے لگا۔ اس نے ابو عبیدہ سے کہا "اے اعرابی! تمہیں قسم ہے اپنے دین کی اس شریر (ضرار) سے کہو کہ مجھ سے الگ رہے"۔

بولس کے خوفزدہ ہونے کی یہ وجہ تھی کہ ضرار نے کلوس اور عزرائیل کے مقابلہ میں بہت لیا تھا، جو بہادری کے کام کئے تھے وہ اس نے (بولس) اپنی آنکھ سے دیکھے تھے۔ ضرار اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ بولس نے پھر ابو عبیدہ سے کہا۔ "اس شیطان کو مجھ سے دور رکھو"۔

ضرار نے سن لیا۔ انہوں نے کہا "میں شیطان اسوقت میں ہونگا جب تیری طلب اور تجھ سے لڑائی میں کوتاہی کرونگا"۔ انہوں نے نیزہ سے حملہ کیا۔ بولس پر ایسا رعب چھایا کہ اسنے اپنے آپ کو گھوڑے سے گرا دیا۔ اور اٹھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف بھاگا۔ ضرار بھی گھوڑے سے اتر کر اس کے پیچھے دوڑے انہوں نے کہا۔ او ملعون! کہاں بھاگا جاتا ہے۔ شیطان تیرے پیچھے ہے۔ بولس نے کہا

Marfat.com

"اے بددی مجھے زندہ رکھ کیونکہ میری زندگی میں تمہاری ان عورتوں کی بھی زندگی ہے جنہیں میرے ساتھیوں نے گرفتار کر لیا ہے۔"

ضرار کی سمجھ میں بھی یہ بات آگئی۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا۔

مسلمان رومیوں سے لڑائی میں مصروف تھے۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق اور ان کے ساتھیوں نے رومیوں کی لاشوں سے میدان بھر دیا۔ اسی وقت حضرت خالد مع لشکر کے آپہنچے وہ اور ان کے ساتھی عیسائیوں پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے چشم زدن میں ان کا صفایا کر دیا۔ رفاعہ بن قیس نے روایت کی ہے کہ بولقص کے چھ ہزار سواروں میں سے مشکل سے سو سوار بھاگ کر اپنی جانیں بچا کر لیجا سکے۔

ضرار بن الازور کو معلوم ہوا کہ ان کی بہن خولہ کو بھی رومی گرفتار کر کے رومی گرفتار کر کے لے گئے ہیں۔ انہیں سخت رنج و قلق ہوا۔ انہوں نے حضرت خالد کے پاس آکر خولہ کی گرفتاری کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا "بے صبری نہ کرو۔ رومیوں کے سردار اور بہت سے رومیوں کو ہم نے گرفتار کر لیا ہے یقین ہے ہم ان کے عوض میں اپنی عورتوں کو چھڑا لیں گے۔ ہمیں عورتوں کی رہائی کے لئے دمشق جانا ضروری ہے۔"

اب خالد بن الولید نے ابو عبیدہ بن الجراح کو حکم دیا کہ وہ باقی ماندہ عورتوں اور بچوں کو اور بچوں کو لے کر چلیں اور تمام لشکر ان کے ساتھ اس خوف سے کر دیا کہ کہیں وردان ان پر حملہ نہ کر دے۔ اور خود دو ہزار سوار لے کر دمشق کی طرف چلے۔ ان کے ساتھ رافع بن عمیرۃ الطائی۔ ضرار بن الازور۔ میسرہ مسروق العبسی اور چند اور رؤسا تھے۔ وہ تیزی سے چل رہے تھے۔ ضرار یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

یَا رَبِّ فَرِّجْ مَا تَرٰی مِنْ کُرْبَتِیْ	وَلَا تُمِتْنِیْ عَاجِلًا بِحَسْرَتِیْ
اے پروردگار اس کرب سے رستگاری دے جو تو دیکھ رہا ہے	اور مجھے جلدی حسرت کی موت نہ دے

Marfat.com

حَتّیٰ اَرٰی بِنَاظِرِی اُخْتِیْ — ذَالِکَ مُنَائِیْ ثُمَّ ذَالِکَ بُغْیَتِیْ

یہانتک کہ میں اپنی آنکھ سے اپنی بہن کو دیکھوں — یہی میری آرزو ہے یہی میری خواہش اور مراد ہے

سِیْرُوْا بِنَا اِلَی الْعَدُوِّ یَا صُحْبَتِیْ — عَسٰی اَنَالُ بُغْیَتِیْ وَ مُنْیَتِیْ

اے میرے یار میرے ساتھ دشمن کی طرف چلو — قریب ہے کہ میں اپنی مراد کو پہنچونگا

اِنْ لَمْ اُقَاتِلْ فَاحْلِقُوْا لِحْیَتِیْ

اگر نہ لڑ لڑوں میں تو تم میری داڑھی مونڈ ڈالنا۔

حضرت خالد ان کا آخری مصرع سُنکر ہنس پڑے۔

اس زمانہ کے مسلمان غور کریں کہ قرونِ اولےٰ کے مسلمان داڑھی کی کسقدر عزت کرتے تھے۔ داڑھی منڈانا بڑی بے عزتی سمجھتے تھے آج مسلمان داڑھی منڈانا فخر سمجھتے ہیں۔

جب مسلمان نہر استیریاق کے قریب پہنچے تو انہوں نے غبار اڑتے دیکھا اس غبار میں تلواریں چمک رہی تھیں۔

خواتینِ عرب کی دلیرانہ جنگ

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب بولص کا بھائی پطرس نہر استیریاق پر جا کر ٹھیرا تو اس نے گرفتار شدہ عورتوں کو اپنے سامنے بلایا۔ یوں تو تمام عربی لڑکیاں اور عورتیں خوبصورت تھیں لیکن ان میں سب سے زیادہ حسین و خوبرو حضرت خولہ ضرار بن الازور کی بہن تھیں۔ پطرس نے اپنے ساتھی امراء سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ دختر عرب میرے لئے ہے اس کے متعلق کوئی مجھ سے جھگڑا نہ کرے۔ باقی عورتوں اور لڑکیوں کو تم تقسیم کر لینا"۔

ان عورتوں میں بعض بوڑھی بھی تھیں۔ یہ عورتیں اور لڑکیاں قوم حمیر اولادِ

عمالقہ اور تبابعہ سے تھیں۔ بڑی نڈر اور گھوڑے کی شہ سوار تھیں۔ جنگجو اور راتوں کو سفر کرنے والی تھیں۔

پطرس کے پاس سے واپس آنے پر تمام عورتیں ایک جگہ جمع ہوئیں خولہ بنت ازور نے کہا۔ "اے دختران حمیر! کیا تم اس ننگ کو گوارا کر لوگی۔ کہ عیسائی گبروں کی کنیزیں بنجاؤ۔ تمہاری بہادری ضرب المثل ہے۔ تمہاری دلیری کے چرچے عربوں کی مجلسوں میں ہوتے ہیں۔ آج تمہاری شجاعت کو کیا ہو گیا ہے۔ کیوں تم ان عیسائی ناکسوں پر حملہ نہیں کرتی ہو؟"

عفیرہ بنت عفار حمیریہ نے کہا۔ "اے بنت الازور! خدا کی قسم! ہم موت سے نہیں ڈرتیں۔ ہماری بہادری مشہور ہے۔ لیکن نہ ہمارے پاس ہتھیار ہیں۔ نہ گھوڑے ہیں۔ کوئی سامان بھی نہیں ہے۔ ہم مثل بکریوں کے ہیں کیا کر سکتی ہیں؟"

خولہ۔ اے دختران تبابعہ تم یا نہیں ہیں۔ نہ ہوں۔ خیموں کی چوبیں تو ہیں اگر ہم اسلام اور اپنے نام و ننگ پر فدا ہونے کے لئے تیار ہو جائیں تو یقیناً خدا ہماری مدد کرے گا۔ کنیزیں بننے سے یہ کہیں اچھا ہے کہ ہم شہید ہو جائیں۔"

عفیرہ۔ خدا کی قسم تم نے خوب بات کہی۔ خدا بزدل قوم کو رسوا کرے گا۔ لڑینگی اور یا تو ماری جائینگی یا فتحیاب ہونگی۔

چنانچہ تمام عورتوں نے خیموں کی چوبیں اٹھالیں۔ اور اللہ اکبر کے نعرے لگاتیں رومیوں کے مقابلہ کو نکلیں۔ خولہ بنت الازور سب سے آگے تھیں۔ ایک چوب خیمے کی ان کے کاندھے پر تھی۔ ان کے برابر میں لبنیٰ تھی۔ پیچھے عفیرہ بنت عفار۔ ام ابان بنت عتبہ۔ سلمہ بنت

Marfat.com

النعمان۔ اور باقی تمام عورتیں اور لڑکیاں تھیں۔ سب کے کاندھوں پر ایک ایک چوب خیموں کی رکھی تھی۔ خولہ کہتی جاتی تھیں "سب یکجا رہنا مل کر حملہ کرنا۔ متفرق ہو جاؤ گی تو شکست اٹھاؤ گی"۔

رومیوں کے پاس پہنچکر خولہ نے سب سے پہلے ایک رومی کی کھوپری پر چوب ماری۔ وہ بیہوش ہو کر گرا اور مر گیا۔ جب رومیوں نے خواتین عرب کو چوبیں لئے آتے دیکھا تو وہ انہیں اس ہیبت میں دیکھ کر ہنسے تھے مگر جب خولہ نے ایک رومی کو مار ڈالا تو وہ حیران ہوئے۔ پطرس نے چلا کر کہا "سختی ہو تم پر اے عورتوں! یہ تم نے کیا معاملہ اختیار کیا؟"

عفیرہ بنت عفار نے کہا "ہم عرب کی بہادر عورتیں ہیں۔ اسیری کے ننگ کو گوارا نہیں کرسکتیں۔ اس سے ہماری قوم کی اہانت ہو گی۔ آج ہم ان چوبوں سے تمہارے سروں کو توڑ کر بھیجے نکالدینگی۔ تمہاری عمروں کے سلسلہ کو توڑ ڈالیں گی"۔

پطرس نے ہنسکر کہا "ان نازک نازک ہاتھوں سے تم یہ کام انجام دو گی

عفیرہ۔ ان نازک ہاتھوں کی قوت کا امتحان کر لو۔ یہ کہتے ہی انہوں نے ایک رومی کے سر پر اس زور سے چوب ماری کہ کھوپری ٹوٹ کر بھیجا بکھر گیا۔ وہ مردہ ہو کر گرا۔ پطرس نے چلا کر اپنی قوم سے کہا "سختی ہو تم پر! ان عورتوں کو متفرق کر دو۔ لیکن تلواریں نہ مارو۔ اور دیکھو اس غزالۃ العرب (خولہ) کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہ کرے۔

رومی گھوڑوں پر سوار ہو کر عورتوں پر جھپٹے۔ عورتیں چوبیں ہاتھوں میں تھام کر پرا باندھ کر کھڑی ہو گئیں۔ جو رومی سوار ان کے قریب جاتا وہ اول گھوڑوں کے پیروں پر ضربیں مارتیں۔ جب گھوڑا گرتا اور

اس کا سوار جھکتا تو جلدی سے اس سوار کا بھیجا توڑ ڈالتیں۔ اس طرح عورتوں نے تین سواروں کو مار ڈالا۔

یہ کیفیت دیکھ کر پطرس کو غصہ آگیا۔ وہ اور اس کے ساتھی گھوڑوں سے اتر پڑے اور انہوں نے تلواروں اور قنطاریات[1] سے عورتوں پر حملہ کیا۔ ہر عورت ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کر رہی تھی اور بڑی بہادری سے لڑ رہی تھی۔

خولہ بنت ازور شیر کی طرح حملہ کرتی تھیں۔ وہ نہایت خوش الحانی سے یہ اشعار پڑھ رہی تھیں۔ ؎

نَحْنُ بَنَاتُ تُبَّعٍ وَ حِمْيَرٍ — وَضَرْبُنَا فِيكُمْ لَيْسَ مُنْكَرُ

ہم تبع اور حمیر کی بیٹیاں ہیں — اور تمہارا مارنا دشوار نہیں ہے

وَ إِنَّنَا فِي الْحَرْبِ نَارٌ تُسْعَرُ — اَلْيَوْمَ تُلْقَوْنَ الْعَذَابَ الْأَكْبَرُ

اس لئے کہ ہم لڑائی میں روشن آگ کی شل ہیں — آج تم بڑے عذاب میں ڈالے جاؤ گے

خولہ کی ترنم ریز آواز فضا کو مترنم کر رہی تھی۔ پطرس نے ان کے پاس آکر کہا۔ "اے حورِ عرب! تم لڑائی سے باز رہو۔ میں تمہاری عزت کرتا ہوں۔ تمہاری محبت میرے دل میں سما گئی ہے۔ میں بادشاہ کے نزدیک بڑا معزز ہوں میرے پاس جاگیر ہے۔ دولت ہے۔ کنیزیں ہیں۔ غلام ہیں۔ غرض سب کچھ ہے۔ نصرانی عورتیں مجھ سے شادی کی خواہش رکھتی ہیں۔ مگر میں تمہیں چاہتا ہوں تم سے عقد کرونگا۔"

حضرت خولہ نے کہا۔ "اے کافر کے بیٹے! خدا کی قسم اگر میں تجھ پر غلبہ پاؤنگی تو تیرا سر اسی چوب سے توڑ ڈالونگی۔

---

[1] قنطاریات جمع قنطاریہ کی ہے یہ ایک دو شاخہ ہتھیار ہوتا تھا۔ ہندی میں اسے کچھ ا کہتے تھے۔
(مادوا۔ صدیقی بہوسزی)

Marfat.com

میں اسبات کو بھی گوارا نہ کروں کہ تجھے اپنی بکریوں اور اونٹوں کا چرواہا بناؤں۔ اس لئے کہ ہماری قوم میں یہ بھی بڑی عزت کی بات ہے۔ تو غیر کفو ہے یہ خدمت بھی تیرے سپرد نہیں کیجا سکتی۔"

یہ سنکر بطرس کو بڑا غصہ آیا۔ اسنے اپنے ساتھیوں کو للکار کر کہا "اے حاملانِ صلیب! لڑو تم ان درندہ خصلت عورتوں سے۔ اگر مسیح نہ کرے یہ تم پر غالب آگئیں تو تمہارے لئے بڑے شرم کی بات ہوگی۔ تم اور تمہاری اولاد کبھی سر اونچا نہ کرسکوگے۔ حضرت مسیح اور ہرقل کے غضب سے ڈرو۔"

رومیوں نے یہ سنتے ہی نہایت سختی سے حملہ کیا۔ عورتوں نے ذی مرتبہ مردوں کی طرح لڑائی میں صبر کیا۔ وہ تلواروں کو چوبوں پر روکتی تھیں اور موقع پاکر خود بھی حملہ کرتی تھیں۔ رومیوں کے چلنے پھرنے سے غبار اڑ رہا تھا اور غبار میں ان کی تلواریں چمک رہی تھیں۔ یہی وہ غبار اور تلواریں تھیں جنہیں مسلمانوں نے دیکھا تھا۔

حضرت خالد نے بھی غبار اور اس میں تلواریں چمکتے دیکھیں انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہوکر کہا "کون تم میں سے اسبات کی خبر لائے گا کہ یہ غبار کیسا ہے اور اس میں تلواریں کیسی چمک رہی ہیں۔"

رافع بن عمیرۃ الطائی نے کہا "میں خبر لاؤنگا۔ چنانچہ انہوں نے غبار کی طرف گھوڑے کی باگ چھوڑ دی۔ گھوڑا ہوا سے باتیں کرتا ہوا چلا۔ غبار کے قریب پہنچکر انہوں نے مسلمان عورتوں کو کافروں سے لڑتے ہوئے دیکھا انہوں نے جلدی سے واپس آکر حضرت خالد کو اطلاع دی۔ حضرت خالد نے کہا "یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عورتیں اولادِ عمالقہ اور اولاد تبابعہ سے ہیں۔ بعض ان میں تبع بن الاقرن۔ تبع بن ابی کرب و ذی رعین

Marfat.com

اور عبد آلکلال المعظم اور تبع بن حسان کی بیٹیاں ہیں ان تبع کی جنہوں نے قبل ظہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ صلعم کا ذکر کیا تھا ان کی نبوت کی گواہی دی تھی اور یہ نعتیہ اشعار تصنیف کئے تھے۔

شَہِدْتُ عَلٰے اَحْمَدَ اِنَّہٗ	رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰہِ بَارِئُ النَّسَمْ
یہ گواہی دیتا ہوں کہ احمد	اس اللہ کے رسول ہیں جس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے
لَہٗ اُمَّۃٌ سُمِّیَتْ فِی الزَّبُوْرِ	بِاُمَّتِہٖ خَیْرُ الْاُمَمْ
ان کی امت ہوگی زبور میں ذکر ہے	احمد کی امت بہترین امت ہوگی
فَلَوْ مُدَّ عُمْرِیْ اِلٰی عَصْرِہٖ	لَکُنْتُ وَزِیْرًا لَہٗ وَابْنَ عَمّ
اگر میں ان کے زمانہ تک زندہ رہا	تو ان کا وزیر اور ابن عم ہونگا

خالد بن الولید نے نعتیہ اشعار پڑھ کر کہا "یہ عورتیں جنگجو ہیں۔ ان کی دلیری مشہور ہے۔ اگر انہوں نے رومیوں سے جنگ شروع کر دی ہے تو اپنے اور اپنے قبیلوں کے ناموں کو اور بلند کر دیا ہے۔

مسلمانوں کو یہ سنکر بڑی مسرت ہوئی کہ خواتین عرب رومیوں سے لڑ رہی ہیں۔ ضرار بن الازور نے اپنے کپڑے اتار ڈالے اور نیزہ ہاتھ میں لے کر گھوڑا بڑھایا۔ حضرت خالد نے کہا "اے ابن ازور جلدی نہ کرو اس لئے کہ جلدی کرنے والے اکثر نقصان اٹھاتے اور ناکامیاب ہوتے ہیں۔ دیر آید درست آید مشہور ہے۔"

ضرار بن الازور نے کہا "اب پیمانہ صبر لبریز ہوگیا ہے۔ کیونکہ ہماری عورتیں لڑ رہی ہیں"۔

خالد - چند لمحے صبر کرو۔

اب خالد بن الولید نے مسلمانوں سے مخاطب ہوکر کہا "مسلمانو! انیزے سنبھال لو

جھپٹ کر حملہ کرو۔ اور جب رومیوں کے پاس پہنچو تو متفرق ہو کر انہیں گھیر لو شدت سے حملہ کرو۔ شاید اللہ تعالےٰ رحم کرے اور ہمارے عورتوں کو رہائی مل جائے۔"

چنانچہ مسلمانوں نے گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی کر دیں اور دم کے دم میں میدانِ جنگ میں پہنچ گئے۔ سب سے پہلے حضرت خولہ نے مسلمانوں کو دیکھا انہوں نے کہا۔" اے اولادِ تبابعہ خوشخبری ہو کہ آ گئی کشود کار پروردگار بزرگ و برتر کی طرف سے۔" عورتوں نے مسلمانوں کو دیکھتے ہی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

پطرس کی موت

پطرس اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ مسلمان گھوڑے دوڑائے چلے آرہے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں نیزے ہیں۔ نیزوں کی انیاں چمک رہی ہیں۔ ان کے دل دھڑکنے لگے۔ سینے تنگ ہو گئے۔ ان پر خوف کا غلبہ ہو گیا۔ پطرس نے کہا۔" اے دخترانِ عرب! میرے دل میں تمہاری عزت و محبت قائم ہو گئی ہے۔ تم اپنے ناموس پر اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئیں۔ شریف و خوددار عورتوں کو ایسا ہی کرنا چاہئے۔ ہم لوگ بھی مائیں۔ بہنیں۔ بیٹیاں اور پھوپیاں وغیرہ رکھتے ہیں۔ میں تمہیں صلیب کے صدقہ میں چھوڑے دیتا ہوں۔ جاؤ تمہارے مرد آ گئے ہیں۔ ان کے پاس چلی جاؤ اور ان سے ہماری مہربانی کا ذکر کرو۔"

یہ کہتے ہی اس نے بھاگنے کا قصد کیا۔ اسی وقت اس نے مسلمانوں کے لشکر میں سے دو سواروں کو آگے نکل کر نہایت تیزی سے اپنی طرف دوڑ کر آتے دیکھا۔ ایک

ان میں سے زرہ بکتر پہنے تھے۔ اور دوسرے ننگے بدن اور گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔ ایک ان میں سے خالد تھے اور دوسرے ضرار جب یہ دونوں عورتوں کے قریب پہنچے تو حضرت خولہ نے کہا۔ یا اخی! اللہ تعالٰے نے ہمیں تمہاری مدد سے بے نیاز کر دیا"۔

بطرس نے چلا کر خولہ سے کہا۔" اے حورِ عرب! جاؤ تم اپنے بھائی کے پاس۔ اگرچہ تمہاری جدائی مجھے شاق ہو گی"۔

حضرت خولہ نے کہا" یہ امر خصائل عرب کے خلاف ہے کہ تو ہم سے تقرب چاہے۔ شفقت کا اظہار کرے اور ہم تجھ سے دوری چاہیں اور جفا کا اظہار کریں"۔

یہ کہکر وہ چوب لے کر اس کے قریب گئیں۔ اسنے کہا۔" اوہ میں تمہیں نازنین سمجھتا تھا۔ تمہاری صورت پر فریفتہ تھا مگر تم تو خونخوار عورت ہو۔ اب مجھے تمہاری صورت اچھی نہیں معلوم ہوتی ہے۔ تم اپنا چہرہ چھپالو"۔

خولہ نے کہا۔" یہ آئین وفاداری نہیں ہے کہ بغیر کچھ توصل تجھے ملجائے"۔

اسی وقت ضرار بطرس کی طرف متوجہ ہوئے اسنے پکار کر کہا۔" اے عرب! لو تم اپنی بہن کو تمہیں مبارک ہو۔ وہ تمہارے لئے میری طرف سے ہدیہ ہیں"۔

ضرار نے کہا۔" مینے تیرا ہدیہ قبول کیا۔ میرے پاس بھی تیرے لئے ایک تحفہ ہے اور وہ نیزہ کی نوک ہے۔ تو بھی میرا تحفہ قبول کر"۔

یہ کہکر ضرار نے بطرس کے سینہ پر نیزہ مارا۔ وہ مضبوط زرہ پہنے ہوئے تھا نیزہ نے کچھ اثر نہ کیا۔ حضرت خولہ نے دوڑ کر اس کے گھوڑے کے پیروں پر چوب ماری۔ گھوڑا اچھکا۔ بطرس گر گیا۔ اسی وقت ضرار نے گھوڑے سے کود کر اس کے پوتڑ میں نیزہ مارا جو دوسری طرف پار ہو گیا۔ حضرت خالد نے کہا "یہ وہ ضرب ہے جس کا مارنیوالا ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔ بطرس اسی وقت

Marfat.com

کشت و خون ہوگیا

مسلمانوں نے رومیوں پر شدت سے حملہ کیا۔ ایک ہی گرداوہ میں تین ہزار رومی مارے گئے۔ ضرار بن الازور نے تیس رومیوں کو قتل کیا۔ خولہ نے بھی کئی رومیوں کو خیمہ کی چوب سے مار ڈالا۔ عفیرہ بنت عفار اور دوسری عورتیں بھی نہایت دلیری سے لڑیں۔ آخر رومی بھاگ نکلے۔ مسلمانوں نے دمشق تک ان کا تعاقب کرکے انہیں قتل کیا۔ جب رومی قلعہ میں گھس گئے تب مسلمان واپس لوٹے۔ انہوں نے رومیوں کا مال و اسباب جمع کیا اور عورتوں کو ساتھ لیا۔ وہ ابوعبیدہ کی طرف چلے۔

ابوعبیدہ مقام مرج راہط میں جا کر ٹھیر گئے تھے۔ جب حضرت خالد ان کے ساتھی اور عورتیں وہاں پہنچیں تو تمام مسلمان بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے خوش ہو کر تکبیریں بلند کیں۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔

بولص کا قتل

حضرت خالد نے بولص کو اپنے روبرو طلب کرکے کہا "اگر تم اسلام قبول کرو تو تمہیں رہائی مل سکتی ہے۔"

بولص نے دریافت کیا "میرے بھائی بطرس کا کیا ہوا؟"

خالد۔ وہ جنگ میں مارا گیا۔ اس کا سر موجود ہے۔ بولص نے رو کر کہا "بھائی کے بعد زندگی کا لطف نہیں رہا۔ مجھے بھی اس کے پاس پہنچا دو۔"

حضرت خالد کے حکم سے مسیب بن نجبۃ الفرادی نے اس کی گردن ماری اس کے بعد مسلمان اجنادین کی طرف روانہ ہوئے۔

. . . .

اجنادین کی آمد

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد نے شرجیل بن حسنہ معاذ بن جبل۔ یزید بن ابی سفیان اور عمرو بن العاص کے پاس ان کی طلبی کے لئے خطوط بھیجے تھے۔ یہ سب لوگ خط پڑھتے ہی اجنادین کی طرف چل پڑے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام سفینہ نے بیان کیا ہے کہ میں معاذ بن جبل کے ساتھ تھا۔ ہم سب اجنادین کے مقام پر ایک ہی وقت میں پہنچے۔ اور ہمارا پہنچنا ماہ جمادی الاول ۱۲ھ میں ہوا۔

رومی اس مقام پر پہلے سے آکر جمع ہو گئے تھے۔ ان کا ٹڈی دَل لشکر دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے ایک روز تو آرام کیا۔ دوسرے دن خالد بن الولید اور مسلمان سوار ہو کر میدانِ جنگ میں پہنچے اور صف بندی کرنے لگے۔ رومی بھی میدان میں نکل آئے۔ وہ بھی صفیں مرتب کرنے لگے وردان نے رومیوں سے کہا" اے بنی الاصفر! ہرقل اعظم کو تم پر ناز ہے۔ بادشاہ نے تمہاری شجاعت پر بھروسہ کیا۔ اس لڑائی کی ذمہ داری تمہارے سر رکھدی ہے۔ مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ تم بہت زیادہ ہو اگر تم صبر و استقلال سے متفق ہو کر لڑو گے تو ضرور فتحیاب ہو گے۔ صلیب سے مدد چاہو۔ وہ ضرور تمہیں مدد دے گی۔ اور اگر تم نے دوں ہمتی کی اور شکست کھائی تو پھر عیسائیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو جائے گا اور کوئی عیسائی مسلمانوں کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کرے گا۔ مسلمان تمام ملک شام پر قابض ہو جائیں گے۔ تمہاری جاگیریں ضبط کر لیں گے۔ تمہاری

Marfat.com

دولت پر قابض ہو جائیں گے۔ تمہاری عورتوں کو کنیزیں اور تمہارے بچوں کو غلام بنالیں گے۔" اس کی اس تقریر نے رومیوں کے دلوں میں جوش پیدا کر دیا۔

حضرت خالد نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "تم میں سے کون رومیوں کی صحیح تعداد معلوم کر کے لائے گا۔"

حضرت ضرار نے کہا۔ "یہ کام میں کرونگا۔"

حضرت خالد نے کہا۔ "خدا کی قسم یہ کام تم ہی سے ہو گا۔ لیکن تم فریب نفس میں نہ آجانا۔ اپنی شجاعت پر غرور کر کے اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالدینا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ "وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ" یعنے "اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

ضرار نے کہا۔ "میں احتیاط رکھونگا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر رومی لشکر کے قریب پہنچے۔ انہوں نے سواروں۔ پیدلوں۔ جنگی سازوسامان اور خیموں کو دیکھا۔ خیموں کا شہر بسا ہوا تھا۔ سپاہی لوہے میں غرق تھے ہتھیار بہ کثرت تھے۔ نوّے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ ہر جھنڈے کے نیچے ایک ہزار سپاہی تھے اس طرح رومیوں کی تعداد نوّے ہزار تھی۔

ابھی ضرار لشکر کو دیکھ ہی رہے تھے کہ وردان نے انہیں دیکھ لیا۔ اس نے کہا۔ دیکھو یہ کوئی مسلمان جاسوس ہے۔ ممکن ہے رئیس قوم بھی ہو۔ اسے گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔"

تیس رومی سوار ضرار کو گرفتار کرنے چلے۔ جب وہ ضرار کے قریب پہنچے تو وہ اپنا گھوڑا لوٹا کر اس طرح بھاگے جیسے رومیوں سے ڈر گئے ہوں۔ رومی ان کے پیچھے دوڑے۔ کچھ دور چل کر ضرار ایک دم رک کر رومیوں کے

سامنے ہوگئے۔ دراصل اس تدبیر سے وہ رومیوں کو ان کے لشکر سے فاصلہ پر لانا چاہتے تھے۔

ضرار کی بہادری

ضرار نے نیزہ ہاتھ میں لیا۔ اور ایک رومی سوار کے مارا۔ انی اس کے سینہ میں گھس گئی۔ وہ گرا۔ پھر دوسرے پر حملہ کیا اسے بھی کٹے ہوئے درخت کی طرح گرا دیا۔ پھر تیسرے کو مارا۔ غرض اسی طرح انہوں نے انیس سواروں کو مار ڈالا۔

رومی یہ کیفیت دیکھ کر ان کے سامنے سے بھاگ نکلے۔ ضرار نے کچھ دور تک ان کا تعاقب کیا۔ جب رومی لشکر قریب رہ گیا تو لوٹ آئے۔ اور خالد بن ولید سے کہا۔ دشمنوں کی تعداد نوے ہزار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن قسم ہے خدا کی وہ بالکل بھیڑیں ہیں۔ ان کے تیس سواروں نے مجھ پر حملہ کیا تھا۔ میں نے ان میں سے انیس کو مار ڈالا۔ مگر گیارہ کمبخت پھر بھی بچ کر چلے گئے۔"

حضرت خالد نے کہا "کیا میں نے منع نہ کر دیا تھا کہ فریب نفس میں نہ آنا نا لشکر پر حملہ نہ کر بیٹھنا۔"

ضرار۔ آپ کی ملامت کے خوف ہی سے تو میں نے لشکر پر حملہ نہیں کیا۔ ورنہ خدا کی قسم جبتک حملہ کر کے سارے لشکر کو جنبش میں نہ لاتا واپس نہ آتا

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ سفینہ غلام رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت کی ہے کہ جب رومیوں نے صف بندی کی تو میں نے شمار کیا تھا تو تیس صفیں تھیں اور ہر صف میں ایک ہزار آدمی تھے۔

Marfat.com

اسلامی لشکر کی صف بندی

حضرت خالد بن ولید نے لشکر کی صف بندی کی۔ میمنہ۔ میسرہ اور قلب قائم کئے۔ قلب کے دونوں سمت میں دو بازو مقرر کئے۔ میمنہ میں معاذ بن جبل میسرہ میں سعید بن عامر کو۔ داہنے بازو پر نعمان بن مقرن کو بائیں بازو پر شرجیل بن حسنہ کو مقرر کیا اور ساقہ میں یزید بن ابی سفیان کو چار ہزار سواروں کے ساتھ تعینات کر کے ہدایت کی کہ عورتوں اور بچوں کی نگرانی کرتے رہیں۔

لشکر کی ترتیب کے بعد حضرت خالد عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے ان کا کلام سننے کے لئے عورتیں ان کے قریب آ گئیں۔ ان عورتوں میں زیادہ مشہور یہ تھیں۔ خولہ بنت ازور۔ عفیرہ بنت عفار حمیرہ ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ۔ ان کی شادی انہیں دنوں ہوئی تھی۔ ان کے ہاتھوں میں مہندی کا رنگ تھا۔ اور عطر کی خوشبو ان کے کپڑوں میں بسی ہوئی تھی۔ مزروعہ بنت عملوق۔ سلمٰی بنت زارع بن عروہ لبنیٰ بنت سوار اور سلمٰی بنت نعمان اور کئی دوسری عورتیں تھیں۔ ان کی بہادری۔ جرات اور ہمت مشہور تھی۔ حضرت خالد نے سب عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اے اولاد تبابعہ۔ عمالقہ۔ حمیریہ۔ اور سرداران اکاسرہ کی! تمہاری شجاعت و دلیری کی شہرت ہے۔ تم نے اپنے کارناموں سے خدا اور مسلمانوں کو راضی کیا ہے۔ آج تمہارے لئے بہشت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور تمہارے دشمنوں کے لئے دوزخ کی آگ روشن کی گئی ہے۔ اگر رومی تم پر حملہ کریں تو تم ان سے لڑو۔ اور اگر مسلمانوں کو بھاگتے دیکھو تو انہیں

Marfat.com

ردکو۔ ان کی اولاد کو انہیں دکھاؤ اور کہو کہ اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر کہاں بھاگے جاتے ہو۔"

عفیرہ بنت عفار نے کہا۔ "یا امیر! خدا کی قسم ہماری تو یہ خواہش ہے کہ ہم لشکر سے آگے ہو کر رومیوں سے لڑیں۔ یہانتک کہ یا تو ہم سب شہید ہو جائیں یا رومیوں کو مار ڈالیں"۔

حضرت خولہ نے کہا۔ "ہمیں جہاد کی بڑی تمنا ہے۔ ہم کسی سختی کی پرواہ نہیں کرتی ہیں"۔

حضرت خالد نے انہیں دعائے خیر دی۔ اب خالد بن ولید مسلمانوں کی صفوں میں آ گئے۔ وہ مسلمانوں کو لڑائی کی ترغیب دیتے تھے۔ انہوں نے کہا۔ "اے حاملان قرآن وہ ساعت آ گئی جس کی تم خواہش کرتے تھے۔ کفار تمہارے سامنے ہیں۔ جنگ کی آگ روشن ہونیوالی ہے۔ دل کھول کر جہاد کرو۔ تمہارے لئے بہشت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ خدا تمہاری طرف دیکھ رہا ہے۔ تم دین اسلام کے لئے اپنے اہل وعیال کے لئے اور اپنی ناموری کے لئے لڑو۔ اگر تم نے پست ہمتی کی۔ ہزیمت اٹھائی تو تمہارے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے نہ چھپ رہنے کی جگہ ہے۔ اور اگر تم نے دشمنوں کو شکست دی تو ساری دنیا پر تمہاری دھاک بیٹھ جائے گی۔ تم خدا سے اعانت طلب کرو۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ اہل صلیب جس شان اور ساز وسامان سے اسوقت تمہارے سامنے آئے ہیں شاید آئندہ نہ آسکیں۔

" وَاصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ "۔ یعنی مقابلہ میں ثابت رہو۔ ٹھیرے رہو اور مضبوطی کرو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہو شاید رستگاری پاؤ"۔ جب تک میں حملہ کا حکم نہ دوں۔ حملہ نہ کرو۔ اور جب حملہ کرو تو اپنے

Marfat.com

شانوں کو ملالو - تلواروں کو بلند کرو - اور تیروں کو ایک ساتھ اس طرح چلاؤ گویا وہ ایک ہی کمان سے نکلے ہیں۔"

مسلمان ان کی تقریر سنکر بہت خوش ہوئے - وہ جہاد کے لئے مستعد ہو گئے حضرت خالد قلب لشکر میں ٹھیرے - ان کے ساتھ عمرو بن العاص - عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق قیس بن ہبیرۃ المرادی - رافع بن عمیرۃ الطائی - مسیتب بن نجبتہ الفزاری - ذو الکلاع الحمیری - ربیعہ بن عامر اور انہیں کی مثل بہ اور لوگ اور لشکر زحف تھا۔

وردان کا سفیر

وردان صف بندی کرنے کے بعد اپنے لشکر کو لے کر مسلمانوں کی طرف چلا اس کے لشکر کی کثرت نے میدان کو طول و عرض میں بھر لیا تھا - صلیبیں اور جھنڈے دھوپ میں چمک رہے تھے - رومی کلمۂ کفر بلند کرتے چلے آرہے تھے اسلامی لشکر کے قریب آکر یہ ٹڈی دل لشکر رک گیا - مسلمانوں نے خیال کیا کہ کوئی جنگجو رومی میدان جنگ میں نکلے گا - لیکن رومی صفوں میں سے ایک بوڑھا شخص نمودار ہوا - وہ سیاہ لباس پہنے تھا اس کے ساتھ چند گبر اور تھے وہ مسلمانوں کے قریب آکر ٹھیرا اور اس نے عربی زبان میں پکار کر کہا -

"میں تمہارے سردار سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

حضرت خالد گھوڑا بڑھا کر اس کے سامنے گئے - اس نے ان سے دریافت کیا۔ "کیا تم ہی مسلمانوں کے سردار ہو؟"

حضرت خالد نے جواب دیا۔ "ہاں - مسلمان ایسا ہی سمجھتے ہیں - مگر جب تک میں اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر قائم رہوں -

Marfat.com

اگر میں راہِ راست سے ہٹ جاؤں تو میری سرداری ان پر باقی نہ رہے گی۔"

یہ بوڑھا رومی ایک راہب تھا۔ نہایت دانشمند تھا۔ وردان نے اسے سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ اسنے کہا" حضرت مسیح کی قسم تم اسی وجہ سے ہم پر غالب ہو گئے اگر تم اپنے مذہب اور مذہبی طریقہ میں ذرا بھی تغیر و تبدل کر لیتے تو کبھی ہم پر غالب نہ آتے۔ تم ہمارے ان شہروں میں آ گئے ہو جن میں آنے کی کبھی کسی نے جرات نہیں کی۔ اہلِ فارس نے ان شہروں پر حملے کئے مگر نقصان اٹھا کر اور پشیمان ہو کر واپس چلے گئے۔ اپنی مراد کو نہ پہنچے۔ لیکن تم غالب ہو گئے ہو لیکن اس بات کو یاد رکھو کہ غلبہ ہمیشہ نہیں رہتا ہے۔ ہمارا سردار وردان رحمدل آدمی ہے۔ وہ تم پر مہربانی کرنا چاہتا ہے۔ اسنے تمہارے پاس پیام بھیجا ہے کہ اگر تم مع اپنے لشکر کے اپنے ملک کو واپس لوٹ جاؤ تو وہ تمہیں اسطرح انعام دینگے کہ تمہارے ہر سپاہی کو ایک ایک تھان کپڑے کا۔ ایک ایک عمامہ اور ایک ایک دینار۔ اور تمہیں دس تھان۔ دس عمامے اور سو دینار اور تمہارے بادشاہ (خلیفہ) کو سو تھان۔ سو عمامے اور ایک ہزار دینار۔ اس بات کو خوب سمجھ لو کہ اس ملک میں ہماری تعداد چیونٹیوں کی طرح ہے یہ لشکر جو تمہارے سامنے آیا ہے مثل ان لشکروں کے نہیں ہے جنہیں تم نے شکست دے کر بھگا دیا ہے اس لشکر میں نہایت جنگ آزمودہ لوگ ہیں تم اس لشکر کو ہزیمت نہیں دے سکتے۔

حضرت خالدؓ نے کہا" ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے جب تک تم تین باتوں میں سے ایک قبول نہ کرو۔ یا تو مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ دو یا لڑو۔ تمہاری تعداد اگر چیونٹیوں سے بھی زیادہ ہو تو ہمیں اس لئے پرواہ نہیں ہے کہ ہم سے خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس ملک کی فتح کا

Marfat.com

وعدہ فرمایا ہے۔ خدا کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ انشاءاللہ ہم اس ملک کو ضرور فتح کر لیں گے۔ اور جن کپڑوں اور دیناروں کے دینے کا تمہارا سردار وعدہ کرتا ہے وہ خود ہی ہمارے قبضہ میں آجائیں گے"۔

راہب۔ تم اتنا توقف کرو کہ میں اپنے سردار سے تمہاری باتیں بیان کر دوں۔

راہب نے واپس لوٹ کر وردان سے حضرت خالد کی گفتگو بیان کی۔ اس نے کہا "وہ ہمیں بھی ان لوگوں کی مانند سمجھتے ہیں جنہیں وہ شکست دے چکے ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ عظیم روم نے اس لشکر میں دلیرانِ قوم ارساحیہ اروحانیہ۔ ہرقلیہ اور بطارقہ کو بھیجا ہے۔ ہم ایک ہی گرداوہ میں انہیں بیہوش کر کے زمین پر ڈال دیں گے"۔

اس نے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پیدلوں کو آگے کیا۔ تمام سپاہیوں نے کمانیں اور چھوٹے نیزے ہاتھوں میں لے لئے۔

معرکۂ اجنادین

جب رومی اس شان سے بڑھے تو معاذ بن جبل نے بلند آواز سے کہا۔ "مسلمانو! بشارت ہو کہ بہشت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ ملائکہ قریب ہوئے ہیں۔ حوریں زینت کر کے عروس نو بن گئی ہیں۔ جہاد کر کے شہادت حاصل کر لو۔ دائمی زندگی مل جائے گی"۔

حضرت خالد نے کہا "مسلمانو! اپنے کندھے اور گھوڑوں کی باگیں ملا لو اس کی پرواہ نہ کرو کہ دشمن تعداد میں تم سے بہت زیادہ ہے وہ صلیب پرست ہیں۔ صلیب انہیں مدد نہ دے گی۔ تم خدا پرست ہو۔ خدا تمہاری ضرور مدد کرے گا۔ تم لڑائی کو عصر کے وقت تک طول دو۔ اس لئے کہ وہ ایسی

Marfat.com

مبارک ساعت ہے کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوقت اکثر فتح حاصل ہوئی ہے۔ دشمن کو پشت نہ دو کیونکہ یہ خدا کی نافرمانی ہے۔ خدا کا نام لے کر جہاد کرو رومیوں نے تیروں کی باڑھ ماری۔ ان سے کئی مسلمان زخمی ہوگئے کئی شہید ہوگئے۔ حضرت خالد نے لوگوں کو حملہ کرنے سے روکا۔ حضرت ضرار نے کہا۔ یا امیر کس چیز نے باز رکھا ہے آپ کو حملہ کرنے سے اگر ہم نے حملہ نہ کیا تو دشمن سمجھیں گے کہ ہم ڈر گئے۔ اگر لڑائی کو طول دینے کا قصد ہے تو ہم میں سے بھیجو جسکو مناسب سمجھو تاکہ وہ لڑے۔ یا حملہ کرو تاکہ ہم بھی حملہ کریں۔

حضرت خالد نے کہا" اس کام کے لئے تم ہی مناسب ہو۔ پہلے تم ہی حملہ کرو"

ضرار۔ خدا کی قسم اس سے زیادہ مرغوب مجھے کوئی چیز بھی نہیں ہے ÷

ضرار کی جنگ

حضرت ضرار نے پطرس کی زرہ پہنی۔ اور زنجیریں اپنے چہرے پر ڈال لیں گھوڑے پر عرق گیر ہاتھی کے چمڑہ کا ڈالا۔ یہ عرق گیر بھی پطرس ہی کا تھا۔ انہوں نے گھوڑے کو رومیوں کی طرف ڈال دیا۔ اس کی باگ ڈھیلی کر دی۔ تیزہ ہاتھ میں لے لیا اور رومیوں کی بیچ صف میں حملہ کیا۔ رومیوں نے ان پر تیر اور پتھر برسائے۔ مگر انہیں کسی قسم کی ایذا نہیں پہنچی۔ وہ رومیوں پر حملہ کرتے تھے اور ہر حملہ میں کم سے کم ایک رومی کو مار ڈالتے تھے۔

حسان بن عوف نے بیان کیا ہے کہ جب ضرار کسی رومی کو مار ڈالتے تھے تو میں شمار کر لیتا تھا۔ انہوں نے تیس رومیوں کو مار ڈالا۔ رومی ان کی

Marfat.com

معرکہ آرائی نے سخت حیرتناک تھے۔ ضرار نے خود سر سے اتار ڈالا۔ چہرہ سے زرہ کو علیحدہ کر دیا اور رومیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

اے نبی اصفر! میں ضرار بن الازور ہوں۔ میں تمہارا دشمن ہوں۔ تمہارے سردار وردان کے بیٹے حمران کا قاتل ہوں۔ میں تمہارے لئے بلا ہوں خدا کی طرف سے تمہیں مٹانے پر مقرر ہوا ہوں"۔

رومی ضرار کو پہچان گئے۔ وہ ڈر کر پیچھے پلٹے۔ ضرار نے بڑھ کر ان پر حملہ کیا تو وہ ان کے سامنے سے چڑیوں کی طرح اڑ گئے۔ وردان دیکھ رہا تھا اس نے دریافت کیا۔ یہ بدوی کون شخص ہے؟"

اس کے عمائدین میں سے بعض نے کہا۔ "یہ وہی شخص ہے جو کبھی ننگے بدن لڑتا ہے۔ نیزہ سے کبھی زرہ پہنکر تلوار سے لڑتا ہے"

وردان نے انہیں پہچان لیا۔ اس نے ٹھنڈا سانس بھر کر کہا۔ یہی میرے بیٹے کا قاتل ہے۔ میری اولاد کا کم کرنیوالا ہے۔ کوئی ہے جو اس سے میرا بدلہ لے جو کچھ وہ مانگے گا میں دونگا۔

ایک بطریق نے اس کے پاس آ کر کہا۔ "میں تمہارا بدلہ لونگا"۔

وہ گھوڑا دوڑا کر ضرار کے مقابلہ میں آیا۔ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا ضرار نے موقع پا کر اس کے نیزہ مارا۔ نیزہ رومی کی زرہ کو پھاڑتا ہوا اس کے سینہ میں گھس گیا۔ وہ مردہ ہو کر گرا۔

وردان نے افسوس کے لہجہ میں کہا۔ "وہ نہ ضرار کو گرفتار کر کے لایا۔ نہ اس کا سر لایا اگر وہ ضرار کو گرفتار کر کے لاتا مجھے تب بھی یقین نہ آتا۔ ایسا نکر ضرار ایسا آدمی ہی نہیں جو مارا جائے یا گرفتار کر لیا جائے۔ میرے لشکر میں کوئی بھی ایسا بہادر نہیں ہے جو اس کا مقابلہ کرے۔ میں خود اس کا مقابلہ کرونگا"۔

اسنے اول لوہے کی زرہ پہنی - اسپر موتیوں کی زرہ ڈالی - تاج سر پر اوڑھا اور عربی گھوڑے پر سوار ہوا - جب اسنے ضرار کے مقابلہ میں نکلنے کا ارادہ کیا اسی وقت ایک بطریق جو قوم اودھانیہ سے تھا اور جس کا نام اصطفان تھا جو عمان کا حاکم تھا اس کے سامنے آیا - اسنے اسکی رکاب کو بوسہ دے کر کہا۔ "اے سردار! میں تمہارا بدلہ لونگا - یا تو میں اس شریر کو مار ڈالونگا یا گرفتار کر کے تمہارے پاس لے آؤنگا۔"

وردان نے کہا۔ "میں تمہیں منہ مانگا انعام دونگا۔"

اصطفان - میری یہ درخواست ہے کہ آپ اپنی بیٹی سے میرا نکاح کر دیں وردان کی بیٹی نہایت خوبصورت تھی - اصطفان نے اسے دیکھا تھا۔ وہ اسپر فریفتہ ہو گیا تھا - وردان نے کہا۔ "مجھے منظور ہے - جب تو اپنا وعدہ پورا کرے گا - میں اپنا وعدہ پورا کر دونگا - میں اپنے اس وعدہ پر ملک شام اور خاصان بادشاہ کو گواہ کرتا ہوں۔"

اصطفان وردان سے قول و قرار لے کر روانہ ہوا - اور شعلۂ آگ کی طرح لپکتا ہوا ضرار کے سامنے پہنچا - وہ عربی زبان نہیں جانتا تھا - اسنے رومی زبان میں کہا۔ "سختی ہو! تم پر وہ بلا آگئی جس کے دفعیہ کی تم میں طاقت نہیں ہے۔"

ضرار اس کی بات نہیں سمجھے - لیکن یہ سمجھ گئے کہ وہ جنگجو اور دلیر ہے - وہ ہوشیار ہو گئے - اصطفان نے سونے کی صلیب نکالی جس میں چاندی کی زنجیر تھی اسنے اسے اپنے گلے میں ڈال لیا اور بڑے احترام سے اسے چوما حضرت ضرار نے اس سے کہا۔ "تو صلیب کو چومتا اور اس سے مدد چاہتا ہے - میں اپنے پیدا کرنے والے سے اعانت چاہتا ہوں - وہی

وہی سب کی سنتا اور وہی سب کی مدد کرتا ہے۔"

اصطفان نے ضرار پر حملہ کیا۔ ضرار نے اس کا وار روک کر خود بھی اس پر حملہ کیا۔ دونوں جنگ کے ہنر اور لڑائی کی گھاتیں دکھانے لگے۔ جب دونوں کو لڑتے ہوئے کچھ دیر ہوئی تو حضرت خالد نے پکار کر کہا۔ اے ابن ازور! یہ کیا سستی اور غفلت ہے۔ لڑائی کو کیوں طول دے رہے ہو۔ تمہارے دشمن کے لئے آگ روشن کی گئی ہے۔ تم خدا کے سامنے ہو اور وہ تمہیں دیکھ رہا ہے"

ضرار نے جوش میں آکر اصطفان پر حملہ کیا۔ رومیوں نے شور کر کے اصطفان کو ہمت دلائی۔ دونوں سخت لڑائی لڑے۔ یہانتک کہ آفتاب گرم ہو گیا۔ وہ دونوں اور ان کے گھوڑے پسینہ میں تر ہو گئے۔ اصطفان نے اشارہ سے ضرار نے اترنے کا قصد ہی کیا تھا کہ صفوفِ روم سے ایک سوار کوتل گھوڑا لے کر نکلا۔ وہ اصطفان کا غلام تھا۔ اپنے آقا کے لئے گھوڑا لا رہا تھا۔ حضرت ضرار نے دیکھ لیا۔ انہوں نے بلند آواز سے اپنے گھوڑے کو مخاطب کر کے کہا۔ "اے مادہ اسپ! تو ایک گھڑی اور مضبوطی اور چالاکی کر نہیں تو میں تیری شکایت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کرونگا۔"

ان کی اس بات کو اکثر مسلمانوں نے سنا۔ گھوڑا ہنہنایا۔ گویا اس نے حضرت ضرار کا کہنا منظور کر لیا۔ اور بازو کھول کر چلا۔ ضرار غلام کی طرف جھپٹے اور قبل اس کے کہ اصطفان سمجھے انہوں نے غلام کے پاس پہنچکر اس کے نیزہ مارا وہ اوندھے منہ گرا اور مر گیا۔ حضرت ضرار نے کوتل گھوڑا لیا۔ اس پر سوار ہوئے اور اپنے گھوڑے کو مسلمانوں کی طرف ہانک دیا۔ وہ مسلمانوں میں آملا۔

اب حضرت ضرار نے اصطفان کی طرف توجہ کی۔ اصطفان دیکھ چکا تھا کہ کس پھرتی سے انہوں نے اس کے غلام کو مار ڈالا تھا۔ اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔

وردان کی معہ دس آدمیوں کی آمد

وردان بھی یہ سب کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اسنے اپنے مصاحبوں سے کہا۔ "تم نے اس شیطان کو دیکھا اسنے کیا کیا۔ میرے جگر پارہ کو کھا لیا۔ بے شمار رومی بہادروں کو مار ڈالا۔ اگر میں اس کے مقابلہ میں نہ نکلا تو ملوک شام مجھ پر بزدلی کی طعنہ زنی کرینگے۔ میں آج یا تو اسے ضرور مار ڈالونگا یا وہ مجھے مار ڈالے گا۔ تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا۔"

دس بطارقہ نے اس کے ساتھ نکلنے کی رضامندی ظاہر کی۔ اسنے ان سے عہد لیا کہ وہ شکست کھا کر نہ بھاگیں گے۔ ادران کے ساتھ اصطفان کی مدد کو اس شان سے نکلا کہ اس کے گرد وہ دس بطارقہ تھے جن کی بہادری کی ملک شام میں شہرت تھی۔ وہ سب زرہیں پہنے تھے۔ پاؤں میں لوہے کے موزے تھے۔ جوشن بھی لوہے کے تھے اور لوہے کے عمود ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔

اصطفان اپنی زندگی سے ناامید ہو گیا تھا۔ وہ مجبوری محض اپنی جان بچانے کے لئے مقابلہ کر رہا تھا۔ لیکن جب اسنے وردان اور اس کے ساتھیوں کو اپنی مدد کے لئے آتے دیکھا تو شیر ہو گیا۔ اسنے حضرت ضرار سے چلا کر کہا۔ "اب جنگ پر آمادہ ہو۔" انہوں نے بھی وردان اور اس کے ساتھیوں کو آتے ہوئے دیکھا مگر انہیں ہراس نہیں ہوا۔

حضرت خالد کی معہ دس مسلمانوں کی آمد

حضرت خالد نے جب وردان اور اس کے ساتھیوں کو آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا "مسلمانو! یہ کوئی رومی سردار ہے جس کے سر پر تاج ہے۔ ممکن ہے کہیں کا حکمراں بھی ہو۔ اس نے ضرار پر خروج کیا ہے۔ تم بھی میرے ساتھ دس آدمی چلو"۔

چنانچہ دس مسلمان حضرت خالد کے ساتھ ہوئے۔ انہوں نے دشمنوں کی طرف گھوڑے چھوڑ دئے۔ بہت جلد میدان جنگ میں جا پہنچے۔ حضرت خالد نے پکار کر کہا "اے ضرار مژدہ ہو تمہارے لئے مدد آگئی ہے"۔

حضرت ضرار نے کہا "مجھے خدا کی ذات سے یہی امید تھی۔ حضرت خالد نے وردان ان سے لڑنے لگا۔ باقی دس مسلمانوں نے دسوں رومیوں میں سے ایک ایک رومی پر حملہ کر دیا۔ ہر شخص اپنے مد مقابل سے لڑنے لگا۔ اصطفان کے بازو شل ہو گئے تھے اور اس کا گھوڑا تھک کر چور ہو گیا تھا۔ وہ چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ حضرت ضرار نے سمجھ لیا کہ گھوڑا کام کرنے کے قابل نہیں رہا۔ انہوں نے نیزہ سے اصطفان پر وار کیا۔ اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا وہ جلدی سے گھوڑے سے گر پڑا۔ اور اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ ضرار بھی اپنے گھوڑے سے کود پڑے اور اس کے پیچھے بھاگے۔ انہوں نے اس کو جا پکڑا۔ چونکہ اصطفان موٹا تازہ تنومند آدمی تھا اور ضرار دبلے پتلے نحیف الجثہ تھے۔ اس لئے اصطفان کو یہ امید ہوئی کہ وہ انہیں کشتی میں زیر کر لے گا۔ چنانچہ اس نے کشتی شروع کر دی۔ دونوں ایک دوسرے کے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر سینہ کے برابر اونچا اٹھایا اور زمین پر دے ٹپکا۔

Marfat.com

اب اصطفان کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ اسنے چلا کر وردان سے فریاد کی اور کہا "اے سردار! مسیح کے لئے مجھے بچا۔"

وردان حضرت خالد سے لڑائی میں مشغول تھا۔ خود اسے اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا "سختی ہو تجھ پر۔ کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ میں کس بلا میں گرفتار ہوں۔ ایک جن مجھے چمٹا ہوا ہے۔ یہ انسان نہیں۔ درندے ہیں"۔

اس عرصہ میں ضرار اصطفان کے سینہ پر چڑھ گئے۔ وہ خوف و دہشت سے کانپنے لگا۔ ضرار نے تلوار کھینچی۔ اصطفان اونٹ کی طرح چلانے لگا۔ ضرار نے جلدی سے تلوار اس کے حلق پر ماری۔ وہ اس شور سے چیخا کہ دونوں لشکر والوں نے اس کی آواز سنی۔ رومی اس کی مدد کے لئے دوڑے۔ ان کے گھوڑے ہوا سے باتیں کرتے چلے آرہے تھے۔ ضرار نے دیکھا۔ انہوں نے کہا "میں اتنا توقف نہیں کر سکتا کہ مجھے دشمنوں کے گھوڑے روند ڈالیں۔" انہوں نے اصطفان کا سر کاٹ لیا۔ اور اس کے سینے سے اترے۔ وہ خون میں بھر گئے تھے انہوں نے تکبیر کہی۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے بھی تکبیر کہی۔

اسوقت رومی وہاں آگئے جہاں حضرت خالد اور وردان لڑ رہے تھے حضرت خالد نے بڑی جوانمردی سے ان کے حملوں کو روکا۔

خون آشام جنگ

رومیوں کو حملہ کرتے ہوئے دیکھ کر مسلمان بھی جھپٹ پڑے تھے۔ دونوں لشکر ٹکرا گئے۔ ارمنی عیسائیوں نے اس کثرت سے تیر برسائے کہ آفتاب ان کے نیچے چھپ گیا۔ سعید بن عامر بن نفیل نے کہا "مجاہدینِ اسلام! سرفروشی کا

Marfat.com

وقت آگیا۔ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے اس کے فرشتے تمہاری مدد پر آمادہ ہیں۔ دینِ اسلام کی حمایت میں کٹ مرو۔ شہید ہو گے تو دائمی زندگی پاؤ گے۔ جنت کے مستحق ہو جاؤ گے۔ زندہ رہے تو غازی کہلاؤ گے۔ پھر بھی جنت کہیں نہیں گئی"۔

مسلمانوں کا جوش آگیا۔ انہوں نے بڑے استقلال اور بڑی دلیری سے دشمنوں کے سیلاب کو روکا۔ نہایت خونریز جنگ ہونے لگی۔ عصر کے وقت تک لڑائی ہوتی رہی۔ اسوقت دونوں فریق جدا ہوئے اور اپنی اپنی قیام گاہ پر پہنچے۔ اس معرکہ میں بتیس مسلمان شہید ہوئے ان میں بارہ آدمی اکابر قوم سے تھے۔ ان کے نام یہ ہیں سلمہ بن ہشام المخزومی۔ نعمان العدوی۔ ہشام بن العاص السہمی۔ ہبان بن سفیان۔ عبداللہ بن عمر الدوسی۔ ذر بن عوف التمیری راعب بن رہین الخزاعی۔ قادم بن مقدام الزہری۔ ذوالیسار بن خراجتہ التمیمی۔ خزام بن سالم الغنوی۔ سعید بن عاص بن ابی لیلی الکلابی۔ حازم بن بشر السکسکی۔ حبیب بن یسار اخابنی عبداللہ بن عبدالدار۔ مرہف بن واثق الیربوعی۔ محلہ بن حنظلہ الثقفی۔ عدی بن یسار الاسدی۔ مالک بن نعمان الطائی۔ سالم بن طلیحتہ الغفاری۔

رومیوں کے تین ہزار آدمی مارے گئے ان میں دس بادشاہ تھے۔ ان کے نام یہ ہیں مارس بن منافت حاکم عمان۔ مرقس بن لبنا۔ حاکم دیر ایوب مدر بن قالا حاکم جولان۔ لاون بن جبنہ حاکم جبل السواد۔ مزعون بن روبیق حاکم غزہ وعسقلان۔ نجا بن عبدالمسیح حاکم علجول۔ جرفیاس بن جبیر حاکم یافہ وایلہ۔ مرقونس حاکم ارتس بلقا۔ کورک حاکم نابلس ایک بادشاہ عواصم کا حاکم تھا اس کا نام معلوم نہیں ہوا۔

Marfat.com

رومیوں کا تاسف

رات کو اسنے اپنے تمام افسروں۔ مصاحبوں اور اہل الرائے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے کہا " کسقدر افسوس ہے کہ ہماری تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے لیکن پھر ہم مسلمانوں کا کچھ نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ غالب اور ہم مغلوب ہیں۔ ان کی تلواریں کاٹ کرنیوالی اور تمہاری تلواریں کند ہیں ان کے گھوڑے ہانپنے والے ہیں۔ ان کے بازو سخت ہیں اور تمہارے بازو سست ہیں۔ اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ اپنے پروردگار کو دل سے یاد کرتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ گناہوں سے دور بھاگتے ہیں۔ تم اپنے خدا کو یاد نہیں کرتے۔ عبادت نہیں کرتے بلکہ گناہوں میں پھنسے رہتے ہو۔ اسی لئے خدا ان پر مہربان ہے اور تم سے ناخوش ہے۔ اس نے تمہیں جو نعمتیں دی تھیں۔ اب تم سے چھین کر انہیں دے رہا ہے۔ وہ تمہارے شہروں پر۔ تمہاری دولت پر۔ تمہارے ملک پر قبضہ کرتے چلے جاتے ہیں۔ تمہاری خوبصورت عورتوں کو انہوں نے کنیزیں بنا لیا ہے۔ تمہارے ننگ و ناموس کی دھجیاں اڑا دی ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ تم نے اس بے غیرتی کو گوارا کیسے کیا۔ یہ عرب وہ لوگ ہیں بھوکے ننگے اور بھوکے رہتے تھے۔ آپس میں لڑتے تھے۔ ہم نے کسی وقت کبھی انہیں درخور اعتنا نہ سمجھا۔ لیکن آج وہی بھوکے اور رکز و رعب ہمارے ملک پر مسلط ہوتے جاتے ہیں۔ کیا ہمارے لئے یہ شرم و افسوس کی بات نہیں ہے"

اس کی تقریر سنکر اکثر لوگ رونے لگے۔ انہوں نے کف افسوس ملا اور جوش و غصہ میں بھر کر کہا۔ ہم انہیں مٹا دینگے۔ تلواروں سے ان کے خون کی

ندیاں بہادیں گے۔ جو ہوا سو ہوا اب ہم ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے۔ ہم عہد کرتے ہیں کہ مر جائیں گے۔ لیکن فرار کے عار کو گوارا نہ کریں گے"۔

وردان ان کے اس جواب سے بہت خوش ہوا۔ اسنے اپنے مشیروں اور مصاحبوں کی طرف دیکھکر کہا۔ "بادشاہ کے لشکر نے جو کچھ کہا تم نے سنا"۔

اس کے ایک مصاحب نے کہا۔ "سنا۔ لیکن اے سردار ان کی باتوں پر اعتماد نہ کر حقیقت یہ ہے کہ تو اس جنگ میں شریک ہو کر بلا میں مبتلا ہو گیا ہے۔ ایسی بلا میں جس کے دفع کرنے کی تجھ میں طاقت نہیں ہے۔ اس لئے کہ تو ایسی قوم سے جنگ آزما ہوا ہے کہ ان میں کا ایک شخص ہمارے سارے لشکر پر حملہ کر کے تمام فوجوں کو جنبش میں لے آتا ہے اور اسوقت تک نہیں پھرتا جب تک ہمارے کئی آدمیوں کو نہیں مار ڈالتا۔ بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے نبی کے اس قول کا دل سے یقین کر لیا ہے کہ جو مسلمان مارا جائے گا وہ شہید ہو گا اور جنت الفردوس میں داخل ہو گا اور جو غیر مسلم مارا جائے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ ان کے اس عقیدہ نے انہیں موت سے بے نیاز کر دیا ہے۔ وہ زندگی کو برا اور موت کو اچھا سمجھتے ہیں۔ آج تو نے دیکھا کہ ہمارے ہزاروں آدمی مارے گئے اور ان کے چند آدمی کام آئے"۔

وردان۔ یہ درست ہے لیکن پھر آخر کیا کیا جائے۔ صلح پر تو وہ آمادہ نہیں ہوتے۔

مصاحب۔ اس کی صرف ایک تدبیر ہے۔ اگر تم کسی طرح ان کے سردار کو مار ڈالو تو وہ شکست کھا کر بھاگ جائیں گے۔

Marfat.com

وردان۔ لیکن ان کے سردار کو مار ڈالنا کیسے ممکن ہے۔
مصاحب۔ دغا اور فریب سے ممکن ہے۔
وردان۔ تم شاید جانتے نہیں کہ وہ حیلے اور فریب کی تہ تک فوڑا پہنچ جاتے ہیں۔
مصاحب۔ مگر جو حیلہ میں بتاتا ہوں اسمیں تو یقیناً کامیاب ہوگا۔
وردان۔ اگر کوئی فریب ایسا ہو جس میں خدشہ کم اور کامیابی کی پوری امید ہو تو میں اسے کرنے کو تیار رہوں۔
مصاحب۔ میں ایسا حیلہ بتاتا ہوں جس میں خدشہ کی گنجائش ہی نہیں اور کامیابی یقینی ہے۔
وردان۔ بتاؤ۔
مصاحب۔ تم مسلمانوں کے سردار کے پاس پیغام بھیجو کہ فلاں مقام پر جو مقام بھی تم پسند کرو۔ تم آجاؤ۔ میں اور تم تنہا مل کر مصالحت کی گفتگو کرینگے۔ جب وہ منظور کرلے تو رات کو اس مقام کے قریب اپنے دس آدمی چھپالے اور صبح کو تنہا جاکر مصروف گفتگو ہو۔ اثنائے موقع پاکر مسلمانوں کے سردار کی گردن پکڑلے اور اپنے آدمیوں کو آواز دے۔ وہ دوڑ کر تیری مدد کو پہنچ جائیں گے۔ تو اپنے ان آدمیوں کی مدد سے مسلمان سردار کو مار ڈال۔
وردان اس بات کو سنکر نہایت خوش ہوا۔ اسنے کہا "بیشک یہ حیلہ ایسا ہے جو خطرہ سے خالی ہے اور اس میں کامیابی کی پوری امید ہے"۔ اسنے اسوقت لوگوں کو رخصت کردیا اور اگلے روز ایک عیسائی کو طلب کیا جو حمص کا رہنے والا اور اس کا بڑا معتمد تھا۔ اس کا نام داؤد تھا

داؤد عربی خوب جانتا تھا۔ بڑا فصیح البیان اور ہوشیار تھا۔ وردان نے
سے کہا۔ "تو مسلمانوں کے سردار کے پاس جا اور ان سے درخواست کر کہ
لڑائی ملتوی رکھیں اور کل صبح وہ یعنی مسلمانوں کا سردار تنہا اس سامنے
لے ٹیلہ پر آجائے۔ میں بھی تنہا وہاں جاؤں گا اور ادائے جزیہ پر صلح کی
نگو کرونگا۔"

داؤد نے کہا۔ "کیا تم شہنشاہ کی خلاف مرضی کرنا چاہتے ہو؟ کیا تم عربوں سے
گئے ہو۔ تمہارے لئے صلح کرنا مناسب نہیں ہے۔ بادشاہ نے تمہیں
نے کے لئے بھیجا ہے۔ لڑو۔ اور اگر تم صلح ہی کرنا چاہتے ہو تو کسی اور کو
صد بنا کر بھیجو اس لئے کہ اگر میں صلح کا پیغام لے کر گیا اور بادشاہ کو معلوم
و گیا تو وہ مجھے مار ڈالے گا۔ میرے اہل وعیال کو قید کر دے گا اور میری
ولت لوٹ لے گا۔

ردان۔ داؤد! مسلمانوں سے صلح میں بھی ہرگز نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ انہیں
فریب دینے کا قصد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں رات کو اس ٹیلہ کے نیچے
دس بہادروں کو چھپا دونگا۔ صبح کو تنہا مسلمانوں کے سردار سے ملنے جاؤنگا
موقع پاکر اسے اپنے ساتھیوں کی مدد سے قتل کر ڈالونگا۔ پھر تمام مسلمانوں پر
اچانک حملہ کر کے انہیں منتشر کر دونگا۔

اؤد۔ اے سردار! فریبی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا ہے۔ یہ میرا
تجربہ ہے کہ فریب دینے والا ہی نقصان اٹھاتا ہے۔ تمہارے پاس
مسلمانوں سے بہت زیادہ لشکر ہے۔ ان سے بہادری کے ساتھ لڑ کر
انہیں شکست دو۔ فریب دینے کا خیال چھوڑ دو۔

وردان کو غصہ آگیا۔ اسنے جھلا کر کہا۔ مینے تجھے مشورہ کرنے کے لئے نہیں

بلایا ہے۔ بلکہ میرا حکم یہ ہے کہ تو میرا پیغام لے کر مسلمانوں کے پاس جا اور جس طرح بھی ہو ان کے سردار کو ٹیلہ پر تنہا آنے کے لئے آمادہ کر۔ اس صلہ مجھے میں بڑی انعام دونگا اور بادشاہ بھی دے گا۔"

داؤد پیغام لیجانے پر راضی ہو گیا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اور مسلمان لشکر کے قریب جا کر رکا۔

داؤد کا ادائے پیام

داؤد نے پکار کر کہا "اے اہل عرب! تم خونریزی کو پسند کرتے ہو ہم اچھا نہیں سمجھتے۔ میں صلح کا پیام لے کر آیا ہوں۔ اپنے سردار کو بھیجو تاکہ ان سے گفتگو کروں"۔

فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں نے اس کی تمام باتیں نہیں سنیں حضرت خالد نے یہ سمجھا کہ وہ لڑنے کے لئے آیا اور انہیں طلب کرتا ہے چنانچہ وہ لشکر میں سے مثل شعلہ آگ کے نکلے۔ اسوقت وہ زرہ پہنے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ جیسے انہوں نے گھوڑے کے دونوں کانوں کے در رکھ لیا تھا۔

جب وہ اس شان سے گھوڑا دوڑاتے ہوئے داؤد کے قریب پہنچے تو وہ ڈر گیا۔ اسنے ملائمت سے کہا "ٹھیرو اے عربی سردار اپنی جگہ اور روش نرم پر۔ اس لئے کہ میں لڑنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ نہ میں لڑنے والے لوگوں میں سے ہوں۔ میں نیزہ بازی اور شمشیر زنی کو بالکل بھی پسند نہیں کرتا ہوں میں ایک پیام لے کر آیا ہوں۔ تم اپنے نیزہ کو علیحدہ کر لو تاکہ میں تم سے گفتگو کروں"۔

Marfat.com

حضرت خالد نے نیزہ کنوتیوں کے درمیان سے اٹھا کر گوشہ زین میں رکھ لیا۔ اور داؤد کے بالکل قریب جا کر کہا۔ "بیان کر کیا پیام لایا ہے۔ جو بات ہو سچ سچ بیان کرنا۔ کیونکہ سچ کہنے والا نقصان نہیں اٹھاتا ہے اور جھوٹ بولنے والا گڑھے میں گرتا ہے۔"

داؤد۔ سچ کہا۔ تم نے اے عربی برادر! پیغام یہ ہے کہ ہمارا سردار خونریزی کو پسند نہیں کرتا۔ کل لڑائی میں فریقین کے جو آدمی مارے گئے ہیں۔ اس سے اسے سخت رنج پہنچا ہے۔ اسنے تجویز کیا ہے کہ تمہیں مال دے کر خونریزی کو روک دے۔ بشرطیکہ تم ایک دستاویز اس مضمون کی لکھدو کہ ہمارے سردار اور اس کے ساتھیوں سے کوئی تعرض نہ کرو گے۔ جن شہروں پر ہمارے سردار کا قبضہ ہے ان پر چڑھائی نہ کرو گے۔ اس دستاویز پر تمہارے اور تمہاری قوم کے سربرآوردہ لوگوں کے دستخط ہو جائیں۔ ہمارے سردار کی یہ بھی درخواست ہے کہ آج بقیہ دن تک لڑائی موقوف رہے اور تم کل صبح اس ٹیلہ پر جو دونوں لشکروں کے درمیان واقع ہے تنہا پہنچ جاؤ۔ ہمارا سردار بھی وہاں تنہا آجائے گا۔ تم دونوں گفتگو کر کے شرائط صلح طے کر لینا۔ شاید تم دونوں کی کوشش سے لوگوں کا خون بچ جائے۔

یہ سنکر خالد بن ولید سر جھکا کر کچھ دیر تک سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے سر اٹھا کر کہا۔ "اے نصرانی! اگر تیرا سردار واقعی صلح کا خواہشمند ہے تو میں بھی تیار ہوں۔ لیکن اگر وہ کوئی حیلہ یا فریب دینا چاہتا ہے تو خدا کی قسم ہم سے اس کا مکر نہیں چل سکتا ہے۔ وہ ہمیں فریب دے کر پچھتائیگا خدا ہمیں اس کے مکر سے آگاہ کر دے گا۔ پھر اس کی موت یقینی ہے۔"

Marfat.com

وہ ہلاک ہوگا اور اس کا تمام لشکر برباد ہو جائے گا اور اگر وہ واقعی صلح کرنا چاہتا ہے تو ان پر صلح ہو سکتی ہے۔ یا تو وہ اور اس کی قوم مسلمان ہو جائے یا جزیہ دے۔ جزیہ ہر شخص سے ہر سال لیا جایا کرے گا۔ یہ ان کی حفاظت ٹیکس ہوگا۔ اگر ہم ان کے دشمنوں سے ان کی حفاظت نہ کر سکیں گے تو جزیہ نہ لیں گے۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات اسے منظور نہیں ہے تو صلح نہیں ہو سکتی ہے۔"

داؤد۔ جب تم دونوں ایک جگہ جمع ہوں گے ان باتوں کا تب فیصلہ ہو جائے گا۔

خالد۔ اچھا میں کل تنہا آکر تمہارے سردار کی باتیں سنونگا۔

داؤد نصرانی لوٹا۔ اسے خیال ہوا کہ مسلمانوں کی خدا مدد کر رہا ہے عجب نہیں کہ خدا کسی طرح پر وردان کا فریب مسلمانوں پر ظاہر کر دے اور مسلمان اسے مار ڈالیں۔ اس کے لشکر کو تباہ کر دیں۔ اگر ایسا ہوا خود اس کا (یعنی داؤد نصرانی کا) بھی مارا جانا یقینی ہے۔ اس لئے اسنے سوچا کہ سچ بات کہکر مسلمانوں سے اپنے اور اپنے اہل و عیال لئے امان کیوں نہ حاصل کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے خدا کو عبادت و ریاضت سے راضی کر لیا تھا۔ خدا ایسا مہربان ہو گیا تھا کہ رومیوں کے دل کی بات بھی ان سے اگلوا دیتا تھا۔ صادق۔ صدیقی۔ سردھنوی

چنانچہ داؤد نصرانی پھر لوٹا۔ حضرت خالد ابھی تک کھڑے تھے۔ داؤد ان کے پاس آکر کہا۔ "اے سردار! میں سچ بات کہنا چاہتا ہوں۔"

حضرت خالد نے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے کہا۔ "کہو۔"

داؤد۔ حقیقت یہ ہے کہ وردان تمہارے ساتھ فریب کرنا چاہتا ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد اس نے وردان کی تجویز کا سب حال بیان کر دیا ... اور کہا
چونکہ مینے آپ سے سب حال بیان کر دیا ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ مجھے
اور میرے اہل و عیال کو آپ اماں دیں"۔

خالد۔ مینے اس شرط پر امان دی کہ تم اپنے سردار پر یہ ظاہر نہ کرو کہ تم نے
اس کی تجویز سے ہمیں آگاہ کر دیا ہے۔

داؤد۔ اگر میں اس سے یہ بات کہدوں تو وہ مجھے فوراً قتل کر ڈالے۔ اطمینان
رکھیئے میں اس سے یہ بات نہ کہہ سکتا ہوں نہ کہونگا۔

خالد۔ تم نے ٹھیک کہا۔ ہم نے تمہیں اور تمہاری اولاد کو امان دی۔ اب
یہ بتاؤ کہ وردان اپنے ساتھیوں کو کہاں چھپائے گا۔

داؤد۔ اُس ٹیلہ ریگ کے داہنی طرف جو سامنے ہے۔

خالد۔ اچھا جاؤ اور اپنے سردار کو اطمینان دلا دو۔

داؤد رخصت ہو کر وردان کے پاس پہنچا اور اس سے کہا۔
"مسلمانوں کے سردار نے تمہاری باتیں منظور کر لی ہیں۔ وہ کل تنہا تم سے
ملاقات کرنے کے لئے ٹیلہ پر آئیں گے"۔

وردان بہت خوش ہوا۔ اسنے کہا۔ "مجھے صلیب کی برکت سے امید ہے
کہ ہمیں فتح حاصل ہو گی"۔ پھر اسنے ایسے دس آدمی بلائے جو بہت زیادہ
بہادر اور مشہور تھے۔ انہیں ان پر پورا اعتماد تھا۔ اسنے ان سے کہا کہ
رات کے وقت تم خفیہ طور پر احتیاط سے اس ٹیلہ کے داہنی طرف جا کر
چھپ جانا جو دونوں لشکروں کے درمیان میں واقع ہے اور جب میں
تمہیں آواز دوں تو دوڑ کر مسلمانوں کے سردار کو قتل کر ڈالنا۔ یہ انتظام
کر کے وردان مطمئن ہو گیا۔

Marfat.com

خالد بن الولید میدان سے ہنستے ہوئے لوٹے۔ انہیں ابو عبیدہ بن الجراح ملے۔ ابو عبیدہ نے ان سے کہا۔" اے ابا سلیمان! اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے۔ ہنسی کی کیا بات ہے؟"

حضرت خالد نے انہیں تمام قصہ سنایا۔ ابو عبیدہ نے دریافت کیا۔" تمہارا کیا ارادہ ہے؟"

حضرت خالد نے کہا۔" میرا ارادہ تنہا جانے کا ہے"۔

ابو عبیدہ۔ اے ابا سلیمان! اگرچہ خدا کی ذات سے یہ امید ہے کہ تم انہیں سب کو کافی ہو گے۔ لیکن پھر بھی تمہارا تنہا جانا مناسب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ خود ہلاکت میں پڑو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے۔" وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ"۔ یعنی" اور لڑائی کا سرانجام کرو۔ قوت سے اور گھوڑے پالنے سے تاکہ اس سے خدا کے اور تمہارے دشمنوں پر دھاک پڑے"۔ اس نے تمہارے مقابلہ میں دس آدمی مقرر کئے ہیں اور وہ خود گیارھواں ہے۔ تم بھی دس آدمی مقرر کرو۔ انہیں ہدایت کر دو کہ وہ کمینگاہ میں چھپ جائیں۔ جب دشمن خدا اپنے آدمیوں کو پکارے تم بھی اپنے آدمیوں کو پکارو۔ شاید اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس ملعون کا کام تمام کرے۔ اور ہم سب گھوڑوں پر سوار آمادہ و تیار رہیں گے۔ جب تم اپنے کام سے فارغ ہو جاؤ گے تو ہم اچانک رومیوں پر حملہ کر دینگے۔ خدا کی اعانت سے ہم فتح کی امید رکھتے ہیں"۔

خالد۔ خدا کی قسم میں آپ کی رائے کے خلاف نہ کرونگا۔ انہوں نے دس آدمیوں کو بلایا۔ ان کے نام یہ ہے۔ رافع بن عمیرۃ الطائی میسرہ

بن نجبتہ الفزاری ۔ معاذ بن جبل ۔ ضرار بن الازور ۔ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل العدوی ۔ سعید بن عامر بن جریح ۔ آبان بن عثمان بن سعید ۔ قیس بن ہبیرۃ المرادی ۔ زفر بن سعید البیاضی ۔ عدی بن حاتم الطائی ۔

جب یہ لوگ آگئے تو حضرت خالد نے ان سے رومیوں کے فریب کا قصہ بیان کر کے کہا کہ "تم پچھلی رات کو ٹیلہ کے قریب جا کر چھپ جانا اور جب میں آواز دوں تو فوراً نکل کر ایک ایک شخص ایک ایک رومی پر حملہ کر دینا"۔

ضرار نے کہا ۔ "ممکن ہے وردان کی کوئی اور رائے ہو جائے ۔ وہ دس آدمیوں کے بجائے زیادہ آدمی بھیجے اس لئے کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم شروع ہی رات میں چلے جائیں اور اگر موقع پائیں تو دشمنوں کو مار کر چھپ جائیں اور جب وردان آواز دے تو ہم اسکی طرف نکل کر دوڑیں"۔

حضرت خالد نے ہنسکر کہا "تمہاری تجویز نہایت مناسب ہے ۔ میں نے ان لوگوں پر تمہیں سردار مقرر کیا ۔ اگر تم اپنی تجویز میں کامیاب ہو گئے تو بڑی کامیابی ہوگی ۔ اللہ تعالٰے تمہیں کامیاب کرے"۔

ر ۔ اللہ تعالٰے کی ذات سے امید ہے کہ میں اپنے ارادہ میں کامیاب ہونگا ۔

ان لوگوں نے تیاری شروع کی اور تہائی رات گذرنے پر مسلح ہو۔ تلواریں ہاتھوں میں لیں ۔ اور چلے ۔ انہیں حضرت خالد ملے ۔ انہوں نے انہیں سلام کر کے ان سے دعا کی درخواست کی ۔ حضرت خالد نے

دعا کی۔ ضرار اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر لشکر سے نکلے اور ٹیلہ کی طرف بڑھے۔ اسوقت وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

اَلْجِنُّ یَفْزَعُ مِنِّیْ فِی الظَّلَامِ اِذَا | حَصَنْتُ الدَّیَاجِیْ وَلَمْ اُبَالِیْ
مجھ سے اندھیرے میں جن ڈرتا ہے جسوقت | حالانکہ میں بے صبری نہیں کرتا
یَا وَیْحَ مَنْ وَضَعَ الْاَرْضَادَ یَخْدَعُنَا | وَنَحْنُ جُرُوْ تُوْمَتَہُ الْاَمْکَارُ دَالِیْ
اس شخص پر افسوس ہے جسنے ہمیں فریب دینے کو کمینگاہ مقرر کی | حالانکہ ہم مکرو فریب کی جڑ ہیں
رَضِیْتُ اِلٰہِیْ فِیْ جِہَادِ ہِمْ | لَیْسَ الْحَسُوْرُ عَلَی الْاَہْوَالِ ذَالِ
میں ان میں جہاد کر کے اپنے خدا کو راضی کرونگا | دلیر خوف کی جگہ پر نہیں ڈر اکر

جب یہ لوگ ٹیلہ ریگ کے قریب پہنچے تو حضرت ضرار نے ان سے کہا "ٹھیرو تم اپنی جگہ اور روش نرم پر رحمت کرے اللہ تعالےٰ تم پر۔ میں کافر حال معلوم کرنے جاتا ہوں۔" ان کے ساتھی ٹیلہ کے سایہ میں بیٹھ گئے ضرار نے اپنے کپڑے اتار ڈالے۔ تلوار ہاتھ میں لی اور چلے۔ جب وہ پہنچے جہاں ریت کے چھوٹے چھوٹے تودے تھے تو انہوں نے دس رو سوتے ہوئے پایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گذشتہ روز کی لڑائی میں چور ہو گئے تھے اور اسوقت مست و بیخود ہو کر پڑے سو رہے تھے۔

حضرت ضرار نے چاہا کہ تنہا ان پر حملہ کر کے انہیں مار ڈالیں مگر خوف ہوا کہ ان میں کا ایک شخص بھی بیدار و ہوشیار ہو گیا تو وہ دوسرو جگا دیگا۔ اور جاگنے والے شور کر کے معاملہ خراب کر دیں گے۔ چنا واپس لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور ان سے کہا "بشارت تم کو۔ رومی مست و غافل پڑے سو رہے ہیں۔ تم میرے ساتھ چلو انہیں مار ڈالو۔ ہم میں سے ایک آدمی ایک رومی کو خاموشی سے مار

آؤ احتیاط سے چلو۔" تمام مسلمانوں نے اپنی زرہیں اتار کر رکھ دیں اور آہستگی اور احتیاط سے تودوں کے پیچھے جھک جھک کر چلتے ہوئے رومیوں کے پاس پہنچ گئے اگرچہ چاندنی رات نہ تھی پھر بھی ستاروں کی روشنی میں مسلمانوں نے دیکھا کہ ہر رومی کے ہتھیار اس کے سرہانے رکھے ہیں مسلمان خاموشی اور احتیاط سے ایک ہی ساتھ تلواریں ماریں اور ایک ہی ساتھ سب کو مار ڈالا۔

انہیں یہ پہلی فتح حاصل ہوئی۔ انہوں نے اس فتح پر اللہ تعالےٰ کی تعریف کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ وہ مقتول رومیوں سے ذرا فاصلہ پر بیٹھ گئے اور خدا کی حمد و تعریف کرتے رہے۔ یہانتک کہ صبح صادق کے آثار ظاہر ہوئے انہوں نے صبح کی نماز پڑھی اور اپنے کپڑے اتار کر مقتول رومیوں کے کپڑے پہن لئے اور اطمینان سے چھپ کر بیٹھ گئے۔

خالد اور وردان کی ملاقات

حضرت خالد اور تمام مسلمانوں نے صبح کی نماز پڑھی۔ نماز پڑھ کر انہوں نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا جیسے وہ لڑائی پر مستعد ہوں۔ ادھر رومی بھی میدان میں نکلے۔ ان کی صلیبیں چمک رہی تھیں اور جھنڈے لہرا رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد رومیوں کی صفوں سے ایک شخص نکل کر مسلمانوں کے لشکر کے قریب آیا۔ اور پکار کر کہا "مسلمانو! کیا تم نے بدعہدی کی۔ تمہارا وہ اقرار کیا ہوا جو تمہارے سردار نے کل ہمارے سردار سے ملاقات کرنے کا کیا تھا؟"

حضرت خالد نے اس کی طرف بڑھ کر کہا۔ "ہمارا طریقہ غدر اور بیوفائی

کرنے کا نہیں ہے۔

رومی۔ تب تم ہمارے سردار کے پاس چلو۔ دیکھیں کہ تم دونوں کس بات پر متفق ہوتے ہو۔

خالد۔ تو اپنے سردار سے کہدے کہ میں حسب وعدہ آرہا ہوں۔

سوار واپس لوٹ گیا۔ اسنے وردان کو اطلاع دی۔ وردان اس شان سے تیار ہو کر نکلا کہ چاندی کی زرہ پہنے تھا۔ سونے کا تاج اوڑھے تھا۔ گردن بند جڑاؤ اور سر بند جواہر نگار باندھے تھا۔ ہیرے اور جواہرات اس کے تاج اور سر بند میں جگمگا رہے تھے۔ حضرت خالدنے اسے اس حیثیت میں دیکھکر کہا "انشاء اللہ یہ سب سامان مال غنیمت ہے، انہوں نے ابوعبیدہ بن الجراح سے کہا۔ میرا خیال ہے کہ ضرار دشمنوں تک پہنچ گئے۔ جب وقت تم مجھے حملہ کرتے دیکھو معہ تمام مسلمانوں کے خود بھی حملہ کردو"۔ یہ کہکر انہوں نے مسلمانوں سے سلام کہا اور یہ اشعار دعائیہ پڑھتے ہوئے چلے۔ ؎

عَلَيْكَ اِلٰهِيْ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا ۔۔۔ فَاغْفِرْ اِلٰهِيْ اِنْ دَنَا مِنِّي الْاَجَلُ

اے اللہ میں ہر کام میں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں ۔۔۔ اگر میری موت قریب ہی ہے تو اے خدا مجھے بخشدے

وَفِّقْنِيْ اِلٰهِيْ اِلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ ۔۔۔ وَاغْفِرْ اِلٰهِيْ مَا عَمِلْتُ مِنْ زَلَلِ

اے اللہ مجھے نیک کام کی توفیق دے ۔۔۔ اور اے خدا میری لغزش کو معاف کر

وَاقْمَعْ بِسَيْفِي الشِّرْكَ حَتّٰى يَضْمَحِلَّ ۔۔۔ مَا لِيْ سِوَاكَ فِي الْاُمُوْرِ مِنْ كُلِّ

تو میری تلوار سے شرک کو مٹا دے ۔۔۔ مجھے اپنے کاموں میں تجھ پر ہی بھروسہ ہے

وردان بھی سامنے سے آرہا تھا۔ اس نے بھی خالد بن الولید کو دیکھ لیا تھا۔ دونوں قریب قریب ایک ہی وقت میں ٹیلہ کے قریب پہنچے اور سواریوں سے اتر کر ٹیلہ

چڑھے اور آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت خالدؓ نے وردان سے کہا۔ میں تمہاری طلب پر آگیا ہوں۔ اگر تمہارا ارادہ مکر و فریب کا ہے تو سمجھ لو کہ ہم پر تمہارا فریب نہیں چل سکتا اور اگر تم راستی پر ہو تو راستی اختیار کرنے والا زیاں کار نہیں ہوتا

وردان نے کہا۔ "میں خونریزی کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کبھی تم سے اپنے مقتول بندوں کے متعلق سوال کرے گا۔ اگر تم ہم سے دنیا کی کوئی چیز چاہتے ہو تو میں اس کے دینے میں بطور صدقہ اور خیرات کے ہرگز بخل نہ کروں گا۔ کیونکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم مفلس و نادار رہو۔ تمہیں ضروریات زندگی کی ضرورت ہے۔ بولو تم ہم سے کیا چاہتے ہو۔"

حضرت خالدؓ کو وردان کی طعنہ آمیز گفتگو پر غصہ تو بہت آیا۔ مگر انہوں نے ضبط کیا اور کہا۔ "اے نصرانی! بیشک ہم پہلے مفلس و نادار اور کمزور پسماندہ قوم تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی کی اور اب ہمیں تمہارے صدقہ اور خیرات سے بے نیاز کر دیا۔ اور تمہارے ملک۔ تمہاری دولت اور تمہاری عورتوں کو ہم پر حلال کر دیا ہے۔ ہم تم سے دو باتوں میں سے ایک چاہتے ہیں یا تو لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ یعنی سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں" کہو۔ اور اگر اس حقیقت کو نہیں مانتے اور یہ کلمہ پڑھ کر ہمارے بھائی بننا پسند نہیں کرتے تو ہماری حفاظت میں آ جاؤ۔ جزیہ دو جزیہ ہر شخص کی طرف سے ادا کرنا ہوگا۔ اور اگر اس سے بھی انکار ہے تو تلوار حاکم ہے ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کر دیگی۔ لیکن فیصلہ کرنے سے قبل خوب غور سے سن لو کہ ہم تمہیں مثل بھیڑوں اور کتوں کے سمجھتے ہیں۔ ہم میں کا ایک نفر تمہارے ایک ہزار آدمیوں کو کافی ہے۔ تم نے گفتگو مصالحت کی نہیں کی بلکہ طعنہ زنی کی تم یہ سمجھتے کہ میں تنہا ہوں۔ تم مجھے کوئی نقصان پہنچاؤ۔ تو کر دیکھو ہم کی

Marfat.com

تم نے ارادہ کیا ہے میں تمہارے سامنے موجود ہوں اور اگر تو واقعی صلح کے خواہشمند ہو تو گفتگو میں نرمی کرو"۔

وردان نے ان کی بات کا جواب نہیں دیا بلکہ وہ اٹھکر خالد بن الولید کو لپٹ گیا۔ خالد بھی اس سے لپٹ گئے۔ دونوں زور آزمائی کرنے لگے وردان نے اپنی قوم کے لوگوں کو پکارتے ہوئے کہا "دوڑو اے حاملان صلیب! کہ صلیب نے عرب کے سردار کو میرے قابو میں کر دیا ہے"۔

اس کی آواز سنتے ہی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرغان تیز کی طرح دوڑ کر ٹیلہ پر چڑھ گئے۔ اب انہوں نے رومیوں کا لباس اتار کر پھینک دیا۔ ضرار بن الازور ننگے بدن ہو گئے۔ سب کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ ضرار سب سے آگے شیر کی طرح جوش و خروش سے بھاگ رہے تھے۔ وردان نے انہیں دور سے دیکھ کر اپنے ہمراہی سمجھا لیکن جب اس کی نظر ضرار پر گئی اور انہیں تلوار کو ہلاتے دیکھا تو اس کے بدن میں سنسنی پھیل گئی۔ وہ کانپنے لگا۔ اس کے بازو سست ہو گئے۔ اس نے حضرت خالد سے نہایت عاجزی سے کہا "اے سردار! میں تمہارے معبود کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم مجھے اپنے ہاتھ سے مار ڈالو مگر یہ شیطان (ضرار) مجھے نہ مارے۔ اس لئے کہ اس کی صورت دیکھتے ہی مجھ پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے"۔

حضرت خالد نے کہا "مگر تیرے قاتل تو وہی ہیں"۔ ابھی وردان اور خالد میں گفتگو ہی ہو رہی تھی کہ ضرار پہنچ گئے۔ وہ تلوار کو جنبش دیتے آ رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

شَا الْحَرْبِ وَرْدَانُ لِمُحَمَّدٍ ... وَإِنِّي مُسَاحِقٌ عَبَدَةَ الْأَوْثَانِ

میں عنقریب وردان کو اس کے کرتوت کا بدلہ دوں گا ... اور بندگان بتوں کے فریب کو ٹال کر دوں گا

وَارْضِیْ بِذَالِکَ الْمَلِکَ الْمَنَّانْ اَطْلُبُ بِذَالِکَ الْعَفْوَ وَالْغُفْرَانْ
میں اس کام سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرونگا اور میں اس سے عفو اور بخشش طلب کرونگا

ضرار نے وردان کے پاس پہنچکر کہا "اے دشمن خدا! تیرا فریب کہاں گیا۔ تیرا مکر تجھ پر ہی پڑا۔"

یہ کہکر انہوں نے تلوار کو چمکایا اور وردان کو مار ڈالنے کا قصد کیا۔ حضرت خالد نے انہیں روک کر کہا۔ اے ابن الزور! صبر کرو۔ جبتک میں حکم نہ دوں اسے قتل نہ کرو۔"

ضرار رک گئے اس عرصہ میں ان کے ساتھی بھی تلواریں ہلاتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔

وردان کا قتل

حضرت خالد نے ضرار کے ساتھیوں کو بھی ہدایت کی کہ وہ بھی صبر کریں وردان خوف و دہشت سے سپید ہوگیا۔ وہ زمین پر گر پڑا اور امان امان چلانے لگا۔ حضرت خالد نے کہا۔ "امان اس شخص کو دیجاتی ہے جو امان کا مستحق ہو تو نے بہ ظاہر طریقہ سلامت روی اور مصالحت کا اختیار کیا لیکن باطن میں مکر و فریب سے کام لینا چاہا۔ حالانکہ نہیں جانتا۔ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔" یعنی "اللہ بہتر تدبیر کرنیوالا ہے۔"

ضرار بن الازور نے اتنا ہی کلام سنا تھا۔ ان سے صبر نہ ہو سکا۔ انہوں نے اس کی شہ رگ پر ایسی تلوار ماری کہ اس کا سر اڑ گیا۔ انہوں نے جھپٹ کر اس کا تاج لے لیا۔ حضرت خالد نے کہا۔ رومی تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں۔ ابھی وہ معاملہ کی نوعیت نہیں سمجھے۔ جس وقت سمجھیں گے فوراً حملہ

Marfat.com

کر دیں گے۔ مناسب یہ ہے کہ وردان کا سر نیزہ پر چڑھا کر رومیوں کی طرف چلو۔ اور ان کے قریب پہنچ کر نعرۂ تکبیر بلند کر کے حملہ کر دو۔ اس سے آدمی حیرت و تذبذب میں پڑ جائیں گے۔"

مسلمانوں نے ان رومیوں کی زرہیں پہن لیں جنہیں انہوں نے رات کے وقت قتل کیا۔ اور ٹیلہ سے نیچے اترے۔ گھوڑوں پر سوار ہوئے اور رومیوں کی طرف چلے۔ وردان کا سر حضرت خالد نے نوکِ شمشیر پر لٹکا لیا۔

جب رومیوں نے انہیں دور سے آتے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ رومی مسلمانوں کے سردار کا سر تلوار کی نوک پر اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ وہ قومی نعرے لگانے اور تالیاں بجانے لگے۔ قسوں اور راہبوں نے صلیبوں کو اونچا کر لیا۔ علمبرداروں نے جھنڈوں کے پھریرے اڑا دیئے گھنٹے بجائے جانے لگے۔ مسلمانوں نے ان کے شور کو سنا اور خوشی و مسرت کی حرکتوں کو دیکھا۔ وہ سمجھے شاید حضرت خالد کسی مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ مسلمانوں کو بڑا قلق ہوا۔ ان میں سے اکثر دعائیں مانگنے لگے۔

دفعتہً حضرت خالد اور ان کے ساتھی رومیوں کے قریب پہنچے۔ حضرت خالد نے پکار کر کہا "رومیوں! خوش ہو چکے اب غم کرو۔ یہ سر تمہارے سردار وردان کا ہے۔ لو پہچانو۔"

یہ کہکر انہوں نے سر رومیوں کی طرف پھینکا۔ عیسائیوں کی ساری خوشی کافور ہو گئی۔ انہوں نے ٹھنڈی سانسیں بھرنی شروع کیں۔ صلیبیں نیچی ہو گئیں جھنڈے سرنگوں ہو گئے۔ خالد بن الولید ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا صحابی ہوں۔ میں شیرِ عرب ہوں۔ تمہارا قتل کنندہ ہوں۔"

Marfat.com

یہ کہتے ہی انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے حملہ کر دیا۔ ان کے ساتھیوں نے بھی اللہ اکبر کا پُر زور نعرہ لگا کر نہایت سختی سے حملہ کیا۔ مسلمانوں نے ان نعروں کی آوازوں کو سنا۔ ان کا غم خوشی سے بدل گیا۔ انہوں نے مل کر اس زور سے نعرۂ اللہ اکبر لگایا کہ میدان اور ریگستان سب گونج اٹھے۔ ریت کے ذرّوں۔ درختوں کی شاخوں اور دوسری چیزوں نے اس مبارک نعرہ کی تکرار کی آواز بازگشت پیدا ہوئی۔ ساتھ ہی مسلمانوں نے گھوڑوں کی باگیں رومیوں کی طرف اٹھا دیں اور ان کے لشکر میں پہنچکر اس شدت سے حملہ کیا کہ رومیوں کی تمام صفیں لرز گئیں۔ مسلمان رومی صفوں میں گھس گئے اور تلواروں سے رومیوں کو قتل کر کر کے اس طرح گرانے لگے جس طرح درخت کاٹنے والے درخت کاٹ کاٹ کر گراتے ہیں

اجنادین میں رومیوں کو زبردست ہزیمت

رومی بھی اپنی جانیں بچانیکے لئے بڑی سختی سے لڑنے لگے گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ جگہ جگہ کشتوں کے انبار لگ گئے لہو پانی کی طرح بہنے لگا۔ مسلمانوں اور رومیوں کے گھوڑوں کے سموں سے غبار ایسا تیرہ و تار بلند ہوا کہ رومی یگانوں اور بیگانوں میں تمیز نہ کر سکے۔ آپس ہی میں لڑنے لگے۔ عصر کے وقت تک نہایت خونریز جنگ ہوتی رہی۔ آخر رومیوں کو ہزیمت ہوئی اور وہ اپنے سپاہیوں کی پچاس ہزار لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ مسلمانوں نے دُور کے راستہ تک ان کا تعاقب کر کے انہیں قتل کیا۔

ابھی مسلمان رومیوں کے قتل میں مصروف بھی تھے کہ انہوں نے ایک غبار

Marfat.com

دیکھا۔ وہ سمجھے ہرقل اعظم نے رومیوں کی مدد کے لئے اور لشکر بھیجا ہے۔ وہ اس کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے۔ غبار کے ہٹتے ہی اسلامی لشکر نمودار ہوا۔ یہ وہ لشکر تھا جسے حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول نے نوے ہزار رومیوں کی لشکر کشی کا حال معلوم کر کے مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا تھا ان مسلمانوں نے بھی آتے ہی رومیونکو قتل کرنا شروع کر دیا۔

رومی نہایت بدحواس ہو کر مختلف راستوں کی طرف بھاگے۔ بعض قیساریہ کی طرف ہو لئے۔ بعض دمشق کی طرف اور بعض کسی اور طرف۔ غرض جس گروہ کا جس طرف منہ اٹھا بھاگ نکلا۔

مسلمان ان کے تعاقب سے واپس لوٹ آئے انہوں نے رومیوں کے کیمپ پر قبضہ کر لیا۔ بے شمار خیمے۔ ہتھیار۔ صلیبیں۔ سونے چاندی کے برتن اور زنجیریں ریشمیں کپڑے اور دوسری قیمتی چیزیں ہاتھ آئیں۔ حضرت خالدؓ نے اس تمام سامان کو محفوظ کر دیا اور کہا دمشق کی فتح کے بعد تقسیم کیا جائے گا۔ اجنادین کی یہ زبردست فتح مسلمانوں کو اٹھائیس جمادی الاول ۱۲ھ کو حاصل ہوئی۔

حضرت خالد نے اس عظیم الشان فتح کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق کو اس مضمون کا خط لکھا۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" یعنی شروع ہے اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

یہ خط خالد بن الولید کی طرف سے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہے۔ سلامتی ہو تم پر میں اس خدا کی تعریف کرتا ہوں اس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور خدا کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں میں خدا کی مزید تعریف اور اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مسلمانوں کو سلامت رکھا اور مشرکوں کو ہلاک کیا۔

Marfat.com

میں اجنادین میں حمص کے حاکم وردان سے ملاقی ہوا۔ وہ نوّے ہزار لشکر لے کر آیا تھا۔ اس کے ساتھی اسبابت کی قسم کھا کر آئے تھے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں سے نہ بھاگیں گے۔ انہوں نے صلیبوں کو بلند کیا تھا۔ ہم نے اللہ تعالےٰ پر بھروسہ کر کے ان پر حملہ کیا۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیں صبر دیا۔ ہماری مدد کی۔ ہم غالب ہوئے دشمن مقہور ہوا۔ ہم نے دشمنانِ خدا کو میدانوں راستوں اور گھاٹیوں میں قتل کیا۔ اس معرکہ میں پچاس ہزار رومی مارے گئے۔ چار سو پچہتر مسلمان شہید ہوئے تم پر اور سب مسلمانوں پر سلامتی ہو۔

دوسری جمادی الآخر سنہ ۱۲ ہ

حضرت خالد نے یہ خط عبدالرحمٰن بن حمید الحجی کو دے کر ہدایت کی کہ ابھی روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ اسی وقت مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ حضرت خالد معہ مسلمانوں کے دمشق کی طرف روانہ ہو گئے +

جوشِ جہاد

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے ساتھ روزانہ ملک شام کے راستہ پر مسلمانوں کی خبر معلوم کرنے کے لئے جاتے تھے۔ ایک روز جب وہ شام کے راستہ میں تھے عبدالرحمٰن بن حمید الحجی وہاں پہنچے۔ صحابہ نے ان سے دریافت کیا۔ "تم کہاں سے آرہے ہو"۔ انہوں نے جواب دیا۔ ملک شام سے عظیم الشان فتح کی خوشخبری لیکر آیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق یہ سنتے ہی پروردگار عالم کا شکر ادا کرنیکے لئے سجدہ میں گر گئے۔

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن حمید الجمی نے ان کے پاس آکر عرض کیا۔ یا خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سجدہ سے سر اٹھائیے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور عطا کیا۔"

حضرت ابوبکر نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ ان کی پیشانی پر خاک کا ٹیکہ لگ گیا تھا۔ جو ان کی نورانی پیشانی پر ستارہ کی طرح چمک رہا تھا۔ عبدالرحمٰن بن حمید الجمی نے حضرت خالد کا خط انہیں دیا۔ انہوں نے آہستہ آہستہ اسے پڑھا جوں جوں وہ پڑھتے جاتے تھے ان کے چہرہ چمکتا جاتا تھا۔ انہوں نے خود پڑھ کر لوگوں کو بلند آواز سے پڑھ کر سنایا اور وہاں سے مدینہ منورہ میں لوٹ آئے

جوں ہی مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ملک شام سے قاصد آیا ہے اور عظیم فتح کی خوشخبری لایا ہے۔ مسلمانوں کا جم غفیر مسجد میں ٹوٹ پڑا۔ خلیفۂ اول نے تمام مسلمانوں کو بلند آواز سے خط پڑھ کر سنایا۔ مسلمانوں نے پرشور آواز سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔

مدینہ کے مسلمانوں میں مسرت کی لہر دوڑ ائی۔ ان میں جوش جہاد پیدا ہو گیا وہ بھی ملک شام میں جانے کی تیاری کرنے لگے۔ جب اس فتح کی خبر مدینہ سے نکل کر عرب کے دوسرے شہروں میں پہنچی تو وہاں کے مسلمانوں میں جہاد کا جوش ایسا پیدا ہوا کہ وہ بھی لڑائی کی تیاری کرنے لگے۔ سب سے پہلے اہل مکہ تیار ہو کر چلے۔ حضرت ابوسفیان بن صخر بن حرب اور عیداق مجاہدین اسلام کے ساتھ مدینہ منورہ میں آئے تاکہ حضرت ابوبکر صدیق سے اجازت لے کر ملک شام میں جہاد کرنے کے لئے جائیں۔

لیکن حضرت عمر فاروق کو یہ مناسب نہیں معلوم ہوا کہ انہیں ملک شام میں جا کر جہاد کرنے کی اجازت دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے

Marfat.com

کہا "یہ اہلِ مکہ مسلمان ضرور ہو گئے ہیں۔ لیکن ابھی تک ان کے دل صاف نہیں ہوئے ہیں۔ ابھی تک انہیں کفر کا مرض لاحق ہے۔ وہ اپنے نسب پر غرور کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے مقابلہ میں کفر کی حمایت کی۔ انہوں نے اسوقت اسلام قبول کیا جب ان کے لئے کوئی چارہ باقی نہ رہ گیا سچ یہ ہے کہ وہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہوئے۔ اب جبکہ انہوں نے سنا کہ مسلمانوں نے رومیوں پر فتح پائی تو جہاد کی نیت سے اس لئے آئے ہیں تاکہ مسلمانان سابقین۔ مہاجرین اور انصار کے برابر ہو جائیں۔ مناسب یہ ہے کہ تم انہیں ملک شام میں نہ بھیجو۔"

حضرت ابو بکر صدیق نے کہا "اطمینان رکھو۔ میں کوئی کام تمہاری مرضی کے خلاف نہ کروں گا۔"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰے کی یہ گفتگو مکہ والوں کو بھی معلوم ہو گئی۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں مسجد نبوی میں حاضر ہوئے۔ اسوقت خلیفہ اول کے بائیں طرف حضرت عمر فاروق اور دائیں طرف حضرت علی کرم اللہ تعالٰے وجہ اور اردگرد اور مسلمان بیٹھے تھے۔ اجنادین کی فتح کا ذکر ہو رہا تھا حضرت ابوسفیان بن صخر بن حرب نے حضرت عمر فاروق سے مخاطب ہو کر کہا "اے ابن خطاب! یہ سچ ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ہم تمہارے مخالف تھے۔ ہم بتوں کو پوجتے تھے اور تم خدا کو۔ ہم اللہ کے نور اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے تھے لیکن نہ بجھا سکے۔ یہ بھی سچ ہے کہ ہم نے ناسمجھی سے کفر کی حمایت کی۔ تم سے لڑے۔ لیکن آخر خدا نے ہمیں ہدایت دی۔ ہم نے باطل پرستی چھوڑ دی بتوں کو توڑ ڈالا۔ مسلمان ہو گئے۔ یہ غلط ہے کہ ہم تلوار کے خوف سے مسلمان ہوئے ہم عرب ہیں۔ خوفزدہ ہونا نہیں جانتے۔ مر جاتے مگر تلوار سے ڈر کر ہرگز

مسلمان نہ ہوتے ۔ دراصل ہمیں خدا نے ہدایت دی ہم بغیر کسی خوف کے مسلمان ہوئے ۔ مسلمان ہونے سے اب ہم تمہارے بھائی ہو گئے ہیں ۔ نسب میں ہم اور تم ایک باپ کی اولاد ہیں لیکن افسوس ہے تم اب بھی ہم سے عداوت رکھتے ہو ہمیں اسبات کا اعتراف ہے کہ ہم تمہارے ساتھ شروع ہی میں ایمان نہ لائے ہم تمہارے برابر نہیں ہو سکتے ۔ لیکن جہاد کے ثواب سے ہمیں کیوں محروم رکھتے ہو"

یہ گفتگو سنکر حضرت عمر فاروق کو اسقدر ندامت ہوئی کہ انہیں پسند آگیا انہوں نے کہا ۔" خدا کی قسم میرے دل میں تمہاری طرف سے عداوت یا کینہ نہیں ہے ۔ البتہ میرا خیال یہ ضرور ہے کہ تم اولون السابقون کے برابر نہیں ہو ۔ تم اب بھی اپنے نسب پر فخر کرتے ہو ۔ حالانکہ اسلام نے نسبی امتیاز مٹا دیا ہے ۔ غلام اور آقا کو ایک کر دیا ہے ۔

ابوسفیان ۔ ہم میں یہ بیماری تھی لیکن ہم اسے دور کر چکے ہیں ۔ میں تمہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنی جان کو راہِ خدا میں ہبہ اور اپنی ذات کو راہِ خدا میں قید کر دیا ہے ۔ میں حصول ثواب کے لئے جہاد کرنا چاہتا ہوں ۔

اور رؤسائے مکہ نے بھی یہی بات کہی ۔ حضرت عمر فاروق ان کی باتوں سے خوش ہو گئے ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان کے لئے دعا مانگی ۔" اے اللہ ان لوگوں کو بہتر صلہ دے ۔ انہیں جزائے نیک دے ان کے دشمنوں کو مغلوب و مقہور کر"

ابھی اہل مکہ کو آئے کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے تھے ۔ کہ یمن سے ایک جماعت کثیر آئی اس جماعت کے سردار عمرو بن معدی کرب الزبیدی تھے ۔ ان کے ساتھ عورتیں اور بچے بھی تھے ۔ ان کے بعد مالک اشتر نخعی آئے ۔ وہ حف

علی کے پاس آکر مقیم ہوئے۔ چند ہی روز میں سات ہزار مسلمان جمع ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت خالد کو اس مضمون کا خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط ہے ابوبکر صدیق خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خالد بن الولید مخزومی اور ان کے ساتھی مسلمانوں کے نام:۔

میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں پرہیزگاری کی ہدایت کرتا ہوں۔ اور مسلمانوں کے ساتھ نرمی کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ نیز یہ بھی حکم دیتا ہوں کہ تم مسلمانوں سے مشورہ کر لیا کرو۔ میں اور تمام مسلمان فتح کی خوشخبری سنکر خوش ہوئے۔

اللہ تعالےٰ نے تمہاری مدد کر کے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ تم چلو ملک شام کے انتہائی کنارہ تک یہانتک کہ اللہ تعالےٰ اپنا حکم نازل کرے۔ اور تمہیں فتح عطا فرمائے۔ وہاں سے حمص اور معرات میں جاؤ۔ پھر انطاکیہ پر یورش کرو۔ تم پر اور سارے مسلمانوں پر اللہ کی سلامتی ہو اور اسکی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ میں تمہارے پاس مکہ کے دلیروں اور عرب کے بہادروں کو بھیج رہا ہوں ان میں ابوسفیان بن صخر عمرو بن معدی کرب اور مالک اشتر بھی ہیں۔ جب تم قوری انطاکیہ میں پہنچکر پہاڑوں پر اترو اور تم سے ہرقل اعظم ملاقی ہو کیونکہ وہ وہیں ہے۔ اگر وہ تم سے لڑے تو تم اس سے لڑو۔ اگر وہ صلح کرے تو تم صلح کر لو۔ اور تم پہاڑوں کے اندر اسوقت تک داخل نہ ہونا جبتک مجھ سے اجازت نہ لے لو۔ میں جانتا ہوں کہ بادشاہ (ہرقل اعظم) کی

موت قریب آئی ہے۔ "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْتِ" یعنی ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔"

اس خط پر خلیفہ اول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر کی اور عبدالرحمن بن حمید الجمی کو دے کر کہا۔ تم ہی خط لائے تھے۔ تم ہی جواب لیجاؤ۔ عبدالرحمن اونٹنی پر سوار ہو کر ملک شام کی طرف چلے۔

عبدالرحمن بن حمید الجمی کو مدینہ منورہ روانہ کرتے ہی حضرت خالدنے مع مسلمانوں کے دمشق کی جانب کوچ کیا تھا۔ اجنادین سے جو عیسائی شکست کھاکے دمشق میں پہنچے تھے انھوں نے وردان کی ہزیمت اور مسلمانوں کی فتح کا حال دمشق کے گبروں کو سنا دیا تھا۔ دمشق اور نواح دمشق کے لوگ گھبرا گئے تھے۔ دیہات اور بستیوں سے لوگ بھاگ بھاگ کر دمشق میں آ آ کر پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ رومیوں نے جنگی سامان زیادہ تعداد میں جمع کر لیا تھا۔ نیزے۔ تلواریں۔ قنطاریات (کاردو دو شاخہ یعنی کچھوا) طوارق[1] اور عروات[2] کثیر تعداد میں فراہم کئے تھے۔

دمشق کا محاصرہ

جب مسلمان دمشق کے سامنے پہنچے اور مسلمانوں کی کثرت نے میدان کو بھر لیا تو رومیوں کو اپنی ہلاکت اور دمشق کے مفتوح ہو جانے کا یقین ہو گیا۔ حضرت خالد نے دیر خالد میں قیام کیا یہ دیر دمشق سے آدھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ انھوں نے

---

[1] طوارق جمع طارقہ کی ہے اس کے معنی سپر یعنی ڈھال کے ہیں۔

[2] عروات جمع عرادہ کی ہے اس کے معنی منجنیق کے ہیں۔ (صادق۔ صدیقی۔ سردھنوی)

Marfat.com

ہمرائے لشکر کو بلا کر کہا۔ ہمیں دمشق کا محاصرہ کر لینا چاہئے۔ انہوں نے ہماری واپسی کے وقت جو کچھ کیا تھا وہ سب کو معلوم ہے۔ یا امین الامتہ! تم باب جابیہ پر جا کر اترو لیکن دروازہ سے ذرا فاصلہ پر۔ تم اپنے ہمراہیوں کو روزانہ اس دروازہ کو ذرا فاصلہ پر۔ تم اپنے ہمراہیوں کو روزانہ اس دروازہ کو فتح کرنے کے لئے بھیجو۔ لیکن اپنے لشکر کے کئی حصے کر لو اور ہر حصہ کو باری باری سے بھیجتے رہو طولِ محاصرہ سے دل تنگ نہ ہو جانا۔ رومیوں کے فریب میں نہ آجانا۔ جوانمردی سے اپنے مقام پر ٹھہرے رہنا۔"

حضرت ابوعبیدہ نے کہا۔ "میں انشاءاللہ ایسا ہی کرونگا۔"

چنانچہ وہ چوتھائی لشکر لے کر باب جابیہ پر پہنچے ان کے لئے دروازہ سے ذرا فاصلہ پر ایک خیمہ طائفی چمڑہ کا کھڑا کر دیا گیا۔

واقدی رحمت اللہ نے روایت کی ہے کہ حجاز انصاری نے اپنے دادا سے یہ دریافت کیا کہ تم ابوعبیدہ کے ساتھ لڑائی میں موجود تھے مسلمانوں کے پاس ہزاروں وہ شاندار خیمے تھے جو انہوں نے اجنادین۔ بُصریٰ اور دوسرے مقامات سے رومیوں سے حاصل کئے تھے۔ پھر حضرت ابوعبیدہ کے لئے ان خیموں میں سے کوئی خیمہ کیوں نہیں کھڑا کیا گیا۔" ان کے دادا نے جواب دیا۔ اس لئے کہ مسلمان دنیا کی زینت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ وہ ثواب کی امید میں طلب آخرت کے لئے لڑتے تھے۔ راحت و آرام نہیں کرتے تھے۔ وہ اس لئے جہاد کرتے تھے کہ انہیں شہادت کی تمنا تھی۔ اگرچہ مسلمانوں کے ہاتھ مالِ غنیمت میں بے شمار زرہیں آگئی تھیں۔ لیکن بہت کم لوگ ان زرہوں کو استعمال کرتے تھے۔ بعض مسلمانوں کے پاس خرمے کی گٹھلیوں کی زرہیں تھیں۔ یہ اس طرح تیار کیجاتی تھیں کہ گٹھلیوں میں سوراخ کر کے موٹی ڈوروں سے باندھ دیا جاتا تھا۔

Marfat.com

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب ابوعبیدہ باب جابیہ پر جا اترے تو حضرت خالد نے یزید بن ابوسفیان کو باب الصغیر پر۔ شرجیل بن حسنہ کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باب توما پر۔ عمرو بن العاص بن وائل سہمی کو باب الفرادس پر۔ قیس بن ہبیرۃ المرادی کو باب کیسان پر روانہ کیا اور خود باب شرقی پر اترے۔ دمشق کا ایک دروازہ ایسا رہا جس پر مسلمان نہیں اترے اس دروازہ کا نام باب مرقش تھا۔ وہ بند رہتا تھا۔ چونکہ اس دروازہ پر لڑائی نہیں تھی اس لئے عربوں نے اس کا نام باب السلامۃ رکھدیا تھا۔

حضرت خالد نے ضرار بن الازور کو دو ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ "تمہیں لشکر کا طلیعہ مقرر کیا جاتا ہے۔ تمام شہر کے گرد پھرتے رہو۔ جس طرف کے مسلمانوں کو مدد کی ضرورت سمجھو ان کی مدد کرو۔ اگر جاسوسوں کو دیکھو تو انہیں گرفتار کر کے میرے پاس بھیجو۔"

ضرار بن الازور کچھ اداس سے ہو گئے۔ انہوں نے کہا "یوں آپ کی اطاعت مجھے منظور ہے۔ لیکن مجھے اسباب کا افسوس ہوگا کہ اور مسلمان تو لڑتے ہونگے اور میں شہر کی گشت کرتا ہونگا۔ یہ بات میری طبیعت کے خلاف ہے مجھے بھی کسی مورچہ پر ڈٹا دیجئے۔"

خالد۔ "تمہیں لڑائی سے نہیں روکا جاتا ہے بلکہ تمہارے ذمہ تمام دروازوں کی نگہداشت ہے۔ جس دروازہ پر مناسب سمجھو حملہ کر دو۔ اور اپنی قدرت و طاقت کے موافق لڑو۔" وہ اپنے ہمراہیوں کو لے کر گشت کے لئے روانہ ہو گئے۔

حضرت خالد نے دروازہ شرقی سے شہر پر یورش کی۔ رومی پہلے ہی سے تیار تھے انہوں نے تیروں۔ پتھروں اور ڈھیلوں سے مقابلہ کیا۔ مسلمانوں نے

Marfat.com

بھی تیرافگنی کی۔ اس حملہ سے فریقین کے کچھ آدمی زخمی ہوگئے۔ عین اسوقت عبدالرحمن بن حمید الجمحی حضرت ابوبکر صدیق کا خط لے کر پہنچے۔ حضرت خالد خط پڑھ کر خوش ہوئے۔ بقیہ تمام دن مسلمان لڑتے رہے۔ رات کو واپس لوٹے۔

حضرت خالد نے اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے خلیفہ اول کا خط پڑھ کر انہیں سنایا مسلمان بہت خوش ہوئے۔ انہیں ابوسفیان بن صخر بن حرب۔ عمرو بن معدی کرب الزبیدی اور مالک اشتر کے آنے سے بڑی مسرت ہوئی۔

پھر حضرت خالد نے حضرت ابوبکر صدیق کا خط ہر دروازہ پر بھیجا تاکہ ہر دروازہ کے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا جائے۔ چنانچہ تمام دروازوں پر یہ خط بلند آواز سے پڑھ کر سنایا گیا اور ہر دروازہ کے مسلمان نہایت خوش ہوئے۔

ضرار رات کے وقت بھی گشت کرتے رہتے تھے تاکہ رومی غفلت کی حالت میں شہر سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ نہ کر دیں۔ رات کو ہر دروازہ کے مسلمان پرشور آواز سے تکبیریں کہتے رہتے تھے۔ رومی بھی گھنٹے بجاتے۔ کلماتِ کفر کہہ کر شور کرتے اور ساری رات فصیل پر مشعلیں روشن کئے گھومتے رہتے۔

اہلِ دمشق کا توما سے مشورہ کرنا

دمشق کے امرا۔ رؤسا اور دانشمندوں نے جمع ہو کر کہا۔ کہ مسلمانوں سے جنگ کر کے ہم فلاح کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ہم میں ان کے مقابلہ کی طاقت ہی نہیں ہے۔ ہمارا جسقدر لشکر اجنادین میں جمع ہوا تھا اور اس لشکر میں جتنے بہادر اور دلیر لوگ تھے ہمارے شہر میں نہ اتنے سپاہی ہیں۔ نہ ایسے شجاع اور دلیر ہیں۔ مسلمانوں نے انہیں پیس ڈالا۔ ہمیں کب باقی چھوڑیں گے۔ اس لئے

Marfat.com

مسلمانوں سے مصالحت ہی کر لینی چاہیئے"۔ بعض لوگوں نے کہا"یہ رائے مناسب ہے۔ مگر ہم بغیر رائے اور مشورہ توما کے کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ چلو اس سے درخواست کریں کہ وہ مسلمانوں سے مصالحت کرے"۔

چنانچہ سب لوگ توما کے پاس چلے۔ توما نہایت بہادر۔ جنگجو۔ دلیر۔ باہمت اور دانشمند تھا۔ ہرقل اعظم اس کی بہادری کی وجہ سے اس کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اسنے اس سے اپنی بیٹی بیاہ دی تھی۔ اور عزرائیل حاکم دمشق کے مارے جانے پر توما دمشق کا حاکم بنا دیا گیا تھا۔ توما کے نام سے دمشق میں ایک دروازہ تھا۔ اس دروازہ کے قریب ہی توما کا قصر تھا وہ اسی قصر میں رہا کرتا تھا۔

اکابر قوم توما کے قصر پر پہنچے۔ قصر کے دروازہ پر ہتھیار بند لوگ پہرہ پر مقرر تھے۔ انہوں نے آنیوالے لوگوں سے دریافت کیا"وہ کس لئے آئے ہیں؟" انہوں نے جواب دیا کہ"ہم بادشاہ کے داماد توما سے ملنا چاہتے ہیں"۔ کئی پہرہ دار توما کے پاس گئے اور ان لوگوں کے داخلہ کی اجازت لے کر آئے۔

یہ سب لوگ توما کے حضور میں پہنچے اور اظہار تعظیم وسلام کے لئے سجدہ میں گر گئے۔ توما نے خوش ہو کر انہیں بیٹھنے کا حکم دیا اور ان سے دریافت کیا"ایسی اندھیری رات میں تمہارے آنے کا کیا سبب ہے"؟

ایک رومی نے جو بڑا بولنے والا اور نہایت عقلمند تھا کہا"ہم اس لئے آئے ہیں کہ مسلمانوں نے ہمیں بلا میں مبتلا کر دیا ہے۔ ہم میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ یا تو تم ان سے صلح کر لو۔ اور جو کچھ وہ مانگیں انہیں دیدو یا بادشاہ کو لکھو کہ وہ ہماری مدد اتنے لشکر سے کرے کہ ہم ان عربوں کی طرف سے بے ڈر ہو جائیں"۔

توما نے کہا۔ بادشاہ کے سر کی قسم میں مسلمانوں کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا

جب میں ان سے لڑوں گا تو ان کے اگلوں کو پچھلوں سے ملا دونگا۔ اگر میں ان کے لئے شہر کا دروازہ بھی کھول دوں تو میرے دبدبہ کی وجہ سے انہیں شہر میں گھسنے کی جرات نہ ہو۔"

رومی۔ تم نے ابھی مسلمانوں کو لڑتے نہیں دیکھا ہے اس لئے ایسا کہہ رہے ہو ان کی بہادری کا یہ عالم ہے کہ ان کا ایک کمزور بوڑھا پھونس بھی ہمارے دس بیس نوجوانوں کو مار ڈالتا ہے ان کے سردار کا یہ حال ہے کہ ہمارا کوئی شہ زور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا یا تو تم ان سے ہمارے لئے مصالحت کر لو۔ یا ہمیں ساتھ لے کر ان سے لڑو۔

توما۔ تعجب ہے تم مسلمانوں سے اسقدر ڈرتے ہو۔ حالانکہ وہ تعداد میں تم سے بہت کم ہیں۔ ان کے پاس لڑائی کا ساز و سامان تک بھی نہیں ہے اکثر ان میں کے ننگے پیر اور بغیر زرہ کے ہیں۔

رومی۔ اے سردار! وہ ساز و سامان کم ہونے کی وجہ سے ننگے پیر اور بغیر زرہ کے نہیں رہتے ہیں کیونکہ انہوں نے فلسطین میں روتیس کے لشکر سے کلوص اور عزرائیل سے بیت لہیا میں بولص اور اس کے بھائی پطرس سے شحورا میں اور وردان سے اجنادین میں اسقدر ساز و سامان حاصل کیا ہے کہ ایک ایک مسلمان کے پاس دوہرا دوہرا سامان ہو سکتا ہے لیکن وہ اس لئے سامان کی پرواہ نہیں کرتے ہیں کہ ان کے نبی نے ان سے یہ کہدیا ہے کہ جو کافر مارا جائے گا وہ دوزخ میں جائے گا اور جو مسلمان مریگا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اور دائمی حیات حاصل کریگا مسلمان بہشت میں جانے کے لئے ننگے پیر اور بغیر زرہ کے لڑتے ہیں۔

توما نے ہنسکر کہا۔ "سختی ہو تم پر۔ تم میں مسلمانوں کے عقائد داخل ہوتے

جلاتے ہیں۔ تم اسبات کو مدنظر کیوں نہیں رکھتے ہو کہ حضرت مسیح تمہارے گناہوں کے کفارہ میں صلیب پر چڑھ گئے۔ تم گناہ کرنے پر بھی بے گناہ ہو
رومی۔ ہمارے اسی عقیدہ نے ہمیں بزدل بنا دیا ہے۔ ہم بے خوفی سے گناہ کرتے ہیں۔ عیش وعشرت میں پھنسے رہتے ہیں۔ لڑنے سے جی چراتے ہیں۔ کسقدر غلط عقیدہ ہے یہ ہمارا۔
سنو اے سردار! اگر تم مصالحت پر آمادہ نہیں ہو تو ہم خود مسلمانوں سے صلح کر کے شہر کے دروازے ان کے لئے کھول دیں گے"۔
توما کو خوف ہوا کہ کہیں وہ مسلمانوں سے مصالحت نہ کر لیں۔ اسنے کہا "تم اطمینان رکھو۔ میں عربوں کو تمہارے شہر سے پھیر دونگا۔ ان کے سرداروں کو مار ڈالونگا۔ تم میرے ساتھ مل کر ان سے جنگ کرو"۔
رومی۔ اس کے لئے ہم تیار ہیں۔
توما۔ بس تو صبح کو میں عربوں پر بلا بنکر نازل ہونگا۔
رومی واپس چلے آئے۔ رات کو رومیوں نے تمام فصیل۔ برجوں اور دروازوں پر کثرت سے مشعلیں روشن کیں۔ اور ساری رات نگہبانی کرتے رہے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے اپنے مقام پر ہوشیار رہے۔ مسلمانوں کے اہل وعیال دیر میں تھے۔ خالد ان کی حفاظت پر مامور تھے۔ رافع بن عمیرۃ الطائی لشکر زحف میں تھے۔ ضرار بن الازور گشت کرتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو ہر سردار نے اپنے اپنے لشکر کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھی۔ اور مسلح ہو کر قلعہ کی طرف چلے۔
حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے اپنے ہمراہیوں سے کہا "تم پا پیادہ ہو کر دشمنوں سے لڑو۔ اور اپنے آپ کو ڈھالوں میں چھپا لو"۔ چنانچہ مسلمان

Marfat.com

اسی طرح سے باب الجابیہ کی طرف بڑھے۔ اسی وقت یزید بن ابی سفیان نے باب الصغیر پر۔ قیس بن ہبیرہ نے باب کیسان پر رافع بن عمیرۃ الطائی نے باب شرقی پر۔ شرجیل نے باب توما پر۔ عمرو بن العاص نے باب الفرادیس پر حملہ کیا۔ ہر دروازہ پر مسلمان پا پیادہ حملہ آور ہوئے۔ عیسائیوں نے تیروں اور پتھروں کی بارش شروع کی مسلمانوں نے اپنے آپ کو ڈھالوں کے پیچھے چھپا لیا۔

حضرت ضرار اور ان کے دو ہزار ساتھی گھوڑوں پر سوار تھے۔ وہ گشت کرتے ہر دروازہ پر پہنچتے۔ اور ہر دروازہ کے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہتے۔ صبر کرو۔ اے حاملانِ قرآن صبر کرو۔ آج دشمن کی لڑائی میں صبر کرو گے تو کل قیامت کے روز اللہ تعالےٰ کے قریب اور سایہ میں ہو گے۔ یقین جانو کہ کافروں پر اللہ تعالےٰ کا عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے پیروں کے نیچے سے عنقریب ہونے والا ہے۔ تم خدا سے ڈرتے اور اسے یاد کرتے ہو وہ یقیناً تمہاری مدد کرے گا۔

ابان بن سعید کی شہادت

مسلمان ہر دروازہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ عیسائی حلقہ اوپر سے ان پر تیر اور پتھر برسا رہے تھے۔ اسی وقت توما دروازۂ توما پر نمودار ہوا۔ ایک راہب جو بڑا عبادت گذار تھا جسے رومی بڑا عابد و زاہد سمجھتے تھے۔ تمام قوم اس کی عزت کرتی تھی۔ وہ اپنے صومعہ سے بہت کم باہر نکلتا تھا۔ بزرگِ قوم مانا جاتا تھا۔ وہ بھی اس روز توما کے ساتھ آیا۔ اس کے سر پہ صلیب اعظم تھی۔ اس کے جواہر جگمگا رہے تھے۔ اس نے صلیب کو بج

میں گاڑ دیا۔ اس کے گرد بطارقہ۔ ارا جیہ۔ ہرقلیہ اور قیاصرہ جمع ہو گئے۔ ایک قس انجیل اٹھائے ہوئے تھے۔ راہب نے اس سے انجیل لے کر کھولی۔ توما کو اشارہ کیا۔ توما نے انجیل کی ایک سطر پر انگلی رکھکر دعا مانگی۔ اے اللہ ہماری مدد کر۔ ہمیں دشمنوں سے بچا۔ ہم تجھ سے صلیب کا واسطہ دے کر مدد چاہتے ہیں اور اس کے وسیلے سے اعانت طلب کرتے ہیں جو تیرا بیٹا تھا۔ جو سولی دیا گیا۔ جسنے ربوبیت اور افعال لاہوتیہ کی نشانیاں ظاہر کیں۔ وہ قدیم ہے ہمیشہ سے تیرے ساتھ ہے۔ وہ دنیا میں ہماری ہدایت کے لئے آیا اور تیرے پاس واپس لوٹ گیا۔ وہ تیرے پاس سے انجیل لایا۔ ہمیں ظالموں پر غالب کر اور اس کی مدد کر جو راہِ راست پر ہے"۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ توما کی یہ دعا کے الفاظ رومانس نے مسلمانوں کو بتائے تھے۔ مسلمان ان کلماتِ کفر کو سنکر کانپ گئے۔ انہوں نے خدا سے پناہ مانگی۔ حضرت شرجیل نے کہا "خدا کی قسم توما جھوٹا ہے۔ حضرت عیسٰے خدا کے بیٹے نہیں تھے۔ وہ قدیم نہیں ہیں۔ خدا نے انہیں حضرت آدم کی طرح پیدا کیا تھا"۔ پھر انہوں نے سختی سے حملہ کیا۔ رومیوں نے اور بھی تیزی سے تیر اور پتھر برسانے شروع کئے۔ ان تیروں سے اکثر مسلمان زخمی ہوئے۔

ابان بن سعید بن العاص کے بھی ایک تیر لگا وہ بھی شدید زخمی ہو گئے۔ یہ تیر زہر آلود تھا۔ انہوں نے خود ہی تیر کو نکال کر زخم کو اپنے عمامہ سے باندھ لیا۔ لیکن فوراً ہی زہر کا اثر ان کے بدن میں سرایت کر گیا۔ وہ گر پڑے۔ ان کے بھائی مسلمان انہیں اٹھا کر لشکر گاہ میں لے آئے۔ انہوں نے علاج کرنے کے لئے زخم سے عمامہ کھولنا چاہا۔ ابان نے انہیں منع کرتے ہوئے کہا۔ میرا زخم نہ کھولو۔ میرا خیال ہے زخم کے کھلتے ہی میرا دم نکل جائے گا۔ خدا نے وہ چیز عطا کر دی

جس کی مجھے تمنا تھی"۔

مسلمانوں نے ان کا کہا نہ مانا۔ ان کا زخم کھول دیا۔ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً الرَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ہٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ"۔ یعنی گواہی دیتا ہوں میں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں میں کہ حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں یہ خدا کا وعدہ تھا اور وہ سچے رسول تھے"۔ یہ کہتے ہی وہ شہید ہو گئے۔

ام ابان بنتِ عتبہ کی شجاعت

ابان بن سعید کی بیوی ام ابان بنتِ عتبہ بن ربیعہ تھیں چند ہی روز پہلے اجنادین کے مقام پر ان کا نکاح ہوا تھا ان کے ہاتھوں میں مہندی کی رنگت اور کپڑوں میں عطر کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔ وہ اس قبیلہ سے تھیں جن کی عورتیں نہایت دلیری سے لڑا کرتی تھیں۔ انہوں نے جب اپنے شوہر کی شہادت کا حال سنا تو دنیا ان کی آنکھوں میں اندھیر ہو گئی۔ رنج و غم کا پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑا وہ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ حالانکہ بارِ غم سے جھکی جاتی تھیں۔ وہ اپنے شوہر کی لاش کی طرف اس شان سے چلیں کہ دوپٹہ کا کچھ حصہ ان کے سر پر رہ گیا تھا اور زیادہ تر پیچھے لٹک کر گھسٹنے لگا۔ وہ چلتے میں ٹھوکریں کھا رہی تھیں۔ انہیں معلوم نہیں تھا وہ کہاں جا رہی ہیں۔ دفعتہً انہوں نے کسی کو کہتے سنا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" یعنی جو کچھ ہے اللہ ہی کا ہے اور اس کی طرف لوٹنے والا ہے"۔ انکی آنکھیں سی کھل گئیں۔ انہوں نے دوپٹہ ٹھیک کر کے اوڑھا اور اپنے شوہر کی لاش پر آ کھڑی ہوئیں۔ ان کے آنسو جاری ہو گئے مگر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ انہوں نے بڑے صبر و تحمل سے کام لیا۔ انہوں نے کہا۔ "تم نے پائی وہ چیز جسکی

Marfat.com

تمہیں تمنا تھی ۔ تم حوروں کے مشتاق بنکر پروردگار کے سایہ میں چلے گئے۔ اس پروردگار کے جسنے مجھے اور تمہیں ایک جگہ کیا تھا اور پھر جدا کردیا۔ قسم ہے خدا کی میں جہاد کرونگی اور کوشش کرونگی کہ تم سے جلد سے جلد مل جاؤں۔

افسوس ہے ہماری ملاقات چندہی روزہ رہی۔ مینے عہد کر لیا ہے کہ تمہارے بعد میرے جسم کو کوئی ہاتھ نہ لگا سکے گا۔ مینے اپنی جان کو راہِ خدا میں قید کر دیا ہے مجھے پورا یقین ہے کہ میں تم سے بہت جلد آملونگی۔

راوی کا بیان ہے کہ ام ابان کو اپنے شوہر ابان بن سعید سے بڑی محبت تھی مگر انہوں نے اسقدر ضبط و صبر کیا کہ ہر مسلمان ان کی تعریف کرنے پر مجبور ہو گیا۔ مسلمانوں نے ان کے شوہر کو نماز پڑھنے کے بعد دفن کر دیا۔ ان کی قبر اب بھی مشہور ہے۔ ام ابان اب بھی نہ روئیں۔ نہ بین کیا بلکہ سیدھی اپنے خیمہ پر آئیں۔ مسلح ہوئیں۔ چہرہ پر اس طرح نقاب ڈال لیا کہ سوائے آنکھوں کے کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ مگر وہ ایسی خوبصورت تھیں کہ نقاب میں سے ان کا حسن چھن چھن کر نکل رہا تھا۔ وہ حضرت خالد سے بغیر اجازت لئے ہوئے مسلمانوں میں مل گئیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ میرے شوہر کس دروازہ پر مارے گئے ہیں۔ لوگوں نے بتایا کہ باب توما پر۔ وہ وہیں پہنچیں اور حضرت شرجیل کے ساتھیوں میں مل کر دروازہ کی طرف بڑھیں وہ نہایت مشہور تیر انداز تھیں۔ ان کا تیر کبھی خطا نہ کرتا تھا۔

حضرت شرجیل نے بیان کیا ہے " مسلمان لڑائی میں مشغول تھے میں دیکھ رہا تھا کہ توما کے سر پر ایک سیاہ صلیب کا سایہ تھا۔ اس صلیب میں جواہرات لگے ہوئے تھے۔ دھوپ میں جواہرات جگمگا رہے تھے۔ ایک تنو مند شخص اس صلیب کو اٹھائے ہوئے تھا۔ وہ کلمۂ کفر کہہ رہا تھا کہ دفعۃً

ام آبان نے تیر چلایا۔ تیر صلیب بردار کے جسم میں جا کر پیوست ہو گیا۔ وہ آہ کر کے گرا۔ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر قلعہ کے نیچے گر پڑی۔ مسلمانوں نے اس کے جواہرات چمکتے ہوئے دیکھے۔ ہر مسلمان ڈھالوں کی آڑ لے کر صلیب کی طرف بڑھا۔ ہر شخص کی خواہش تھی کہ صلیب کو اپنے قبضہ میں کر لے۔

توما نے جب دیکھا کہ مقدس صلیب گر گئی ہے اور مسلمان اسے اٹھانیکے لئے بڑی جد و جہد کر رہے ہیں تو اسے اپنی خواری کا یقین ہو گیا۔ اس نے کہا "افسوس وہ صلیب ہمارے ہاتھوں سے جاتی رہی جو مقدس و بزرگ تھی۔ جب بادشاہ کو معلوم ہو گا تو اسے کسقدر ملال ہو گا۔ میرے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں اسے عربوں کے ہاتھوں میں نہ پڑنے دوں۔"

اسنے فصیل پر کھڑے ہوئے رومیوں سے کہا" اسقدر تیر اور پتھر برساؤ کہ مسلمان صلیب تک نہ پہنچ سکیں۔" پھر وہ بے شمار رومیوں کو ساتھ لے کر قلعہ سے باہر نکلا۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ رومیوں کا سیلاب قلعہ سے نکل کر ان کی طرف بہنے لگا۔"

مسلمان ہوشیار ہو گئے۔ ابھی تک بہت سے مسلمان صلیب حاصل کرنیکی کوشش کر رہے تھے۔ انہوں نے رومیوں کو قلعہ سے نکلتے نہیں دیکھا تھا۔ مسلمانوں نے شور کر کے انہیں آگاہ کیا۔ وہ بھی ہوشیار ہو گئے۔ رومیوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ قلعہ کے اوپر سے تیر اور پتھر برس رہے تھے۔ سامنے سے تلواریں چلنے لگیں۔ مسلمانوں پر دوہری مار پڑنے لگی۔

شرجیل بن حسنہ نے پکار کر کہا "مسلمانو! پیچھے پھرو تاکہ قلعہ کے اوپر سے جو تیر اور پتھر برس رہے ہیں ان سے بے ڈر ہو جاؤ۔" یہ سنتے ہی مسلمان پیچھے ہٹ

Marfat.com

اور اتنے پیچھے ہٹ آئے کہ دروازہ کے اوپر سے جوان پر زد پڑ رہی تھی اس سے نکل آئے۔

توما جوش میں بھرا تھا وہ مست اونٹ کی طرح حملہ کرتا بڑھا چلا آرہا تھا۔ اس کی قوم کے بہادر لوگ اس کے گرد تھے اور ان کے پیچھے ٹڈی دل رومی تھے وہ نہایت جوش سے حملے کر رہے تھے۔ حضرت شرجیل نے مسلمانوں سے کہا۔ اے مسلمانو! صبر کرو۔ استقلال سے لڑو۔ دشمنوں کا جوش ہنڈیا کا اُبال ہے تمہاری تلواریں ان کے جوش کو ٹھنڈا کر دینگی۔ اسبات کو جان لو کہ بہشت آراستہ کر دی گئی ہے۔ حوریں آرائش کر کے عروس نو بنکر تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔ خدا کے لئے پشت نہ پھیرنا ورنہ خدا کا غضب تم پر نازل ہو جائے گا۔ مل کر حملہ کرو۔ خدا مدد دے گا۔"

مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ انہوں نے رومیوں کے سیلاب کو روکا۔ عیسائی اور مسلمان ٹکرا گئے نہایت خونریز جنگ ہونے لگی۔ تلواریں اپنا کام کرنے لگیں۔ لاشوں پر لاشے گرنے لگیں۔ خون کے فوارے اچھلنے لگے۔ اس عرصہ میں حضرت شرجیل نے صلیب کو اٹھالیا۔ جونہی توما نے دیکھا۔ اُسنے ایک غلیظ گالی دی اور شرجیل پر پُر زور حملہ کرتے ہوئے کہا۔

"زندگی چاہتے ہو تو صلیب کو فوراً ڈالدو۔ ورنہ سمجھ لو کہ تم پر بلا آگئی ہے سختی اور ہلاکی پہنچ گئی ہے"۔

حضرت شرجیل نے صلیب کو ڈالدیا اور تلوار و ڈھال لے کر توما کے مقابلہ میں آگئے۔ توما نے اپنی قوم کو آواز دے کر کہا "تم صلیب اٹھالو۔ اتنے میں اس عرب کا کام تمام کر دوں"۔

مشرکوں نے صلیب لینے کے لئے ہجوم کیا۔ مسلمانوں نے مزاحمت کی

لڑائی اور بھی تیز ہوگئی۔ توما جھپٹ کر شرجیل پر حملہ آور ہوا۔ ام ابان نے اسے دیکھا۔ انہوں نے مسلمانوں سے دریافت کیا "یہ کون شخص ہے خوار کرنے والا اپنے نفس کو"۔ بعض مسلمانوں نے کہا "یہ ہرقل اعظم کا داماد ہے۔ اس کا نام توما ہے تمہارے شوہر کو اسی نے شہید کیا ہے"

یہ سنتے ہی ام ابان کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ انہوں نے کہا۔ اے اللہ میری مدد کرتا کہ میں دشمن سے اپنے شوہر کا انتقام لے سکوں"۔ وہ بھیڑ کو چیرتی ہوئی توما کی طرف بڑھیں۔ چونکہ مسلمان اور عیسائی گتھم گتھا ہو کر لڑ رہے تھے اس لئے گبروں نے انہیں گھیرا اور یہ کوشش کی کہ انہیں آگے نہ بڑھنے دیں اور انہیں نقصان پہنچائیں۔ لیکن ام ابان ان سے مطلق نہیں ڈریں۔ نہ انہوں نے ان کی طرف توجہ کی۔ انہوں نے تیر کمان میں رکھ کر کھینچا اور بسم اللہ علےٰ ملتہ رسول اللہ کہکر چھوڑا۔ اسوقت توما نے نہایت شدت سے حملہ کیا تھا اور قریب تھا کہ وہ شرجیل پر غالب آجائے کہ دفعتہً ام ابان کا چلایا ہوا تیر توما کی دائیں آنکھ میں گھس گیا۔ اس صدمہ سے اسے اپنی روح نکلتی ہوئی معلوم ہوئی وہ چلاتا ہوا پیچھے کی طرف بھاگا۔ ام ابان نے دوسرا تیر چلانا چاہا۔ گبروں نے شور کر کے انہیں ڈانٹا اور دشمن خدا توما کو ڈھالوں کے پیچھے چھپالیا۔

لیکن ام ابان نہ گھبرائیں۔ نہ ڈریں۔ وہ برابر تیر برسانے لگیں۔ ان کا ایک تیر ایک گبر کے سینہ میں لگا وہ پلٹ کر گھوڑے سے نیچے گرا۔ دوسرا تیر دوسرے گبر کے گلے میں ترازو ہوگیا۔ وہ بھی اوندھے منہ گرا۔

اسی وقت شرجیل بن حسنہ نے پکار کر کہا "مسلمانو! سختی ہو تم پر۔ کس چیز نے تمہیں سگ رومی کے تعاقب سے روک رکھا ہے۔ حملہ کرو ان کتوں پر اور مار ڈالو

ان کے بڑے کُتے توما کو۔"

مسلمانوں نے سنبھل کر نہایت جوش سے حملہ کیا۔ توما قلعہ کی طرف بھاگا جا رہا تھا۔ اس کی قوم کے بہادر اس کے ہم کاب تھے۔ رومی شاندار واپسی کی گردان کر رہے تھے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور انہیں مارتے کاٹتے دروازے تک پہنچ گئے۔ رومیوں نے برجوں اور فصیل کے اوپر سے اس کثرت سے تیر اور پتھر برسائے کہ مسلمانوں کو واپس لوٹنا پڑا۔ وہ اپنی جگہ ہٹ آئے۔ انہوں نے مقتول رومیوں کے لباس اور ہتھیار وغیرہ لے لئے۔ صلیب بھی اپنے قبضہ میں کر لی۔ اس جنگ میں تین سو رومی مارے گئے۔

واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ توما ڈگراتا ہوا دروازہ میں داخل ہوا۔ جب سب رومی قلعہ کے اندر آ گئے تب دروازہ بند کر لیا گیا توما کو معززین شہر اپنے ساتھ شہر میں لے گئے۔ وہ قصر کے دروازہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھ میں سخت تکلیف تھی۔ کرب و بیچینی سے اس کا بُرا حال تھا۔ اسی وقت شہر کے مشہور جراح اور ڈاکٹر طلب کئے گئے۔ ان سب نے تیر نکالنے کی انتہائی کوشش کی لیکن تیر ایسا پیوست ہوا تھا کہ کسی طرح نہ نکلا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ ہڈی میں گھس گیا تھا۔ جب کوئی سبیل اس کے نکالنے کی نہ ملی تو مجبور ہو کر لکڑی کاٹ لی گئی اور پھل آنکھ کے اندر رہ گیا۔ کئی دوائیں سوزش کم کرنے کے لئے لگا دی گئیں اور پٹی باندھ دی گئی۔

اس کے مصاحبوں میں سے کئی لوگوں نے کہا۔ "آپ قصر میں جا کر آرام کریں۔"

توما نے کہا۔ "افسوس ہے مجھے کسی پہلو چین نہیں ہے۔ میری آنکھ میں تیر کا پھل موجود ہے ان کی سوزش سے ایک دم کو بھی قرار نہیں آتا ہے۔"

شہر کے معزز لوگوں نے اس سے کہا۔ آج ہم پر دو مصیبتیں نازل ہوئی

Marfat.com

ہیں۔ ایک یہ کہ صلیب اعظم ہمارے ہاتھوں سے جاتی رہی۔ دوسری یہ کہ تم زخمی ہو گئے ہو۔ ہم اس بات کو پہلے سے جانتے اور سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کا مقابلہ آسان نہیں ہے۔ ان کی آتش حرب میں کوئی بھی ان کے سامنے نہیں ٹھیر سکتا ہے۔ اسی لئے ہم نے تم سے درخواست کی تھی کہ مسلمانوں سے مصالحت کر لو۔ لیکن تم نے نہ مانا۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ صلح کر لینا مناسب ہے۔"

توما کو تکلیف تو تھی ہی۔ ان باتوں پر اور غصہ آیا۔ اسنے غضبناک ہو کر کہا۔ "تھی ہو تم پر کیا بزدلانہ مشورہ دیرہے ہو تم۔ حالانکہ جانتے ہو کہ ہم سے صلیب اعظم لے لی گئی ہے۔ میری آنکھ کو ایذا پہنچی ہے۔ میرے مصاحبوں میں سے اکثر مارے گئے ہیں۔ میں ان غلاموں کے سامنے عاجزی کروں یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے بادشاہ کیا کہے گا۔ میں ان سے ضرور مقدس صلیب واپس لونگا اور اپنی آنکھ کے عوض ان کی ہزاروں آنکھیں نکال لونگا اور ان آنکھوں کو بادشاہ کے پاس بھیجونگا۔ تاکہ اسپر میری بہادری ظاہر ہو جائے میں عنقریب ان کے ساتھ ذیب کرونگا۔ ان کے سردار کو مار ڈالونگا۔ ان کی جماعت کو پامال کردونگا۔ انہوں نے جو کچھ میری قوم سے چھینا ہے وہ سب واپس لے لونگا اور صرف اسی پر اکتفا نہ کرونگا۔ بلکہ ایک لشکر تیار کر کے باربرداریاں اور زادراہ ساتھ لونگا۔ عرب میں جا کر مدینہ پہنچونگا۔ ان کے بادشاہ ابوبکر اور ان کی نشانیوں کو مٹا دونگا۔ ان کی مسجدوں کو کھود ڈالونگا۔ ان کے شہروں کو مسمار کر کے۔ اُلوؤں۔ کھوسٹوں اور وحشی جانوروں کا مسکن بنا دونگا۔"

جب اس کے درد کو کچھ سکون ہوا تو وہ فصیل پر گیا اور گبرووں کو لڑائی کی ترغیب دینے لگا۔ رومی اور بھی کثرت سے تیر اور پتھر برسانے لگے۔ مسلمان

نہایت صبر و استقلال سے ان کا مقابلہ کر رہے تھے۔ وہ تیر چلا رہے تھے۔

حضرت شرجیل نے ایک قاصد حضرت خالد کے پاس روانہ کر کے انہیں ابان بن سعید کے شہید ہوتے۔ ام ابان کے تیر چلا کر صلیب بردار کو مار ڈالنے صلیب کے گرنے۔ توما کے نکلنے۔ ام ابان کے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالنے کے تمام حالات کی اطلاع دی اور مدد طلب کی۔

حضرت خالد ان واقعات کو سنکر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے قاصد سے کہا۔ "واپس جا کر شرجیل سے کہو کہ ہر دروازہ پر مسلمان مصروفِ جنگ ہیں اور ایسی سخت جنگ میں مبتلا ہیں کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کی مدد نہیں کر سکتا ہے۔ تم استقلال۔ ہمت اور صبر سے مقابلہ کرتے رہو۔ میں تم سے قریب ہوں اور ضرار گرداوری کر رہے ہیں وہ عنقریب تمہارے پاس پہنچیں گے۔ خدا سے مدد کی امید رکھو۔ وہ اعانت کریگا اور فتح عطا فرمائے گا۔"

قاصد نے حضرت شرجیل سے یہ پیغام بیان کیا۔ انہوں نے کہا "سچ یہی ہے کہ اللہ مدد کرے گا اور اسی کی مدد پر بھروسہ کرنا چاہئے"۔ وہ اور ان کے ہمراہی بقیہ دن نہایت استقلال اور ہمت سے لڑتے رہے۔ یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت گذر گیا اور عصر کا وقت آ گیا۔ اسوقت انہوں نے لڑائی موقوف کر دی۔ اپنے جائے قیام پر واپس چلے آئے۔ ہر دروازہ کے مسلمانوں نے جنگ بند کر دی۔ سب سے پہلے مسلمانوں نے نماز پڑھی۔ جب دن چھپ گیا تو موذنوں نے مغرب کی اذان کہی اور ہر دروازہ کے سردار نے جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی۔ اس کے بعد مسلمان قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے۔ اس سے فارغ ہو کر انہوں نے کھانا تیار کیا اور عشاء کی نماز

بڑھ کر کھانا کھایا اور آرام کرنے لگے۔

توما کی شبخون کی تیاری

رات کے وقت توما نے شہر کے تمام معزز لوگوں اور فوج کے سارے سرداروں کو طلب کر کے کہا۔ عیسائی بہادرو! تمہیں ایسی قوم نے گھیر لیا ہے جن میں نہ وفاداری ہے۔ نہ عہد کی پابندی ہے۔ نہ نیک خوئی ہے۔ نہ ان کا کچھ دین ہے۔ نہ وہ امن و امان چاہتے ہیں۔ ان کی طبیعتوں میں شر و فساد ہے۔ اگر تم ان سے مصالحت بھی کر لو تو وہ ہرگز صلح پر قائم نہ رہیں گے۔ جو کچھ تم دوگے اس سے زیادہ طلب کرینگے۔ وہ اپنے ساتھ اپنے اہل و عیال کو اس لئے لائے ہیں تاکہ تمہارے شہروں میں آباد ہو جائیں۔ تمہیں نکالدیں۔ دراصل وہ عرب کی زندگی سے تنگ آگئے ہیں۔ وہاں سوائے ریت کے اور رکھا ہی کیا ہے وہ تمہاری دولت اور املاک پر قبضہ کر کے تمہاری عورتوں کو کنیزیں اور تمہارے بچوں کو غلام بنانا چاہتے۔ کیا تم یہ بے حرمتی گوارا کر لوگے۔

حقیقت یہ ہے کہ تمہارے ہاتھوں سے بزرگ صلیب اس لئے جاتی رہی تمہیں نہ صلیب کا کچھ پاس رہا۔ نہ صلیبی مذہب کا۔ تم نے صلیب کے دشمنوں سے مصالحت کرنی چاہی۔ صلیب نے تمہیں ایذا دی اور تمہاری اہانت کی۔ میں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اس لئے نکلا تھا کہ انہیں شکست دے کر بھگا دوں میں ضرور ایسا ہی کرتا اگر میری آنکھ نہ جاتی رہتی۔ اب بھی میں ان سے ضرور اپنا انتقام لونگا۔"

رومیوں پر مسلمانوں کا رعب طاری ہو گیا تھا وہ مصالحت پر آمادہ تھے توما کی سختی اور غصہ سے ڈرتے تھے۔ ان میں سے بعض نے کہا۔" اے سردار!

مسلمانوں کو زیر کرنا آسان نہیں ہے۔ وہ لڑائی میں بڑے حریص ہیں۔ موت کی پرواہ نہیں کرتے۔ اگر تم ان سے لڑو گے تو یہ ان کی دلی تمنا ہے۔ وہ بھی تم سے لڑیں گے۔ ان کا ایک سردار بابِ جابیہ سے آئے گا اور بڑا سردار بابِ شرقی سے حملہ کرے گا۔ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ اس شہر کو ضرور فتح کر لیں گے مگر پھر بھی ہم تمہارے حکم کے خلاف کچھ کرنا نہیں چاہتے۔ اگر تم لڑنا ہی چاہتے ہو تو ہم فصیلوں اور برجوں کے اوپر سے لڑیں گے۔"

توما۔ "میں نے ایک تدبیر سوچی ہے اگر تم سب نے خلوصِ دل اور جرأت و ہمت سے اس پر عمل کیا تو فتح یقیناً تمہاری ہے۔ تم ضرور مسلمانوں کو ہزیمت دیکر بھگا دو گے۔ اور جب ایک دفعہ مسلمان بھاگ جائیں گے تو پھر ملک شام میں ان کے قدم کہیں نہ جمیں گے۔ بادشاہ تم سے تمہاری اس کارگزاری کی وجہ سے بہت خوش ہوگا۔

قوم نے دریافت کیا۔ "وہ کیا تدبیر ہے؟"

توما نے جواب دیا۔ "میری تدبیر یہ ہے کہ آج تم سب مل کر مسلمانوں پر شبخون مارو۔ تمہاری تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے۔ تم ہر دروازہ سے نہایت خاموشی اور احتیاط سے کثیر تعداد میں نکلو اور جب مسلمان غافل ہوں۔ آرام سے پڑے سو رہے ہوں۔ اچانک ان پر حملہ کر کے انہیں پیس ڈالو۔ بابِ کیسان پر مسلمانوں کے غلام ہیں اور ان کے سردار ایک بوڑھے اور ناکارہ مسلمان ہیں۔ ان پر قابو پا لینا کچھ بھی دشوار نہیں ہے۔ میں بابِ توما کے مسلمانوں کو شکست دے کر بابِ شرقی پر جاؤنگا اور مسلمانوں کے بڑے سردار کو قید کر کے بادشاہ کے پاس بھیج دونگا۔"

Marfat.com

قوم نے اس کی اس تدبیر کو بہت پسند کیا۔ انہیں اس میں کامیابی کی امید نظر آئی۔ انہوں نے خوش ہو کر کہا " نہایت مناسب تدبیر ہے۔ مسیح نے چاہا تو ہم فتحیاب ہونگے"۔

توما۔ فتح اور کامیابی حاصل کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لڑنیوالوں میں سے کوئی شخص بھی شہر میں باقی نہ رہے بلکہ جو لوگ لڑنے کے قابل ہیں اور وہ فوج میں ملازم نہیں ہیں وہ بھی لڑنیکے لئے نکلیں۔ شہرت و ناموری اور مسلمانوں سے لوٹی ہوئی دولت واپس لینے کا یہ زریں موقع ہے اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہئے۔ اب تم جا کر تیاری کرو اور مستعد اور تیار رہو اور جب ناقوس بجایا جائے اور گھنٹہ کی آواز بلند ہو فوراً ہی ہر دروازہ کھولدو اور قلعہ سے نکل کر مسلمانوں پر شدید حملہ کر کے انہیں مار ڈالو۔ سوائے سرداروں کے اور کسی کو امان نہ دو"۔

رومی چلے گئے اور تیاری کرنے لگے۔ توما نے ایک شخص کو بلایا جو ناقوس لے کر دروازہ پر بیٹھ جائے اور جب اس کے پاس قاصد پہنچے وہ زور سے ناقوس پھونکے۔ ایک نصرانی کو گھنٹہ بجانے پر مامور کر دیا۔

رومی بڑے جوش سے تیاری کرتے رہے۔ یہانتک کہ حملہ کرنے کے لئے بالکل تیار ہو گئے۔ توما نے ناقوس بردار کے پاس قاصد بھیجا اسنے اس زور سے ناقوس بجایا کہ تمام قلعہ میں اس کی آواز گونج گئی۔ ساتھ ہی گھنٹہ اور زور سے بجنے لگا۔ ہر دروازہ کے نصرانیوں نے ان آوازوں کو سنا۔ وہ دروازے کھول کر نہایت آہستگی سے مسلمانوں کی طرف چلے۔

توما پورے طور پر مسلح تھا۔ اسنے لوہے کی زرہ پہن رکھی تھی۔ لوہے کے جوشن باندھ رکھے تھے۔ خود کسرویہ اوڑھ رکھا تھا۔ یہ خود ہرقل اعظم نے

Marfat.com

شاہی اسلحہ خانہ سے اسے عطا کیا تھا۔ ہندی تلوار جو چوڑی تھی ہاتھ میں لے رکھی تھی اور حجرمقیہ کی سپر اٹھالی تھی۔ اس کے ہمراہی بھی زرہیں پہنے ہوئے تھے۔ عمود اور تلواریں ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے۔ توما بھی اپنی فوج کو لے کر دروازے سے نکلا۔ اسنے کہا۔ "دلیری اور ہمت سے کام لینا۔ اگر صلیب تمہاری نظر پڑ جائے تو اسے تم اپنے قبضہ میں کر لینا۔ اگر تم اسپر دسترس نہ پاؤ تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ضرور اسے حاصل کر لونگا۔

رومی لوہے میں غرق تھے۔ اگرچہ وہ چلنے میں بڑی احتیاط کر رہے تھے لیکن ان کی زرہیں اور ہتھیار شور کر کے رات کی خاموشی کو توڑ رہے تھے۔ کچھ مسلمان شب بیداری کیا کرتے تھے۔ تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے تھے۔ انہوں نے اول ناقوس کی پھر گھنٹے کی آوازیں سنیں۔ ساتھ ہی زرہوں اور ہتھیاروں کی آوازیں آئیں وہ ہوشیار ہو گئے اور انہوں نے اپنے ہمراہیوں کو جگانا اور خطرہ سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔ مسلمان اپنی خوابگاہوں سے حملہ آور شیروں کی طرح نکلے۔ انہیں مسلح ہونے کا موقع نہ ملا محض تلواریں اور ڈھالیں لے لے کر دوڑ پڑے ۞

شبخون

رومی ہر دروازہ سے نکل کر مسلمانوں کی طرف جھپٹے۔ مسلمان بھی بیدار اور ہوشیار ہو کر ان کے مقابلہ میں آ گئے۔ لیکن نہ تو وہ پورے ہتھیار لے سکے نہ مرتب ہو سکے بے ترتیب رہے۔ مگر انہوں نے گنتی کی بھی پرواہ نہیں کی جنگ شروع کر دی۔ اندھیری رات میں تلواریں چلنے لگیں۔ مسلمانوں نے تکبیریں کہیں۔ رات کا سناٹا ٹوٹ گیا۔ شور دار و گیر بلند ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت خالد دیرِ خالد میں عورتوں کی حفاظت کر رہے تھے انہوں نے یہ شور سنا۔ وہ بے چین ہو کر اپنی خوابگاہ سے نکلے۔ اور بولے۔ "افسوس ہے میری لاپرواہی کی وجہ سے مسلمان مبتلائے مصیبت ہوئے۔ اے رب کعبہ مسلمانوں کی مدد کر۔ انہیں اعدا کے شر سے بچا۔"

انہوں نے فتحان[1] بن یزید کو جو عدی بن حاتم طائی کے بھائی تھے بلایا۔ اور کہا۔ "میں نے تمہیں اپنا قائم مقام کیا۔ تم یہاں ٹھیر کر عورتوں کی حفاظت کرو۔ رومیوں کو اس طرف نہ آنے دو۔ گبروں نے شبخون مارا ہے۔ میں صبر نہیں کر سکتا۔"

حضرت خالد صرف چار سو سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ وہ ایسے بدحواس ہوئے کہ نہ زرہ پہنی۔ نہ خود اوڑھا اور تو اور عمامہ تک نہ باندھا۔ محض ایک ٹوپی اوڑھے ہوئے دوڑے۔ خالد کو مسلمانوں کے مبتلائے بلا ہونے کا سخت رنج و قلق تھا۔ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور وہ یہ رنج آمیز اشعار پڑھ رہے تھے۔ ؎

قَدْ فَاضَ دَمْعِیْ اَوْغَرَ اَنِّیْ حُزْنٌ — وَضَاقَ صَدْرِیْ وَیَرَانِیْ شَجَنٌ

غم سے میرے آنسو جاری ہیں۔ دردِ غم نے مجھے برہنہ تن کیا ہے — مجھے غمگین دیکھ کر میرا سینہ تنگ ہو گیا ہے

یَارَبِّ سَلِّمْ مِنْ نُزُوْلِ الْمِحَنْ — وَاحْرُسِ الْاِسْلَامَ یَاذَا الْمِنَنْ

اے پروردگار اس آزمائش کے اترنے سے بچا — اے صاحبِ نعمتوں اور احسان کے اسلام کو نگاہ رکھ

حضرت خالد اور ان کے ساتھی مسلمانوں کی تکبیروں اور رومیوں کے شور کی آوازیں سن رہے تھے۔ ہر دروازہ کی طرف سے آوازیں بلند ہو رہی تھیں بات یہ ہوئی کہ مسلمان تکبیریں کہہ رہے تھے اور جب رومیوں نے دیکھا کہ

---

[1] اصل نام طحان بن یزید ہے۔

(صادق۔ صدیقی سردھنوی)

Marfat.com

مسلمان ہوشیار ہو گئے ہیں تو انہوں نے شور کرنا شروع کیا۔ سب سے زیادہ نل وہ رومی کر رہے تھے جو فصیل اور برجوں میں موجود تھے۔ انہوں نے مشعلیں روشن کر لی تھیں اور شور کر کے اپنے ساتھیوں کے دل بڑھا رہے تھے۔

رومی اور مسلمان بڑی دلیری سے لڑ رہے تھے۔ اندھیری رات میں صیقل شدہ تلواریں چمک رہی تھیں۔ تلواروں کے چلنے اور ڈھالوں خود اور زرہوں پر پڑنے کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ جو رومی قتل و زخمی ہو رہے تھے وہ فریاد و فغاں کر رہے تھے۔

حضرت خالد نے اپنی جگہ بابِ شرقی پر رافع بن عمیرۃ الطائی کو مقرر کیا تھا وہ اور ان کے ہمراہی اسوقت نہایت سخت لڑائی لڑ رہے تھے۔ دفعتہً خالد بن الولید اور ان کے ہمراہی وہاں پہنچے۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا "بشارت ہو اے مسلمانو! آ گئی تمہارے لئے مدد۔ پہنچ گیا تمہارا فریاد رس۔ میں خالد بن ولید ہوں۔ کافروں کا ہلاک کرنے والا ہوں"۔

حضرت خالد نے زبردست حملہ کر کے رومیوں کی صفوں کو الٹ دیا۔ رومی دلیروں کو مار ڈالا۔ مگر انہیں اب بھی رنج و قلق تھا۔ وہ لڑ رہے تھے مگر ان کا دل دوسرے دروازوں پر جو مسلمان جنگ کر رہے تھے ان کی سلامتی کیلئے بے چین تھا۔ انہیں ابو عبیدہ کا بڑا خیال تھا۔ وہ زیادہ جنگجو نہیں تھے۔ شرجیل کی طرف سے بھی اطمینان نہیں تھا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ توما اسی دروازہ سے نکلا ہوگا۔ اور وہ بڑا سرکش۔ دلیر اور فتنہ جو ہے لیکن اسوقت وہ کسی دروازہ کے مسلمانوں کی بھی مدد نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ شرقی دروازہ کو رومیوں کا بے پناہ لشکر موجود تھا اور وہ اس سے لڑ رہے تھے۔

دمشق میں یہودی بھی موجود تھے۔ سنان بن عوف نے روایت کی ہے

میں نے اپنے چچا زاد بھائی قیس بن ہبیرہ سے دریافت کیا تھا کہ کیا یہودی بھی تم سے لڑتے تھے"۔ انہوں نے جواب دیا کہ "ہاں۔ یہودی فصیل کے اوپر سے ہم پر تیر اور پتھر برسایا کرتے تھے"۔

شرجیل اور توما کی جنگ

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ توما کے ساتھ رومیوں کی کثیر جمعیت تھی۔ وہ مسلمانوں پر اچانک آ پڑا تھا۔ مگر مسلمانوں نے بڑے استقلال سے اس کا مقابلہ کیا۔ توما بڑا بہادر تھا۔ وہ دائیں اور بائیں حملہ کر کے مسلمانوں پر حملے کر رہا تھا۔ اس کے حملوں سے اکثر مسلمان زخمی ہو جاتے تھے۔ وہ سخت لڑائی لڑ رہا تھا اور مسلمانوں کی صفیں پھاڑ رہا تھا۔ اس نے زعم شجاعت سے مغرور ہو کر پکارا "کہاں ہے تمہارا وہ سردار جس نے میری آنکھ کو زخمی کیا تھا (اسے یہ خبر نہیں تھی کہ اس کی آنکھ میں عرب کی ایک خوش جمال نازنین لڑکی نے تیر مارا تھا) میں بادشاہ کا رکن ہوں۔ صلیب کا مدد دینے والا ہوں۔ بڑا بہادر ہوں۔ اگر تم اپنے سردار کو میرے حوالہ کر دو گے تو میں تمہارے قتل سے باز رہونگا اور واپس پلٹ جاؤنگا"۔

حضرت شرجیل نے اس کی یاوہ گوئی سنی تو گھوڑا بڑھا کر اس کے مقابلہ میں پہنچے اور للکار کر کہا۔ "او دشمن خدا! پہنچ گیا۔ تیرے پاس فرشتۂ اجل میں تیرا بدخواہ ہوں۔ تیرا مخالف ہوں۔ میں اپنی قوم کا سردار ہوں۔ تیرا اور تیری جماعت کا ہلاک کرنیوالا ہوں۔ تیری صلیب کا لینے والا ہوں۔ میں کاتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں"۔

توما ان کی طرف پلٹا۔ دونوں جنگ کرنے لگے۔ نہایت سخت لڑائی

لڑتے - یہانتک کہ آدھی رات گذر گئی - چونکہ مسلمان کم تھے اور ہر شخص اپنے نزدیکی والے سے لڑ رہا تھا اس لئے کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا تھا۔

ام ابان کی گرفتاری

ام ابان اسوقت بھی حضرت شرجیل کے ساتھ تھیں - وہ نہایت صبر و استقلال سے لڑ رہی تھیں - ان کے ہاتھوں میں کمان تھی - پشت پر ترکش لٹک رہا تھا - ایک چھوٹی سی تلوار حمائل تھی - ڈھال ایک طرف پڑی تھی - وہ کمان میں تیر رکھ کر چلاتی تھیں - ان کا کوئی تیر خالی نہیں گیا تھا - انہوں نے بہت سے رومیوں کو اپنے تیروں سے مار ڈالا تھا - یہانتک کہ ان کے پاس صرف ایک تیر رہ گیا - انہوں نے وہ تیر ہاتھ میں لے کر ادھر اُدھر دیکھا -

رومی ان سے اسقدر ڈر گئے تھے کہ ان کے سامنے آتے کتراتے تھے -

اسوقت وہ بے نقاب تھیں - مگر اندھیرے میں بھی ان کا چہرہ چمک رہا تھا - ایک رومی نے طمع کر کے ان پر حملہ کیا - انہوں نے تیر کمان میں رکھکر چلایا - تیر رومی کے سینہ پر پڑا لیکن وہ جھپٹ کر ام ابان کے پاس آگیا - اسے انہیں پکڑا اور اپنی قوم کو آواز دی - کئی رومی دوڑ کر ام ابان کو آلپٹے اور انہوں نے انہیں گرفتار کر لیا - لیکن جس رومی کے انہوں نے تیر مارا تھا وہ مر گیا -

حضرت شرجیل اسوقت بھی توما سے سخت لڑائی میں معروف تھے توما ان پر شدید حملے کر رہا تھا - مگر وہ بڑے مرتبہ والوں کی طرح ثابت قدم تھے - نہایت صبر و استقلال سے لڑ رہے تھے - انہوں نے پوری قوت سے

تلوار کی ضرب ماری - توما نے ڈھال پر روکا - شرجیل کی تلوار ٹوٹ گئی توما نے خوش ہو کر ان پر حملہ کیا اور ایسے گمان ہوا کہ وہ شرجیل کو قید کر لے گا۔

اسی وقت دو سوار نمودار ہوئے - ان کے پیچھے ان کا لشکر تھا - ان میں سے ایک عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق تھے - اور دوسرے ابان بن عثمانؓ تھے - انہوں نے دیکھا کہ ایک رومی سوار ام ابان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے ہے - وہ اپنی رہائی کی جدوجہد کر رہی ہیں اور مسلمانوں کو اپنی مدد کے لئے پکار رہی ہیں لیکن مسلمان ایسی سخت لڑائی میں مصروف ہیں کہ کوئی ان کی مدد نہیں کرتا۔

عبدالرحمٰن نے حملہ کر کے اس رومی کو مار ڈالا اور ام ابان کو چھڑا لیا ام ابان نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق - ابان بن عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں نے پر زور حملے کر کے رومیوں کو پلٹ دیا - حضرت شرجیل نے تلوار حاصل کر لی - توما پیچھے ہٹا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ سے تمیم بن عدی نے بیان کیا کہ میں حضرت ابو عبیدہ کے ساتھ باب الجابیہ پر تھا - جس رات رومیوں نے شبخون مارا اس رات کو اس وقت ابو عبیدہ بن الجراح اپنے خیمہ میں نماز پڑھ رہے تھے - انہوں نے ناقوس کی آواز سنی خیمہ میں نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے ناقوس کی آواز سنی پھر پھاٹک کھلنے کا کھٹکا ہوا - انہوں نے نماز مختصر کر کے ختم کی - اور خیمہ سے باہر نکل کر آواز دے کر مسلمانوں کو ہوشیار کیا - ساتھ ہی خود مسلح ہو گئے - ہم سب مسلمان بھی مسلح ہو گئے - وہ ہمیں لے کر چلے - تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ سامنے سے رومی آتے نظر آئے - حضرت

ابو عبیدہ اور تمام مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ ساتھ ہی ہم سب نے تکبیر کی رومی ہمیں مستعد بہ جنگ دیکھ کر واپس لوٹے۔ ہم نے ان پر سختی سے حملہ کر کے انہیں قتل و زخمی کرنا شروع کر دیا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ اس معرکہ میں ابو عبیدہ اور ان کے ساتھیوں سے زیادہ دلیری اور استقلال سے کوئی نہیں لڑا مسلمان رومیوں کو قتل کرتے ہوئے ان کے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ رومی لشکر کا سردار جرجی بن قالا تھا۔

رومی دروازہ کے قریب پہنچے۔ فصیل اور برجوں کے اوپر جو رومی تھے انہوں نے سمجھا مسلمان آ گئے۔ اندھیرا ہو ہی رہا تھا انہوں نے اپنے ہی لوگوں پر تیروں اور پتھروں کی بارش شروع کر دی۔ بے شمار رومی مارے گئے۔ ان پر دو طرف سے زد پڑی ایک فصیل اور برجوں کے اوپر سے۔ دوسری سامنے سے۔ سامنے مسلمان تھے وہ انہیں بے دریغ قتل کر رہے تھے۔

حضرت ابو عبیدہ باوجود پیرانہ سالی کے نوجوانوں کی طرح لڑ رہے تھے گھوڑا دوڑا کر حملہ کرتے تھے اور رومیوں کو قتل کر کے اپنے سامنے کا میدان صاف کر دیتے تھے۔ وہ جس طرف حملہ آور ہوتے ان کے ساتھی بھی اسی طرف حملہ کر دیتے۔

باب جابیہ پر جن رومیوں نے حملہ کیا تھا ان میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جا سکا۔ سب کے سب مارے گئے۔ یہاں تک کہ ان کا سردار جرجی بن قالا بھی مارا گیا۔ مسلمان تکبیریں کہتے ہوئے واپس لوٹ آئے۔

حضرت خالد بھی نہایت سرفروشی سے لڑ رہے تھے۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بے شمار رومیوں کو مار ڈالا تھا۔ ان کی صفوں کو

Marfat.com

توڑ دیا تھا۔ اور انہیں واپس بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اسی وقت انہیں ضرار بن الازور نظر آئے۔ وہ خون میں تر تھے۔ حضرت خالد نے ان سے دریافت کیا۔ "تمہارے پیچھے کیا حال ہے اے ابن ازور؟"

حضرت ضرار نے کہا۔ "بشارت ہو تم کو اے سردار! کہ میں نے ڈیڑھ سو رومیوں کو قتل کیا ہے۔ جب کسی رومی کو میں قتل کرتا تھا تو اسے شمار کر لیتا تھا۔ میرے ہمراہیوں نے بے شمار رومیوں کو قتل کیا ہے جب رومی قلعہ سے نکلے ہیں تو میں اسوقت باب الصغیر کی طرف تھا۔ وہاں یزید بن ابی سفیان تھے۔ میرے ہمراہیوں نے رومیوں کو روک لیا۔ اس عرصہ میں یزید بن سفیان اور ان کے ہمراہی تیار ہو گئے۔ انہوں نے رومیوں پر سخت حملہ کر کے ان کی بھاری تعداد مار ڈالی بقیہ رومی بھاگ گئے۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کو لے کر دوسرے دروازہ پر گیا۔ وہاں بھی لڑا۔ وہاں سے تیسرے دروازہ پر پہنچا۔ غرض تمام دروازوں پر گشت لگایا اور ہر دروازہ پر رومیوں کو قتل کیا۔ سب سے آخر میں آپ کے پاس آیا ہوں۔

خالد۔ خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ آؤ شرجیل کی خبر لیں۔

حضرت خالد۔ ضرار اور ان کے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر حضرت شرجیل کے پاس پہنچے۔ ان سے جنگ کے حالات سن کر ان کا شکریہ ادا کیا۔ وہ حملت رومیوں کے لئے تو سخت تھی ہی کیونکہ ان کے ہزاروں آدمی مارے گئے تھے۔ لیکن مسلمانوں کے لئے بھی سخت تھی کیونکہ وہ اچانک مبتلائے مصیبت ہو گئے تھے۔

توما کا ہرقل کو خط لکھنا

اگلے روز رؤسائے شہر پھر توما کے پاس گئے اور اس سے کہا "تم نے جو

تدبیر کی تھی وہ کتنی اچھی تھی اور اس میں کامیابی کی کسقدر امید تھی۔ لیکن تم نے دیکھا جیسے مسلمان رات بھر سوتے ہی نہیں۔ ہر دروازہ پر مستعد و ہوشیار ملے۔ انہوں نے ہمارے بے شمار آدمیوں کو مار ڈالا۔ اب تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ ہم مسلمانوں کو دفع کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اب ہمارے لئے سلامتی کی اسباب یہی ہے کہ ہم مسلمانوں سے مصالحت کر لیں۔ اور اگر تم صلح پر تیار نہیں ہو تو ہم خود مصالحہ کر لیں گے۔ اور تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دینگے"

توما نے کہا "تم اتنا صبر کرو کہ میں تمام حالات سے بادشاہ کو اطلاع دے کر مدد کی درخواست کروں۔ اگر اسنے مدد کی تو بہتر ہے۔ ورنہ صلح تو ہمارے آگے ہے"

توما نے اسی وقت ہرقل اعظم کو اس مضمون کا خط لکھا۔

شہنشاہِ روم! عربوں نے ہمیں اس طرح گھیر لیا ہے جس طرح آنکھ کی سفیدی پتلی کی سیاہی کو گھیر لیتی ہے۔ ان لوگوں نے اجنادین میں ہماری قوم کو شکست فاش دے کر ہمارے پچاس ہزار بہادروں کو مار ڈالا۔ اب انہوں نے دمشق کا محاصرہ کیا ہے۔ میں ان کے مقابلہ کو نکلا تھا انہوں نے میری آنکھ پھوڑ ڈالی۔ میرے ساتھیوں میں سے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ رات کو شبخون مارا تو وہ الٹے مجھ پر حملہ آور ہوئے۔ اور ہماری بھاری تعداد کو موت کی گود میں ڈالدیا۔ دمشق کے لوگ یہ کیفیت دیکھکر مسلمانوں سے مرعوب ہو گئے ہیں۔ وہ ادائے جزیہ پر صلح کر لینا چاہتے ہیں۔ یا تو تم خود آؤ۔ یا عظیم الشان لشکر مدد کے لئے بھیجو یا صلح کی اجازت دو"

توما نے یہ خط لپیٹ کر مہر لگائی اور رات کو ایک قاصد کے ہاتھ روانہ کیا۔ جب صبح ہوئی تو مسلمان ان کے پاس حضرت خالد نے قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم

مسلمان تیار ہو گئے۔ تو ماٹے قاصد بھیجکر درخواست کی کہ ہمیں چند روز کی مہلت دو تاکہ ہم غور اور مشورہ کر کے کسی نتیجہ پر پہنچیں۔ حضرت خالد نے مہلت دینے سے انکار کر دیا۔ اور محاصرہ اسقدر سخت کر دیا کہ رومی تنگ آگئے۔

چنانچہ شہر کے سربرآوردہ لوگ جمع ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ "ہم محاصرہ سے اسقدر تنگ آگئے ہیں کہ اب صبر نہیں کر سکتے اگر ہم عربوں سے لڑتے ہیں۔ وہ غالب آتے ہیں۔ اور اگر لڑائی چھوڑ کر اپنے گھروں میں بیٹھتے ہیں تو تکلیف اور تنگی میں پڑتے ہیں۔ ہم اس بات کو اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ نہ مسلمانوں کو بھگا سکتے ہیں۔ نہ ان پر فتح پا سکتے ہیں۔ اس لئے یہی مناسب ہے کہ ان سے مصالحہ کر لیں"۔

ایک بوڑھے آدمی نے جو بڑا عالم اور دانشمند تھا ان سے کہا۔ "اے اکابر قوم! میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس قوم کے مقابلہ میں بادشاہ بھی ہو تو عربوں کو تم سے دور نہ کر سکتا۔ اس لئے کہ میں نے کتابوں میں پڑھا ہے ان کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور سید المرسلین ہونگے۔ ان کا دین سب دینوں پر غالب آجائے گا۔ انہیں شکست دینا ناممکن ہے اس لئے یہی بہتر ہے کہ جو کچھ وہ مانگیں۔ انہیں دے کر ان سے صلح کر لو"۔

چونکہ اس بوڑھے آدمی کو سب جانتے تھے۔ اس بات سے واقف تھے۔ وہ زبردست عالم اور اگلی پچھلی کتابیں پڑھا ہوا ہے اس لئے سب نے اس کی رائے کو پسند کیا۔ اس سے پوچھا کہ "کس طرح مصالحت ہونی چاہیئے"

اس نے جواب دیا "مسلمانوں کا جو بڑا سردار ہے اس کا نام خالد بن الولید ہے وہ بابِ شرقی پر ہے۔ نہایت خونریز ہے۔ صلح جو اور بوڑھے ہیں۔ ان کی

طرف رجوع کرو۔ وہ ضرور صلح کرلیں گے۔"

امرانے اس کی یہ بات پسند کی۔ اور رات کے وقت سب رؤسا باب جابیہ سے باہر نکل کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلے۔

اہلِ دمشق کی مصالحت

ان لوگوں نے اسلامی لشکر کے قریب پہنچکر بلند آواز سے کہا۔ "اے گروہِ عرب! کیا ہمیں تم سے امان مل سکتی ہے؟" تاکہ ہم تمہارے پاس آکر صلح کی گفتگو کریں۔"

اس روز ابو عبیدہ نے کچھ لوگ لشکر کی حفاظت پر مقرر کئے تھے۔ اس رات کو قبیلۂ دوس کی باری تھی۔ اس قبیلہ کے لوگ گشت کر رہے تھے۔ عامر بن الطفیل الدوسی ان کے سردار تھے۔ ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ تعالےٰ بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ رومیوں کی آواز سنتے ہی ابو عبیدہ کے پاس دوڑے ہوئے گئے۔ اور ان سے جاکر کہا۔ "اے سردار بشارت ہو رومی صلح کے لئے آئے ہیں"۔

ابو عبیدہ نے کہا۔ "مجھے معلوم تھا کہ وہ آئینگے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آج دمشق فتح ہو جائے گا"۔

ابو ہریرہ کو بڑا تعجب ہوا۔ انہوں نے دریافت کیا۔ "یہ آپ کس طرح کہہ رہے ہیں؟"

ابو عبیدہ نے کہا۔ "اے ابو ہریرہ! ابھی تھوڑی دیر ہوئی میری آنکھ لگ گئی تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے فرمایا۔ اَللَّیْلَۃَ تَفْتَحُ الْمَدِیْنَۃَ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالےٰ"۔ یعنی

Marfat.com

اگر اللہ تعالٰے نے چاہا تو شہر اسی رات کو فتح ہو جائے گا۔" لیکن ابو ہریرہ مجھے ایک صدمہ اور قلق بھی ہے"۔

ابو ہریرہ۔ وہ کیا۔

ابو عبیدہ۔ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی عجلت میں دیکھا۔ مینے عرض کی یا رسول اللہ صلعم آپ اسقدر مستعجل کیوں ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ابی بکر صدیق نے انتقال کیا۔ میں ان کے جنازہ کی نماز میں شریک ہونے کے لئے جا رہا ہوں۔ خدا کرے خواب کا یہ حصہ صحیح ہو تم جاؤ اور رومیوں سے کہدو کہ جبتک وہ شہر میں اس دور سلامتی کے ساتھ نہ چلے جائیں انہیں اماں ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ فوراً واپس آئے اور انہوں نے رومیوں سے پکار کر کہا "اے پرستاران صلیب! بیخوف ہو کر آؤ کہ تمہارے امان ہے"۔

گبروں نے کہا "تم اصحاب محمد صلعم میں سے کون شخص ہو۔ اور کس بنا پر امان دیتے ہو تاکہ ہم دیکھیں کہ تم پر اعتماد کیا جا سکتا ہے یا نہیں"۔

ابو ہریرہ نے کہا "میرا نام ابو ہریرہ ہے۔ میں صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوں۔ اب بات کو خوب سمجھ لو کہ مسلمان بدعہدی اور بیوفائی نہیں کیا کرتے اگر ہمارا غلام بھی کسی کو امان دیدے تو اس کی ذمہ داری تمام مسلمانوں پر ہے۔ یوں تو ہم عہد جاہلیت میں بھی عہد کی پابندی کرتے تھے۔ لیکن جب مسلمان ہوئے اور اللہ تعالٰے نے حکم دیا۔

" وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلاً۔" یعنی عہد کو پورا کرو بیشک عہد کی پوچھ ہو گی"۔

اسوقت سے ہم اور بھی عہد کی پابندی کرنے لگے ہیں"۔

رومی مسلمانوں کے پاس آگئے۔ یہ سو آدمی تھے۔ وہ صلیبیں لٹکائے اور زنار کی قسم سے گلے میں دھاگے ڈالے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے ان دونوں نشانیوں کو ان سے دور کر دیا اور انہیں ساتھ لے کر حضرت ابو عبیدہ کی خدمت میں آئے۔"

انہیں دیکھتے ہی ابو عبیدہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ۔ قَوْمٍ فَاکْرِمُوْ یعنی جو وقت تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی بزرگ آئے اسکی تعظیم کرو"۔

رومی بیٹھ گئے۔ وہ حیرت سے دیکھنے لگے کہ عام مسلمانوں اور سردار میں کوئی فرق نہیں تھا۔ سردار کے پاس نہ بڑھیا کپڑے تھے نہ اعلے قسم کا فرش تھا۔ نہ کوئی سامانِ آرائش تھا۔ کچھ بھی نہ تھا۔ انہوں نے کہا "ہم ادا جزیہ پر اس شرط سے صلح کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں مداخلت نہ کیجا ہمارے کنیسوں اور گرجوں کو باقی رکھا جائے۔ خصوصاً کنیسۂ یحییٰ (آجکل جمعہ مسجد ہے) کنیسۂ مریم۔ کنیسۂ حینیا۔ کنیسۂ بولص۔ کنیسۂ مقساط۔ کنیسۂ سوق النبل۔ کنیسۂ اندریا۔ کنیسۂ قرنلا ایسی ہیں کوئی تصرف کسی قسم کا نہ جائے شہر میں جو چیزیں غلہ وغیرہ کی قسم سے ہے انہیں نہ لیا جائے"۔

ابو عبیدہ۔ تمہاری یہ سب باتیں ہمیں منظور ہیں۔

چنانچہ جزیہ کی رقم طے ہو گئی۔ حضرت ابو عبیدہ نے صلح کی دستاویز لکھدی لیکن اسپر نہ اپنے دستخط کئے۔ نہ کسی کی گواہی کرائی۔ بات تھی کہ جب سے حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں معزول کیا تھا وہ اس بات کو پسند نہیں کرتے تھے کہ حضرت خالد کے کاموں میں مداخلت کریں۔ انہوں نے یہ سوچا کہ جب شہر پر قبضہ ہو جائے گا تو اس

دستاویز پر حضرت خالد کے دستخط کرا دینگے۔

رومیوں نے ابوعبیدہ سے کہا "اب آپ ہمارے ساتھ چل کر شہر پر قبضہ کر لیں"۔

ابوعبیدہ نے اپنے ساتھ سو مسلمانوں کو لیا جن میں بتیس صحابی تھے ان کے نام یہ ہیں:-

ابوہریرہ - معاذ بن جبل - سلمہ بن ہشام مخزومی - نعیم بن عدی - ہشام بن ... بن سلمی - وہبان بن سفیان عبداللہ بن عمر الدوسی - عامر بن طفیل - سعید بن الجبیر الدوسی - ذوالکلاع الحمیری - حسان بن نعمان الدانی - جریر بن نوفل الحمیری - سالم بن فرقد الیربوعی - سیف بن اسلم طائی - معمر بن ولید السکسکی - سنان بن اوس الانصاری - مخلد بن عوف الکندی - ربیعہ بن مالک التیمی - محکم بن عدی النہانی - مغیرہ بن شعبہ الثقفی - بکر بن عبداللہ التمیمی - راشد بن اسعد - قیس بن سعید - سعید بن عمرو العنزی - رافع بن سہل - یزید بن عامر - عبیدہ بن اوس - مالک بن الحرث - عبداللہ بن طفیل - ابوالبابہ لمبعذا - عوف بن ساعدہ - عباس بن قیس - عباد بن عتبہ النہانی - عمیرہ بن عامر اور عبداللہ بن قرط الازوری رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔

حضرت ابوعبیدہ کو خیال ہوا کہیں رومی فریب نہ دیں اس لئے انہوں نے چاہا کہ ان سے کچھ لوگ یرغمال کے طور لے لیں۔ لیکن پھر انہیں یہ بات مناسب نہیں معلوم ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں اپنے خواب کی وجہ سے پورا یقین تھا کہ دمشق آج رات کو ضرور فتح ہو جائے گا۔ انہوں نے صرف خدا پر بھروسہ کیا اور رومیوں کے ساتھ چل کر شہر میں داخل ہوئے۔ دروازۂ شہر پر انہیں قس اور راہب ملے جو سیاہ اون کا لباس پہنے تھے۔ ان کے سینوں پر

Marfat.com

کپڑے کی سرخ رنگ کی صلیبیں تھیں۔ وہ انجیلیں ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے اور انہیں خوشبوؤں کی دھونی دیتے تھے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوعبیدہ گیارہ جمادی الثانی ۱۲ھ دوشنبہ کی رات کو دمشق میں داخل ہوئے۔

حضرت خالد کا دمشق میں داخلہ

جس رات کو ابوعبیدہ بن الجراح رؤسائے شہر ساتھ دمشق میں داخل ہوئے اسی رات کا ذکر ہے کہ ایک رومی حضرت خالد کے پاس دروازۂ شرقی پر آیا اس کا نام یوشا بن مرقس تھا۔ بڑا عالم و دانا تھا۔ اس کے پاس کتاب ملاحم دانیال پیغمبر علیہ السلام کی تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ عرب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہونگے وہ خاتم النبیین ہوں گے۔ ان کی امت بہترین امت ہوگی۔ اصحاب رسول اللہ صلعم ملک شام کے تمام شہروں کو فتح کرلیں گے ان کا دین سب دینوں پر غالب آجائے گا"۔

یوشا کا مکان شہر پناہ کے قریب تھا۔ جب رومیوں پر محاصرہ کی تنگی ہوئی تو یوشا نے خیال کیا کہ وہ مسلمانوں سے اپنے اور اہل وعیال کے لئے امان حاصل کرلے۔ چنانچہ اسنے شہر پناہ کی دیوار میں نقب لگائی اور حضرت خالد کے پاس آکر کہا "اگر تم مجھے اور میرے اہل وعیال کو امان دو تو میں تمہیں شہر میں داخل ہونے کا راستہ بتاتا ہوں" حضرت خالد نے امان دیدی۔ اس نے کہا "آپ میرے ساتھ کچھ آدمی کردیں جس راستہ سے میں آیا ہوں اس راستہ سے انہیں لیجاؤنگا"۔

خالد بن الولید نے سو مسلمانوں کو اس کے ساتھ کردیا۔ ان مسلمانوں

کعب بن ضمرہ کو سردار مقرر کیا۔ یوقنا انہیں لے کر نقب کے ذریعہ سے اول اپنے مکان میں داخل ہوا۔ پھر دروازہ کی طرف چلا۔ مسلمانوں نے دروازہ کے پاس پہنچکر اللہ اکبر کا پرشور نعرہ لگایا۔ دروازہ شرقی پر جو رومی سپاہی پہرہ دے رہے تھے ان کے ہاتھ پیر خوف و دہشت سے کانپنے لگے۔ ان کے ہاتھوں سے ہتھیار تک چھوٹ گئے۔

کعب بن ضمرہ مسلمانوں کو لے کر دروازہ پر پہنچے۔ انہوں نے تالے توڑ ڈالے زنجیریں کاٹ ڈالیں۔ اور پھاٹک کھولدیا۔ حضرت خالد دروازہ کھلنے کے منتظر ہی تھے۔ وہ کچھ لشکر ہمراہ لے کر دوڑے۔ قلعہ میں داخل ہوئے اور رومیوں کو مارتے کاٹتے کنیسہ مریم کی طرف بڑھنے لگے۔

حضرت خالد اور حضرت ابو عبیدہ کی ملاقات

شرقی دروازہ کی طرف سے خالد بڑھ رہے تھے اور باب جابیہ کی طرف سے ابو عبیدہ آرہے تھے۔ دونوں کنیسہ مریم پر آکر ملاقی ہوئے۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھی رومیوں کو قتل کر رہے تھے اور حضرت ابو عبیدہ اور ان کے ساتھی تلواریں میان میں ڈالے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے دوسرے کو حیرت سے دیکھا۔ ابو عبیدہ نے کلام میں سبقت کی۔ انہوں نے کہا "اے ابا سلیمان! خوش ہو کہ اللہ تعالے نے میرے ہاتھ پر شہر دمشق کو از روئے صلح کے فتح کیا"۔

حضرت خالد کے چہرہ سے ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے۔ انہوں نے کہا "صلح کیا چیز ہے۔ نہ نیک کرے اللہ تعالے رومیوں کے حال کو شہر بزور تلوار اور ہیبت کے فتح ہوا ہے۔ اب رومیوں کی کوئی حمایت

Marfat.com

کرنیوالا باقی نہیں رہا ہے"۔

ابوعبیدہ۔ اے امیر! خدا کی قسم میں نے رومیوں سے مصالحت کی ہے۔ انہیں صلح کی دستاویز لکھ کر دیدی ہے۔ دیکھو ان کے پاس دستاویز موجود ہے۔

خالد۔ لیکن تم نے بغیر میری اطلاع اور بلا میرے حکم کے صلح کیسے کی۔ میں تم پر سردار ہوں۔ تمہیں مجھ سے مشورہ لینا ضروری تھا۔ میں ہرگز شمشیر زنی موقوف نہ کرونگا یہانتک کہ انہیں مٹا نہ دوں۔

ابوعبیدہ۔ خدا کی قسم مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ تم میری کسی امر اور کسی رائے میں مخالفت کروگے۔ بخدا امیر! یہ معاملہ اللہ کے نزدیک بڑا ہو گیا کس لئے کہ میں نے قوم کو امان دی ہے۔ میرے ساتھی مسلمان اس بات پر رضامند ہوگئے تھے۔ بدعہدی اور بیوفائی ہمارا شیوہ نہیں ہے۔

یہ دونوں ابھی گفتگو ہی کر رہے تھے۔ خالد ان کی ذمہ داری کو نہیں مانتے تھے۔ رومی حیرت و خوف سے ان دونوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ خالد کے ساتھی جو جیش زحف اور راہل بادیہ سے تھے رومیوں کو قتل اور ان کی اولاد کو گرفتار کر رہے تھے۔ ابوعبیدہ کو یہ بُرا معلوم ہوا انہوں نے کہا" افسوس میری ذمہ داری ناچیز جانی گئی۔ میرا عہد توڑا گیا۔ میں خدا کو کیا جواب دونگا۔ رومیوں سے کیسے آنکھیں ملاؤنگا۔ مسلمانو! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر درخواست کرتا ہوں کہ تم اسوقت تک رومیوں کے قتل کرنے سے باز رہو جبتک میں اور خالد گفتگو کر کے کسی امر پر متفق ہوں"۔

مسلمان شمشیر زنی سے رک گئے۔ مسلمان سردار خالد اور ابوعبیدہ کے گرد جمع ہوگئے۔ ان میں معاذ بن جبل۔ یزید بن ابی سفیان۔ سعید

بن زید - عمرو بن العاص - شرجیل بن حسنہ - ربیعہ بن عامر - قیس بن ہبیرہ - عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق - عبداللہ بن عمر بن خطاب - ابان بن عثمان - مسیب بن نجبتہ الفزاری - ذوالکلا الحمیری - اور کئی اور رؤساء قوم تھے۔

ان میں سے ایک گروہ نے جس میں معاذ بن جبل اور یزید بن ابی سفیان بھی تھے کہا - ابو عبیدہ نے صلح کی دستاویز لکھدی ہے اسے تسلیم کر لیا جائے - اس لئے کہ ابھی ملک شام کے سیکڑوں شہر باقی ہیں جو ہنوز فتح نہیں ہوئے - ہرقل اعظم انطاکیہ میں موجود ہے - جب رومیوں کو یہ خبر پہنچے گی کہ تم نے مصالحت کر کے بیوفائی کی تو کوئی شہر صلح کے ذریعہ سے فتح نہ ہوگا - اس کے علاوہ خونریزی کی اجازت مجبوری کی حالت میں دی گئی ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خونریزی کو ناپسند کرتے تھے - صلح کو عزیز جانتے تھے - تم بھی ان گبروں کو باقی رکھو - قتل مت کرو"۔

پھر بھی قیل وقال ہوتی رہی - بعض صحابہ نے کہا "معاملہ کو طول نہ دو - گبروں کے قتل اور لوٹ مار سے ہاتھ روک لو - اور یہ واقعہ خلیفہ کو لکھو جو حکم وہ دیں اسپر عمل کرو"۔

حضرت خالد نے کہا "تمہاری یہ بات مجھے منظور ہے - میں نے اہل دمشق کو امان دی لیکن توما - ہربیس اور ان دونوں ملعونوں کے لشکر کو ہرگز امان نہ دونگا"۔

اہل شہر نے ہربیس کو نصف شہر کا حاکم مقرر کر کے توما کا نائب مقرر کر دیا تھا - توما کی طرح وہ بھی بڑا مفسد متعصب تھا - ابو عبیدہ نے کہا "مگر میں ان دونوں اور ان کے لشکروں کو بھی امان دے چکا ہوں - کیونکہ میں ہر اس شخص کو امان دیچکا ہوں جو شہر میں ہے اگر یہ دونوں صلح کی دستاویز

Marfat.com

لکھنے کے وقت شہر میں نہ تھے تو امان میں داخل نہیں ہیں اور اگر شہر میں موجود تھے تو امان میں داخل ہیں۔ اے امیر! اگر تم ایسا کرتے تو میں ہرگز تمہاری ذمہ داری کو ناچیز نہ کرتا۔ تم بھی میری ذمہ داری کو ناچیز نہ کرو خدا تم پر رحم کرے۔

خالد۔ خدا کی قسم اگر تم نے امان نہ دی ہوتی اور تمہاری ذمہ داری نہ ہوتی تو میں رومیوں کے قتل سے باز نہ رہتا اور ان دونوں ملعونوں توما اور ہربیس کو تو فوراً ہی قتل کر ڈالتا۔ اب یہ ہے کہ یہ دونوں مفسد شہر سے کہیں اور چلے جائیں۔

ابو عبیدہ۔ ان دونوں کے متعلق میں نے بھی دستاویز میں یہی لکھا ہے یہ دونوں شہر میں نہ رہنے پائیں گے۔ یہاں سے نکال دئیے جائیں گے۔

توما اور ہربیس بھی وہاں آگئے تھے۔ ان کے پاس ایک مترجم موجود تھا جو ابو عبیدہ اور خالد کی گفتگو سے انہیں آگاہ کرتا جاتا تھا۔ وہ دونوں اپنی زندگیوں کے لئے سخت متذبذب تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ ان کی جان بخشی پر دونوں سردار متفق ہو گئے ہیں تو ان کی جان میں جان آئی۔

توما کی درخواست

توما نے مترجم سے کہا تو ابو عبیدہ سے کہہ "اگر تمہارے ساتھی خالد بن الولید ہم سے بد عہدی اور بیوفائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ بات جائز نہیں ہے کیونکہ ہم شہر میں موجود تھے اور تم نے تمام شہر والوں کو امان دی ہے۔"

جب مترجم نے ابو عبیدہ سے یہ کہا تو انہوں نے جواب دیا "کہدے

اپنے سردار سے کہ بنتی ہو تجھپر! اماں دی خالد نے بھی تجھے "

اب توما نے مترجم کے ذریعہ سے گفتگو شروع کی۔ اسنے کہا" تم نے امان دینے کے بعد ہمارے بہت سے آدمیوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ ہم تم سے ان کے خون کا مطالبہ نہیں کرتے ہیں بلکہ یہ درخواست کرتے ہیں کہ تم ہمیں اجازت دو کہ ہم معہ اپنے اہل وعیال۔ ساتھیوں اور مال واسباب کے جہاں چاہیں چلے جائیں۔

خالد۔ تم ہماری ذمہ داری میں آگئے ہو۔ جہاں چاہو چلے جاؤ۔ لیکن جب تم دارالحرب میں پہنچ جاؤ گے تو ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔

توما۔ یہ نہیں بلکہ تم ہمیں تین دن کی مہلت دو۔ ہم جس راستہ سے اور جہاں چاہیں چلے جائیں۔ تم میں سے کوئی ہمارا پیچھا نہ کرے۔ تین دن کے بعد اگر تم ہم تک پہنچ جاؤ گے تو تمہیں حق ہوگا کہ خواہ ہمیں مار ڈالو یا قید کر لو۔

خالد۔ یہ بات مجھے اس شرط پر منظور ہے کہ تم اپنے ساتھ سوائے کھانے پینے کی چیزوں کے اور کچھ نہ لیجاؤ۔

ابوعبیدہ۔ سبحان اللہ! یہ بات تو بدعہدی میں داخل ہے۔ میرے اور ان کے درمیان تو یہ اقرار داد ہوئی ہے کہ یہ لوگ معہ مال واسباب کے نکل جائیں۔

خالد۔ مینے یہ بھی منظور کیا۔ مال واسباب لیجانے کی بھی انہیں اجازت ہے لیکن ہتھیار نہ لیجا سکیں گے۔

ہربیس۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم بغیر ہتھیاروں کے مال واسباب لیکر سلامتی کے ساتھ سفر کر سکیں۔ ہم درندوں اور ڈاکوؤں سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں اگر تمہیں یہ منظور نہیں ہے کہ ہم ہتھیار اپنے ساتھ لیجائیں تو ہم تمہارے قابو

Marfat.com

میں ہیں جو چاہو کرو۔

خالد۔ اچھا تم میں سے ہر شخص ایک ہتھیار جو وہ پسند کرے لیجا سکتا ہے۔ یعنی جو تیر لے وہ کوئی اور ہتھیار نہ لے۔ جو تلوار لے وہ دوسری چیز نہ لے

توما۔ یہ بات ہمیں قبول ہے۔ ہم میں سے ہر شخص جس ایک ہتھیار کو چاہے اپنے ساتھ لے لے۔ تم اس قرارداد پر ایک عہد نامہ لکھ کر گواہی کرا دو۔

ابو عبیدہ۔ خاموش ہو او کافر! تجھے تیری ماں گم کرے۔ ہم اہلِ عرب بے وفائی کرتے ہیں۔ نہ جھوٹ بولتے ہیں۔ خالد نے جو کہدیا ہے وہ اس پر قائم رہیں گے

توما اور ہربیس نے اپنی قوم کے لوگوں کو مال و اسباب جمع کرنے کا حکم دیا ایک نہایت وسیع خیمہ ریشمی کھڑا کر دیا گیا۔ لوگ قیمتی مال و اسباب لا لا کر اس میں جمع کرنے لگے۔ تین سو گانٹھیں ریشمی کپڑے کی تھیں۔ ان کپڑے کے تھانوں میں زیادہ تر ایسے تھے جن میں زردوزی کام ہو رہا تھا۔ بے شمار نقد و جنس تھا۔ سونے چاندی کے ڈھیر تھے۔ جواہرات کی صندوقچیاں تھیں۔ اور قسم قسم کا سامان قیمتی تھا۔ جب یہ کل سامان ایک جگہ جمع ہوا تو مسلمان اسقدر دولت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ لیکن انہوں نے بدعہدی کر کے اس مال پر قبضہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔

رومیوں نے تمام سامان باربرداریوں پر لادا اور اس کثرت سے رومی قلعے سے نکلے کہ مسلمانوں کو ان کی کثیر جماعت دیکھ کر حیرت ہوئی۔ یہ سب لوگ توما اور ہربیس کے لشکری تھے۔ ان میں کچھ وہ اہلِ شہر بھی تھے جو جزیہ دینے پر آمادہ نہ ہوئے تھے۔ چند راہب اور قس بھی تھے۔ لیکن یہ لوگ ایسی جلدی میں تھے کہ کوئی دوسرے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا ان کے ساتھ ان کے اہل و عیال بھی تھے۔ حضرت خالد نے ہاتھ اٹھا کر

Marfat.com

دعا مانگی۔ "اے اللہ! تو اس سامان کو ہمارے لئے کر دے۔ ہمیں اس کا مالک بنا دے۔ اس ساز و سامان کو مسلمانوں کے لئے مالِ غنیمت کر دے تو دعا کا سننے والا ہے۔"

قوم نے حضرت ابو عبیدہ کو اسقدر مال دیدیا جسپر صلح کی تھی۔ ابو عبیدہ نے ان سے :"اب تم جہاں چاہو چلے جاؤ۔ ہم تم سے کوئی تعرض نہ کریں گے لیکن تین روز کے بعد تم ہماری ذمہ داری سے نکل جاؤ گے۔"

جب رومی روانہ ہوئے تو غبار نے انہیں ڈھک لیا۔ جب وہ کچھ دور چلے گئے تو حضرت خالد نے اپنے ساتھیوں سے کہا: "اگر میں تم سے کچھ کہوں تو تم مانو گے؟"

لوگوں نے کہا: "کیوں نہ مانیں گے۔"

خالد۔ تم اپنے گھوڑوں کی دیکھ بھال کرو۔ میں تین روز کے بعد ان گیروں کے تعاقب کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ شاید اللہ تعالےٰ ان کا مال ہمیں غنیمت میں دلا دے۔ میرا خیال ہے کہ رومی اس شہر کی تمام دولت اور اچھی چیزیں اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔

جسوقت رومی روانہ ہو رہے تھے۔ ضرار بن الازور انہیں گوشۂ چشم سے غصہ اور حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ عطیہ بن عامر سکلی بھی وہاں تھے۔ وہ بھی رومیوں کی روانگی دیکھ رہے تھے۔ توما کی بیوی یعنی ہرقل اعظم کی بیٹی بڑے جاہ و جلال اور شان و شوکت سے جا رہی تھی۔ اسکی سواری کے گرد کنیزوں کی سواریوں کا ہجوم تھا۔ وہ سب خوشنما لباس پہنے ہوئے تھیں۔ خوبصورت تھیں۔ خصوصاً ہرقل اعظم کی بیوی کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ عطیہ نے ضرار سے کہا: "اے ابن ازور تم

Marfat.com

حسرت زدوں کی طرح کیا دیکھ رہے ہو"۔
ضرار نے دانت پیستے ہوئے کہا "میں اس چیز پر افسوس کر رہا ہوں جو ہاتھوں سے جاتی رہی"۔
عطیہ - مال پر افسوس نہ کرو - خدا اس سے بہتر مال دے گا۔
ضرار - میں مال پر افسوس نہیں کرتا بلکہ رومیوں کے بچ جانے پر افسوس کر رہا ہوں
ابو عبیدہ نے اچھا نہ کیا کہ انہیں اماں دیدی۔
عطیہ - امین الامتہ نے برا نہیں کیا - انہوں نے مسلمانوں کو مشقت اور ان کے خون بہنے سے بچا لیا - ایک مسلمان کا خون ان تمام چیزوں سے افضل ہے جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دلوں میں مہربانی رکھدی ہے اور کفار کو اس سے محروم کر دیا ہے - خدا رحم و مہربانی کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے - چنانچہ اسنے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے - اَنَا الرَّبُّ الرَّحِیمُ لَا اَرْحَمُ مَنْ لَا یَرْحَمُ - " یعنی "میں پروردگار مہربانی نہیں کرتا جو لوگوں پر مہربانی نہیں کرتا جو لوگوں پر مہربانی نہیں کرتے"۔
خدا نے یہ بھی فرمایا ہے "وَالصُّلْحُ خَیْرٌ" یعنی صلح بہتر ہے -
ضرار - تم سچ کہہ رہے ہو - خدا کی قسم ابو عبیدہ نے اچھا کیا - لیکن اسبات کے گواہ رہو کہ میں ان لوگوں پر ہرگز رحم نہ کرونگا جنہوں نے خدا کے بیوی اور بیٹا قرار دیئے ہیں"۔
رومیوں کی روانگی کے بعد دمشق میں ایک اور شاخسانہ اٹھا - شہر کے اندر جو اور گیہوں کے ذخیرے بہ کثرت تھے - حضرت خالد کہتے تھے یہ ذخائر ہمیں ملنے چاہئیں دمشق والے کہتے تھے کہ شہر میں جو کچھ بھی تھا وہ ہمارا ہے - حضرت ابو عبیدہ سے دریافت کیا گیا - انہوں نے بھی یہی کہا کہ دمشق

Marfat.com

میں جو کچھ بھی تھا وہ سب رومیوں کا ہے۔ بہت کچھ ردو کد کے بعد یہ طے ہوا کہ خلیفہ اول کو تمام واقعات کی مفصل اطلاع دے کر ان سے رائے لیجائے اس جھگڑے نے اتنا طول کھینچا کہ رومیوں کی روانگی کو تین روز سے زیادہ ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کے تعاقب کا ارادہ ترک کر دیا۔

ایک عجیب واقعہ

شہر دمشق کی فتح سے پہلے جبکہ مسلمانوں نے شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا اور حضرت ضرار قلعہ کے چاروں طرف گشت لگاتے تھے۔ ایک شب کو باب کیسان پر مسلمانوں نے پھاٹک کھلنے کی آواز سنی۔ اندھیرا ہو رہا تھا۔ ضرار اور ان کے ہمراہی چپ کھڑے ہو گئے۔ دروازہ میں روشنی تھی۔ انہوں نے پھاٹک سے تین سواروں سے نکلتے دیکھا۔ دو دروازہ سے کچھ آگے بڑھ کر کھڑے ہو گئے ایک احتیاط سے آگے آیا۔ غالباً وہ یہ دیکھ رہا تھا کہ مسلمان تو قریب نہیں ہیں جوں ہی وہ مسلمانوں کے قریب آیا ضرار نے ایک دم اسے گرفتار کر لیا۔ اور اس سے کہا۔ ”اپنے ساتھیوں کو بھی آواز دے کر بلا“۔ اسنے رومی زبان میں چلا کر کہا۔ ”چڑیا جال میں پھنس گئی“۔

یہ سنتے ہی دونوں سوار بدحواس ہو کر پلٹے اور دروازہ میں داخل ہو کر پھاٹک بند کر لیا۔ مسلمانوں نے چاہا کہ اس رومی کو قتل کر ڈالیں لیکن بعض نے یہ مشورہ دیا کہ اسے سردار کے پاس لے چلو شاید یہ قلعہ کے اندر کی کوئی مفید مطلب بات بتا سکے۔ چنانچہ اسے حضرت خالد کے سامنے پیش کیا۔ حضرت خالد نے دریافت کیا۔ ”تمہارا کیا نام ہے؟“

اسنے جواب دیا۔ ”میرا نام یونس ہے“۔

Marfat.com

اسنے جواب دیا۔"میرا نام یونس ہے۔"

خالد۔ تم کون ہو؟

یونس۔ میں بطارقہ اور ملوک میں سے ہوں۔ تمام رومی میری بڑی عزت کرتے ہیں

خالد۔ تمہارے ساتھ دو سوار کون تھے؟

یونس۔ ان میں ایک وہ رومی لڑکی تھی جس سے میں روح کی گہرائیوں کے ساتھ محبت کرتا ہوں۔

خالد۔ تم نے ان دونوں کو واپس چلے جانے کے لئے کہا۔

یونس۔ مینے ان سے صرف یہ کہا کہ چڑیا جال میں پھنس گئی۔ یہ اس لئے کہ مجھے خوف ہوا کہیں مسلمان اسے بھی گرفتار نہ کرلیں۔ وہ نہایت حسین و جمیل لڑکی ہے۔ میں سارا ہی حال عرض کرتا ہوں۔ آپ کے دمشق میں آنے سے پہلے سے مجھے اس لڑکی سے بڑی محبت تھی۔ وہ بھی مجھے چاہتی تھی۔ مینے اس کے والدین سے کوشش کی۔ انہوں نے اس کے ساتھ میرا نکاح کردیا۔ رخصتی کی تیاری ہو رہی تھی کہ تم نے آکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ رخصتی کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا۔

ہم دونوں میں ایک جگہ چھپ کر ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک روز جب وہ رشکِ ماہ آئی تو اس نے مجھ سے کہا کہ"اس شہر سے کہیں اور امن کی جگہ چلو۔" میں خود یہی چاہتا تھا۔ دل کی مراد بر آئی۔ فوراً تیار ہو گیا۔ چنانچہ آج میں۔ وہ اور اس کی دایہ جو ہماری راز دار تھی۔ ہم تینوں پھاٹک سے نکلے۔ میں یہ دیکھنے کے لئے کہ میدان صاف ہے یا نہیں۔ آگے بڑھ آیا۔ تمہارے ساتھیوں نے مجھے گرفتار کرلیا۔

حضرت خالد نے کہا"اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو ہم قلعہ فتح کرنے کے بعد

اسے تمہارے حوالہ کر دینگے"۔ وہ مسلمان ہو گیا اور شہر کی تمام لڑائیوں میں مسلمانوں کے ساتھ شریک رہا۔ جب مسلمان شہر میں داخل ہوئے تو یونس بھی داخل ہوا۔ اسنے اپنی منگیتر کی تلاش شروع کی۔ اسے لوگوں سے معلوم ہوا کہ تیری محبوبہ تیری گرفتاری کے غم میں نن یعنی راہبہ بن گئی ہے۔ یونس اس کنیسہ میں آیا جس میں اس کی معشوقہ راہبہ بن کر داخل ہوئی تھی۔ وہ اس کے سامنے آئی۔ اسنے اسے دیکھ کر کہا:" اوہ تم زندہ ہو؟ افسوس میںنے سمجھا تھا مسلمانوں نے تمہیں مار ڈالا۔ اسی غم میں مَیں راہبہ بن گئی۔"

یونس نے کہا: مسلمانوں نے مجھے قتل نہیں کیا۔ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میںنے تیرے اور تیرے خاندان والوں کے لئے امان حاصل کر لی ہے" وہ لڑکی بڑی خوبصورت تھی اسنے اپنی موٹی اور نشیلی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہاتے ہوئے کہا:" تم نے اپنا مذہب چھوڑ دیا۔ مسیح کی قسم اب میں تمہارے ساتھ ایک دم نہ رہونگی"۔

ہرچند یونس نے اسے سمجھایا لیکن وہ اس کے ساتھ نہ آئی بلکہ توما اور ہربیس کے ساتھ چلی گئی۔ یونس کو بڑا رنج و غم ہوا۔ مگر جب اسنے سنا کہ خالد توما کے تعاقب کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس کے دل میں امید کی شعاع چمکی۔

جب وہ پری رخسار توما کے ساتھ جا رہی تھی تو یونس نے حضرت خالد سے شکایت کی۔ خالد نے کہا۔ چونکہ ابو عبیدہ نے شہر از روئے صلح فتح کیا ہے اس لئے ہم تیری منگیتر کو نہیں روک سکتے۔

جب توما کی روانگی کو چار دن اور چار راتیں گذر گئیں اور خالد بن الولید نے اس کے تعاقب کا قصد نہیں کیا تو یونس نے ان کے پاس آکر کہا:" کیا آپ

Marfat.com

توما کا تعاقب نہ کریں گے؟"

خالد۔ اب تعاقب سے کیا فائدہ ہے۔ قوم کو روانہ ہوئے چار دن اور چار راتیں گذر چکی ہیں۔ وہ ڈرے اور سہمے ہوئے تیزی سے گئے ہیں۔ ہم ان تک نہیں پہنچ سکتے۔

یونس۔ میں اس ملک کے چپہ چپہ سے واقف ہوں۔ یہ بھی جانتا ہوں کہ رومی کس راستہ سے گئے ہیں۔ چونکہ ان کی جمعیت زیادہ ہے۔ اس لئے وہ تنگ راستہ سے نہیں جاسکتے۔ سڑک اعظم سے گئے ہونگے۔ میں ایسے راستوں سے تمہیں لیجاؤنگا۔ کہ تم انہیں پالو گے۔

خالد۔ اگر ایسا ہو تو تم اپنی بیوی کو حاصل کرسکو گے۔

یونس۔ اسی کو حاصل کرنے کے لئے میں یہ زحمت برداشت کرنا چاہتا ہوں چونکہ جس خطۂ ملک میں تم جاؤگے وہ رومیوں سے بھرا پڑا ہے اس لئے اپنے ساتھیوں کو یہ ہدایت کردو کہ وہ عرب متضرہ یعنی قوم لخم اور جذام کے سے کپڑے پہن لیں۔

حضرت خالدؓ لشکر زحف کو لے کر یونس کے ساتھ روانہ ہوئے انہوں نے راستہ میں اکثر جانوروں کی کونچیں کٹے پڑے دیکھا۔ یونس نے کہا۔ "معلوم ایسا ہوتا ہے کہ توما کے ساتھ کے جانوروں میں سے جو جانور تھک کر تیز روی سے رہ جاتا تھا رومی اس کی کونچیں کاٹ کر ڈالتے جاتے تھے۔

ضحاک بن سفیان نے بیان کیا ہے کہ میں اس لشکر زحف کے ہمراہ تھا جو خالد بن الولید کے ساتھ یونس کی رہبری میں توما کے تعاقب میں گیا تھا۔ ہمارے لشکر کی تعداد چار ہزار تھی۔ اور ہم سب نے

Marfat.com

عرب متنصرہ کا سا لباس پہن لیا تھا۔ کچھ دور سڑک اعظم پر چل کر یونس ہمیں لے کر پہاڑی راستہ پر چڑھ گیا۔ پتھروں کی وجہ سے وہ راستہ نہایت دشوار گذار تھا۔ ہمیں اس راستہ پر چلنا بڑا دشوار اور ناگوار معلوم ہوا۔ ہمارے چرمی موزے پھٹ گئے۔ اور پنڈلیوں سے خون جاری ہو گیا۔ گھوڑوں کے نال کیلین گھس کر گر گئے۔ ٹھوں کے سموں سے بھی خون جاری ہو گیا۔ یہانتک نوبت پہنچی کہ عرب ایک دوسرے سے شکایت کرنے لگے۔ کہتے تھے کاش یونس ہمیں کھلے راستہ میں سے لیجائے۔ لیکن یونس سے جب کہا گیا کہ وہ پہاڑ کا راستہ چھوڑ دے تو اس نے جواب دیا۔ رومی تمہارے خوف کی وجہ سے قریبی راستہ سے گئے ہیں انہوں نے کھلا راستہ چھوڑ کر ہی پہاڑی راستہ اختیار کیا ہے۔

چنانچہ یونس اور بھی تنگ دروں میں گھس گیا۔ وہ نہایت تیزی سے چلتا تھا مسلمان بھی اس کی تیزی سے گھوڑے دوڑائے چلے جا رہے تھے۔

وہ رات دن چلتے تھے یا تو نماز کے اوقات میں ٹھیرتے تھے یا پچھلی رات کو قیام کر کے کچھ دیر سو لیتے تھے۔ اور صبح کی نماز پڑھ کر پھر روانہ ہو جاتے تھے۔ یہانتک کہ ایک رات چلنے میں انہیں سخت اذیت پہنچی۔ صبح کو انہوں نے ایسے آثار دیکھے جن سے معلوم ہوا کہ قوم اس طرف سے گذری ہے۔ لیکن انہیں گئے ہوئے ایک دن سے زیادہ ہو گیا ہے حضرت خالد نے کہا "بچ گئی قوم اور نجات پائی انہوں نے ہمارے ہاتھوں سے۔"

یونس راہبر نے کہا "اللہ سے توقع نیک رکھو اے سردار۔ خدا کی ذات سے مجھے یہ امید ہے کہ ہم ضرور ان تک پہنچ جائیں گے۔ ذرا اور تیزی سے چلو۔"

Marfat.com

خالد بن ولید نے مسلمانوں سے کہا: "ذرا اور تیز روی کرو۔ اللہ تم پر رحمت کرے۔"

مسلمانوں نے کہا: "اے امیر ہمارے گھوڑے تھک گئے ہیں۔ اتنی دیر ٹھہر جاؤ کہ ہم انہیں دانہ اور چارہ کھلا لیں۔"

خالد۔ "اللہ کا نام لے کر چلتے رہو وہی ہمیں اور ہمارے گھوڑوں کو آسودہ اور سیر کرے گا۔"

یوقنس راہبر شہروں میں جاتا تھا وہ کہتا تھا کہ رومی تمہیں عرب نصرانی سمجھتے ہیں۔

یوقنس رومیوں کی طلب و تلاش میں بڑھا جا رہا تھا۔ اس نے جبلہ اور لاذقیہ کو صلح کر لیا تھا۔ اور دریا کے کنارے تک پہنچ گیا تھا۔ وہ قوم کے نشانِ قدم ڈھونڈتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رومیوں نے انطاکیہ کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔

یوقنس ہر گاؤں اور ہر بستی میں جا کر وہاں کے رہنے والوں سے توما کا حال پوچھتا تھا۔ ایک گاؤں میں جا کر اسے معلوم ہوا کہ جب ہرقل اعظم کو یہ خبر پہنچی کہ توما اور ہربیس دمشق مسلمانوں کے حوالہ کر کے آ رہے ہیں تو وہ نہایت غضبناک ہوا۔ اسے یہ بھی خوف ہوا کہ توما کے سپاہیوں سے جب اس کے یعنی ہرقل اعظم کے لشکری مسلمانوں کی بہادری کے حالات سنیں گے تو خوفزدہ ہو جائیں گے۔ یوقنس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ہرقل اعظم نے ایک زبردست لشکر تیار کیا ہے۔ وہ اسے یرموک کے مقام پر مسلمانوں کے مقابلہ میں بھیجنے والا ہے۔ چنانچہ اس نے توما اور ہربیس کو یہ حکم دیا کہ وہ قسطنطنیہ چلے جائیں۔ اسی وجہ سے ان دونوں نے انطاکیہ کا راستہ

Marfat.com

چھوڑ دیا ہے اور تکام کی طرف گئے ہیں۔

یونس کو یہ بات شنبہ کے روز پہلی غرہ ماہ رجب ۱۲ھ کو صبح کے وقت معلوم ہوئی۔ جب حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں نے صبح کی نماز پڑھ لی اور سوار ہونے کا قصد کیا تو انہوں نے یونس کو کچھ پریشان اور مغموم دیکھا حضرت خالد نے اس سے دریافت کیا "کیا حال ہے تمہارا اے یونس تم میں آج کل کا سا جوش اور جذبہ نہیں ہے"۔

یونس نے جواب دیا "خدا کی قسم میں نے خود کو بھی فریب دیا اور آپ کو بھی دھوکا دیا۔ میں دشمنوں کی طلب میں انتہا تک پہنچ گیا محض اس لئے کہ کسی طرح اپنی منگیتر تک پہنچ جاؤں لیکن خدا کو منظور نہ تھا۔ قوم آپ کے ہاتھوں بچ گئی"۔

خالد۔ تم نے اس بات کو کیسے جانا؟

یونس۔ میں ان کی طلب و تلاش میں مقام سوریہ تک آگیا۔ یہاں ایک بستی والوں سے مجھے معلوم ہوا کہ توما اور ہربیس سے ہرقل اعظم ناراض ہو گیا اسنے انہیں انطاکیہ میں آنے کی اجازت نہیں دی۔ وہ قسطنطنیہ کی طرف گئے ہیں۔ اور ہرقل اعظم نے تمہارے مقابلہ کے لئے ایک زبردست لشکر تیار کیا ہے جسے وہ یرموک کی طرف بھیجنے والا ہے۔ اس لشکر کے اور تمہارے درمیان یہ پہاڑ حائل ہے۔

یہ سنکر حضرت خالد کے چہرہ پر خضاب کی سی سیاہی دوڑ گئی۔ ضرار کو ان کی یہ کیفیت دیکھ کر تعجب ہوا۔ انہوں نے کہا "اے سردار! تم نے خوف اور بے صبری کا اظہار کیسے کیا"۔

حضرت خالد نے کہا۔ میں دشمنوں کے خوف سے خائف نہیں ہوا۔ بلکہ اس لئے

Marfat.com

ڈرا کہ اگر آج میرے نشان کے پیچھے مسلمان مارے جائیں گے تو کل قیامت کے روز خدا مجھ سے ان کے متعلق دریافت کرے گا۔ مینے فتح دمشق سے قبل ایک خواب دیکھا تھا۔ اس خواب نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ میں اس کی تعبیر کا منتظر ہوں۔

حضرت خالد کا خواب

مسلمانوں نے کہا۔" انشاء اللہ خواب کی تعبیر بہتر ہو گی۔ تم نے کیا خواب دیکھا تھا؟"

حضرت خالد نے کہا۔ "مینے خواب میں دیکھا کہ میں اور مسلمان ایک جنگل بیابان میں ہیں۔ وہ جنگل ایسا تھا کہ اس میں پانی کا نشان نہ تھا۔ ہم اسمیں چلے جاتے تھے۔ ناگہاں ہم پر گدھوں اور اونٹوں کا ایک زبردست گروہ حملہ آور ہوا۔ وہ سب وحشی اور جنگلی تھے۔ بڑے تن و توش کے لیکن ان کی جلدیں اور بال بڑے خوشنما تھے۔ وہ ہم پر کبھی منہ سے حملہ کرتے تھے کبھی ٹاپیں مارتے تھے۔ ہم نیزوں اور تلواروں سے ان پر حملے کر رہے تھے مگر وہ ہمارے حملوں کی پروا ہی نہ کرتے تھے۔ یہانتک کہ ہم نے ان کے دفعیہ کی بہت کوشش کی اور اس کوشش سے ہم رنج و اذیت میں پڑے دفعتہً میں نے بلا بنکر ان پر حملہ کیا۔ اور انہیں اپنی قوم سے دور کر کے جنگل میں چاروں طرف بکھیر دیا۔ میرے ساتھیوں نے بھی پُر زور حملے کئے۔ وہ ہمارے سامنے سے بھاگ نکلے اور تنگ گھاٹیوں اور ٹیلوں میں جا چھپے ہم نے ان میں سے چند پکڑ لئے تھے اور انہیں ذبح کر کے انہیں پکا اور بھون رہے تھے کہ وہ کمبخت پھر اپنی پناگاہوں سے نکل آئے۔ مینے پکار کر مسلمانوں سے

کہا۔ "کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ سوار ہو تم اللہ تعالےٰ تم پر برکت و رحمت کرے"
چنانچہ تمام مسلمان اپنے گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ سوار ہوا۔ ہم نے ان کا پیچھا کیا۔ اور ان میں سے بہت سوں کا شکار کیا۔ میں نے ان میں سے ایک بڑے اونٹ کو جو سب سے آگے تھا مار ڈالا۔ مسلمان بھی انہیں مار رہے تھے وہ پھر بھاگے۔ میں ان کے شکار کرنے سے خوش تھا اور ان کی پناہ گاہوں میں گھسنے کا ارادہ کر رہا تھا کہ دفعتہً مجھے میرے گھوڑے نے گرا دیا۔ میرے سر سے میرا عمامہ گر گیا۔ میں نے ہر چند اُسے اٹھانے اور لینے کی کوشش کی لیکن قادر نہ ہو سکا۔ اسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی۔ میں اسوقت گھبرایا ہوا تھا۔ کیا کوئی شخص میرے اس خواب کی تعبیر بیان کر سکتا ہے؟"

خواب کی تعبیر

حضرت ابوبکر صدیق خواب کی تعبیر بہت اچھی بیان کیا کرتے تھے۔ تمام عرب میں وہ یکتا تعبیر بیان کرنیوالے تھے۔ ان کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن کو بھی تعبیر بیان کرنے میں ملکہ ہو گیا تھا۔ اسوقت وہ بھی حضرت خالد کے ساتھ تھے اور ان کا خواب سن رہے تھے۔ انہوں نے کہا "میں اپنی سمجھ کے موافق تعبیر بیان کرتا ہوں۔ توانا۔ فربہ اور خوش اندام تو یہی رومی ہیں جن کا تعاقب کر رہے ہیں۔ ہم ان کی طلب و تلاش کی وجہ سے محنت و رنج میں پڑے ہیں تمہارا گھوڑے سے گرنا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ تمہارا گھوڑا تمہیں لے کر بلندی سے نشیب کی طرف جائے گا۔ اب رہا عمامہ کا سر سے گرنا۔ عمامہ اہل عرب کا تاج ہے۔ ممکن ہے تم سے امارت لے لی جائے یا حقیقت میں تمہارا

عمامہ لڑائی کے ہنگامہ میں سر سے اتر کر گر جائے"۔
خالد۔ امارت لے لئے جانے کا مجھے رتی برابر بھی ملال نہ ہوگا۔ میں اللہ تعالےٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس خواب کی تعبیر دنیاوی امور میں ظاہر کرے آخرت کے امور میں ظاہر نہ کرے"۔
پھر انہوں نے اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے شہ سواران مسلمین! بہ تحقیق میں اپنی جان کا مالک ہوں۔ اور میں نے اپنی جان کو راہِ خدا میں قید کیا ہے۔ میں گبروں کی تلاش میں روانہ ہونے کو تیار ہوں۔ کیا تم بھی میرے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو؟"
اگرچہ مسلمان شکستہ و خستہ ہو رہے تھے لیکن وہ تیار ہو گئے انہوں نے کہا "ہم آپ کے ساتھ چلنے کو آمادہ ہیں"۔
خالد۔ تب سنو۔ یا تو اس مہم میں ہمیں دولت اور فتح حاصل ہوگی۔ یا ہماری تمہاری ملاقات کا وعدہ گاہ بہشت ہے۔
اب حضرت خالد یونس کی طرف متوجہ ہوئے انہوں نے اس کا اسلامی نام نجیب رکھا تھا۔ اس سے کہا۔" اے نجیب! کیا یہ ممکن ہے کہ ہم رومیوں سے مل جائیں۔
یونس نے عرض کیا۔" ممکن تو ہے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس فواح کے رومی تمہیں گزند نہ پہنچائیں"۔
خالد۔ اندیشہ نہ کر۔ ہم اللہ غالب اور بزرگ پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسکی ذات سے اعانت اور بھلائی کی امید رکھتے ہیں۔ جب ہم اسے یاد کرتے ہیں۔ ہمارا ہر کام اسی کی رضامندی کے لئے ہوتا ہے تو وہ کیوں ہماری مدد نہ کرے گا۔

چنانچہ مسلمان گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ یونس راہبر آگے چلا۔ وہ جبل نکام پر چڑھ گئے اور راستہ طے کیا۔ یہاں تک کہ رات آگئی اور مسلمانوں نے قیام کردیا۔

پُرزور بارش

اس روز دن چھپتے ہی ہوا تیز ہو گئی۔ بادل امنڈ آئے گھٹا چھا گئی۔ بوندیں پڑنے لگیں۔ مسلمانوں کے پاس نہ خیمے تھے۔ نہ بارش سے بچنے کا کوئی اور سامان تھا۔ وہ بھیگنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں دھواں دھار بارش ہونے لگی۔ اس زور سے پانی پڑتا تھا جیسے مشکوں کے منہ کھل گئے ہوں اور ان سے پانی گر رہا ہو۔ کچھ رات گئے تک زور شور سے پانی پڑتا رہا مسلمان سر جوڑے بیٹھے تھے اور بھیگ رہے تھے گھوڑے بھی چرنا بھول گئے تھے گردنیں لٹکائے خاموش کھڑے تھے۔

آدھی رات کے بعد بارش رُکی۔ مسلمانوں نے کپڑے نچوڑے۔ بھیگے کپڑوں میں نیند تو کیا آتی۔ پتھروں کا سہارا لے کر پڑ گئے اور تھوڑی دیر کیلئے آنکھیں بند کرلیں۔ صبح ہوتے ہی حضرت خالد نے اذان کہی۔ مسلمانوں نے صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ اسوقت بادل پھٹ گیا تھا۔ ابر دوش ہوا پر سوار اُڑا چلا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں مطلع صاف ہوگیا سورج نکل آیا۔ یونس راہبر نے کہا "یا امیر آپ یہیں ٹھیریں میں قوم کی خبر لینے جاتا ہوں۔ میرا خیال ہے وہ ہم سے نزدیک ہیں۔" میں نے رات ان کے شور و غل کی آواز سنی ہے"۔

حضرت خالد کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یونس ان کے ساتھ فریب کرنا نہ چاہتا ہو انہوں نے مغیرہ بن سعدہ کو اس کے ساتھ کردیا۔ دونوں روانہ ہوئے۔

وہ ایک پہاڑ پر چڑھ گئے جس کا نام آبرش تھا۔ رومی اسے جبل بارق کہتے تھے۔ مفرط بن جعدہ نے بیان کیا ہے کہ ہم دونوں پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر دیکھنے لگے۔ پہاڑ کے دوسری طرف اس کے دامن ہی میں ایک وسیع چراگاہ تھی جو نہایت سبز اور بڑی ہری بھری تھی۔ اس چراگاہ کے بیچ میں رومی ٹھیرے ہوئے تھے۔ وہ اور ان کا سامان بھی رات کو بارش میں بھیگ گیا تھا۔ انہوں نے قیمتی چیزیں تلف ہو جانے کے اندیشہ سے دھوپ میں پھیلا دی تھیں۔ کچھ لوگ جاگ رہے تھے۔ اور باقی سب ابتک سو رہے تھے۔ شاید وہ رات کو بارش کی وجہ سے نہ سو سکے تھے۔ میں انہیں دیکھ کر خوش ہوا۔ اور دوڑ کر تنہا حضرت خالد کے پاس انہیں خوشخبری پہنچانیکے لئے آیا۔ وہ مجھے تنہا دیکھ کر متردد ہوئے اور لپک کر میرے پاس آگئے آتے ہی مجھ سے پوچھا "تمہارے پیچھے کیا حال ہے اے بیٹے جعدہ کے اللہ قریب دیا تمہیں یونس نے"۔

مینے کہا "نہیں۔ میں خوشخبری پہنچانے کے لئے تنہا آیا ہوں۔ قوم اس سامنے والے پہاڑ کے دامن میں چراگاہ میں موجود ہے وہ بارش میں بھیگ گئے ہیں۔ سامان سکھا رہے ہیں"۔

حضرت خالد نے خوش ہو کر کہا "بشارت اور نیکی دے۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اسی وقت یونس دوڑتا ہوا آیا اسنے کہا "بشارت ہو اے سردار قوم اللہ کی سے اس طرف اس خیال سے آئی تھی کہ تم ان تک نہ پہنچ سکو گے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے تمہیں ان تک پہنچا دیا۔ اب تم مسلمانوں کو نصیحت و ہدایت کر دو کہ اگر وہ میری بیوی تک پہنچ جائیں تو اسے میرے لئے نگاہ رکھیں کیونکہ میں مال غنیمت میں سے سوائے اپنی بیوی کے اور کچھ نہیں چاہتا ہوں"۔

Marfat.com

خالد۔ انشاء اللہ تیری بیوی تیری ہی ہو گی۔

پھر خالد نے مسلمانوں سے کہا "تیار اور سوار ہو جاؤ اے حاملانِ قرآن اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو"۔

حضرت خالد نے چار ہزار مسلمانوں کے چار گروہ ایک ایک ہزار کے بنائے اور ہر گروہ پر الگ الگ سردار مقرر کیا۔

ایک گروہ پر ضرار بن ازور کو ایک گروہ پر رافع بن عمیرۃ الطائی کو۔ ایک گروہ پر عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کو۔ اور ایک گروہ اپنے تحت میں رکھا۔ انہوں نے سب مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا "ہر سردار تھوڑے تھوڑے وقفہ سے حملہ کرے۔ سب سے آخر میں میں حملہ کرونگا"۔

چنانچہ سب سے پہلے ضرار اپنے ہمراہیوں کو لے کر چلے۔ ان کے پیچھے رافع بن عمیرۃ الطائی روانہ ہوئے۔ ان کے بعد عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق بڑھے۔ سب کے بعد حضرت خالد چلے لیکن بعد میں حضرت خالد کی رائے بدل گئی۔ وہ سب سے آگے ہو گئے اور سب سے اول وہ چراگاہ میں پہنچے۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اللہ اکبر کا پر زور نعرہ بلند کیا۔

جنگ مرج دیباج

مسلمانوں نے چراگاہ کی تروتازگی اور شگفتگی دیکھی۔ وہ نہایت خوش ہوئے اسی وقت ان کی نگاہیں ریشمی تھانوں پر پڑیں۔ ان میں سنہرا کام ہو رہا تھا۔

Marfat.com

سرخ۔ زرد۔ گلابی۔ سبز۔ فیروزی اور طرح طرح کے رنگ کے تھان تھے مسلمان ان خوشنما تھانوں کو دیکھ کر آزمائش میں پڑ گئے۔ قریب تھا کہ وہ جہاد سے باز رہ کر مال غنیمت پر ٹوٹ پڑیں کہ ایک شخص نے بنی تمیم سے کہا۔ "برا کرے اللہ تعالے دنیا کا۔ کسقدر دلفریب ہے وہ۔ لیکن بڑی فریب دینے والی اور بڑی مکارہ ہے"

حضرت خالد اس کا کلام سنکر رونے لگے۔ انہوں نے پکار کر کہا۔ "مسلمانو! خدا کی قسم تمیمی اپنے بیان میں سچا ہے۔ تم دشمنوں کی طلب کرو۔ ان سے لڑو۔ ان کے ہلاک کرنے میں کوشش کرو۔ غنایم کی طرف توجہ نہ کرو اس لئے کہ اگر اللہ تعالے نے چاہا تو وہ تمہاری ہی ہیں"۔

یہ کہتے ہی وہ رومیوں کی طرف بڑھے۔ مسلمان بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے وہ اس طرح دوڑے جس طرح شکاری شکار کی طرف دوڑتا ہے۔ جب رومیوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو ان پر ہیبت چھا گئی۔ انہوں نے کہا۔ "افسوس مسلمان یہاں بھی آگئے۔ ہم خراب۔ ہلاک اور برباد ہوئے"۔

توما اور ہربیس نے اپنے ہمراہیوں کو پکار کر کہا۔ "جلدی گھوڑوں اور ہتھیاروں کی طرف دوڑو اور اپنی جان۔ اپنی دولت اور اپنے ناموس کیلئے لڑو۔"

جب رومیوں نے مسلمانوں کی تھوڑی تعداد دیکھی تو ان کا خوف جاتا رہا انہوں نے کہا "مسلمانوں کا یہ گروہ بہت تھوڑا ہے۔ مسیح نے انہیں تمہاری طرف اس لئے بھیجا ہے کہ تم انہیں شکار کر لو۔ صلیب پر اعتماد کرو۔ اس سے مدد چاہو اور انہیں سب کو مار ڈالو"

کچھ رومی تو مال کی حفاظت پر متعین ہو گئے۔ کچھ مسلمانوں پر حملہ کرنے کیلئے تیار ہوئے کچھ عورتوں اور بچوں کی نگرانی کرنے لگے۔

Marfat.com

حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں نے رومیوں پر حملہ کیا۔ توما پانچ ہزار سواروں سے مقابلہ میں آگیا۔ اس کے تمام سوار زرہ پہنے غرق آہن تھے۔ خونریز جنگ شروع ہوگئی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ضرار بن الآزور معہ اپنے ایک ہزار ہمراہیوں کے نمودار ہوئے۔ ان کے بعد رافع بن عمیرۃ الطائی آئے اور سب کے پیچھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق پہنچ گئے۔

اب رومیوں پر پھر ہراس طاری ہوا لیکن سوائے لڑنے کے اور چارہ ہی باقی نہ رہا تھا۔ ہربیس نے پکار کر کہا "مسیحیو! اپنی نعمتوں اور اپنے ناموس کیلئے موت کی لڑائی لڑو۔

اس روز مسلمانوں کا شعار "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ" تھا۔ مسلمان کلمہ طیبہ پڑھ کر پُرزور حملے کر رہے تھے۔

توما کا قتل

توما نے اپنی دونوں آنکھوں کے سامنے سونے کی صلیب بلند کر رکھی تھی اس صلیب میں جواہر جڑے ہوئے تھے۔ وہ جگمگا رہی تھی۔ حضرت خالد نے اسے پہچان لیا۔ وہ اس کی طرف جھپٹے۔ ان کے ہمراہی بھی رومیوں کو مارتے کاٹتے ہٹاتے بڑھے۔ حضرت خالد نے پکار کر کہا۔ او دشمن خدا توما! تم لوگ نہ جانتے تھے کہ تم نابید ہونے والے ہو۔ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤ گے تم ہم سے بچ کر بھاگے تھے۔ لیکن نہ بھاگ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے زمین کی طنابیں کھینچ دیں۔ شہروں کو لپیٹ دیا اور ہمیں تمہارے پاس پہنچا دیا۔ اب بچکر کہاں جاؤ گے"۔

یہ کہتے ہی انہوں نے حملہ کیا توما الگ بچا نا جاتا تھا۔ کیونکہ بیچارہ کو عرب کی

Marfat.com

نازنین ام ابان نے آنکھ پھوڑ کر کانا کر دیا تھا۔ حضرت خالد نے اسکی دوسری آنکھ پر نیزہ مارا۔ اس کی وہ آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ وہ چلاتا اور فریاد کرتا ہوا گھوڑے سے گرا۔ رومی اسے بچانے کے لئے جھپٹے۔ خالد کے ہمراہیوں نے حملہ کرکے انہیں پیچھے دھکیل دیا۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق کی یہ چالاکی تھی کہ وہ جلدی سے اپنے گھوڑے سے کود ے۔ توما کے سینہ پر سوار ہوئے تلوار سے اس کا سر کاٹ لیا۔ انہوں نے اس سر کو نیزہ پر چڑھایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر بلند آواز سے پکار کر کہا۔ مسلمانو! مارا گیا دشمن خدا توما ملعون۔ نیزہ پر اسی کا سر ہے۔ اب تم ہر تیس کو طلب کرو"۔

مسلمان نیزہ پر توما کا سر دیکھ کر خوش ہو گئے انہوں نے اور بھی سختی سے حملے شروع کئے۔

یونس اور اس کی بیوی کی جنگ

رافع بن عمیرۃ الطائی نے اس گروہ پر حملہ کر دیا جو عورتوں کی حفاظت پر تھا۔ رومی اپنے ننگ و ناموس کے لئے جی توڑ کر لڑے مگر مسلمانوں نے انہیں ٹکڑے کر ڈالا۔ ان کے خون سے سبزہ کو رنگ ڈالا۔

رافع بن عمیرۃ الطائی نے بیان کیا ہے کہ جب ہم نے رومیوں کو مار ڈالا۔ باقی ماندہ پیچھے ہٹ گئے اسوقت مینے دیکھا کہ ایک رومی ایک خوبصورت عورت سے کشتی لڑ رہا ہے۔ کبھی عورت اسپر غالب آجاتی تھی اور کبھی وہ عورت پر غالب آجاتے تھے۔ مجھے تعجب ہوا کہ جوان رومی ہے اور کیوں ایک رومی نازنین سے لڑ رہا ہے۔ مینے ان کے

قریب جا کر دیکھا تو وہ یونس راہبر تھا اپنی بیوی سے کشتی لڑ رہا تھا۔ مینے چاہا کہ اس کی مدد کروں کہ اچانک دس رومی عورتوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ وہ میرے گھوڑے کے اور میرے پتھر مارنے لگیں۔

ہرقل کی بیٹی کی گرفتاری

میں اپنی ڈھال پر عورتوں کے پتھر روک رہا تھا کہ ایک خوبصورت عورت نے جس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ ایک بڑا پتھر میرے گھوڑے کی پیشانی پر مارا۔ وہ گھوڑا مضبوط اور اکثر لڑائیوں میں شریک ہوا تھا۔ حضرت خالد بن الولید کے ساتھ جنگ یمامہ میں بھی موجود تھا۔ اسنے اپنا سر نافو پر مارا۔ گرا اور گرتے ہی مر گیا۔ میں جلدی سے اس کے اوپر سے کود کر الگ ہو گیا۔ مجھے اس عورت پر بڑا غصہ آیا جسنے پتھر مار کر میرا گھوڑا مار دیا تھا۔ میں جلدی سے اس عورت کو پکڑنے کے لئے دوڑا۔ وہ اور اس کی ساتھی عورتیں بھاگیں۔ وہ اس سبک روی سے بھاگ رہی تھیں جس طرح شکاری کے خوف سے ہرنیاں بھاگتی ہیں۔ مگر میں ان کے نزدیک پہنچ گیا۔ مینے چاہا کہ تلوار سے انہیں سب کو قتل کر ڈالوں۔ لیکن فوراً ہی خیال آ گیا کہ خلیفہ نے عورتوں کے مارنے سے منع کیا ہے۔ پھر بھی میں اس حسینہ کے پیچھے تلوار لے کر جھپٹا جسنے میرا گھوڑا مارا تھا۔ جب میں اس کے نزدیک پہنچا تو اسنے اپنے گورے گورے اور نازک ہاتھوں کو سر کے اوپر رکھ لیا اور نہایت مترنم آواز میں "لوزن" "لوزن" یعنی "امان" "امان"۔ مینے ہاتھ پکڑ لیا وہ دیباج کے قیمتی کپڑے اور سونے کے مرصع بجواہر زیورات پہنے تھی۔ اسکے سر پر موتیوں کی لڑیاں تھیں۔ مینے اس کے بعد اس کی تمام ساتھی عورتوں کو بھی گرفتار کر دیا۔ اب میں واپس ہوا۔ مینے کہا دیکھوں یونس اور اس کی بیوی کا

کیا ہوا - جب میں وہاں آیا جہاں ان دونوں کو کشتی لڑتے چھوڑ گیا تھا - تو انہیں وہاں نہ پایا - میں انہیں تلاش کرنے لگا - ایک رومی گھوڑا میرے ہاتھ آگیا میں اسپر سوار ہوگیا - کچھ دور جا کر مینے دیکھا کہ یونس سر پکڑے زار زار رو رہا ہے اور اس کی بیوی خون آلودہ مردہ اس کے سامنے پڑی ہے - مینے اس سے پکار کر دریافت کیا - "یونس کیا ہوا؟" اسنے کہا - میں لٹ گیا - برباد ہوگیا - میری خوشی جاتی رہی - دنیا تاریک ہوگئی - یہ میری بیوی ہے جو سامنے مردہ پڑی ہے - میں اسی کی طلب و تلاش میں سرگرداں یہانتک آیا اسے پالیا اس سے اپنے ساتھ چلنے کو کہا اسنے انکار کیا اور صاف کہدیا تو مسلمان ہوگیا ہے میں تیرے ساتھ ہرگز نہ جاؤں گی بلکہ قسطنطنیہ میں جا کر راہبہ بنجاؤنگی - مینے اسے جبرًا لیجانا چاہا - وہ مجھ سے کشتی لڑی - جب میں اسپر غالب آیا تو اسنے چھری نکال کر اپنے سینہ میں ماری اور مرگئی - کاش وہ میرے چھری مار کر مجھے مار ڈالتی مجھے اس سے بے پناہ محبت تھی - اب مجھے اپنی زندگی بے کیف نظر آنے لگی - یہ کہکر وہ رونے لگا - رافع کے بھی آنسو نکل آئے -

رافع نے یونس سے کہا "غم نہ کر اللہ بزرگ و برتر نے اس سے بھی بہتر عورت عطا کی ہے جو نہایت خوبرو اور مہ جمال ہے - ریشمی کپڑے اور سونے کے مرصع بہ جواہر ہار پہنے ہے - سر پر موتیوں کی لڑیاں ہیں - اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہے - تو اسے اپنی بیوی کے بدلہ میں لے"

یونس نے دریافت کیا "وہ کہاں ہے؟"

رافع - یہ میرے ساتھ ہے -

یونس نے اسے دیکھا - وہ اس کا حسن و جمال دیکھ کر حیران رہ گیا - اس نے رومی زبان میں اس سے باتیں کرکے رافع سے کہا "تم نے جانا یہ کون ہے؟"

Marfat.com

رافع نے جواب دیا "نہیں"۔

یونس - یہ ہرقل اعظم کی بیٹی اور توما کی بیوی ہے - میں اسے اپنی بیوی بنانے کا اہل نہیں ہوں - یہ بھی یقینی ہے کہ ہرقل اعظم اسے واپس لینے کی خواستگاری کرے گا - اور جسقدر مال اس کے عوض تم طلب کرو گے وہ دے گا۔

رافع - مگر اب تو یہ تیرے لئے ہے - تو اسے لے۔

یونس نے اسے لے لیا - اسوقت نہایت گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی مسلمان بے دریغ رومیوں کو قتل کر رہے تھے - رومی بھی اپنی پوری طاقت سے لڑ رہے تھے - لیکن ان کی تعداد کم ہو گئی تھی اور اب وہ بھاگنے لگے تھے کچھ مسلمانوں نے مال واسباب جمع کرنا شروع کر دیا - کچھ لڑائی میں مصروف رہے۔

واقدی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ جب مسلمانوں کو قدرے اطمینان ہوا اور انہوں نے دیکھا تو خالد بن الولید کو وہاں نہ پایا - وہ بہت گھبرائے - انہیں ڈھونڈھنے لگے - مگر ان کا کہیں پتہ نہ چلا مسلمانوں نے افسوس بھرے لہجہ میں کہا "ہیہات ہم نے اپنے امیر کو کھو دیا"۔

ہربیس کا تعاقب

خالد بن الولید کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ توما کے قتل ہونے کے بعد انہوں نے بہت سے رومیوں کو مار ڈالا - اب وہ ہربیس کی تلاش میں ہوئے رومیوں کو قتل کرتے ہوئے اسے ڈھونڈھتے پھر رہے تھے - انہوں نے ایک قوی الجثہ - گرانڈیل رومی کو دیکھا اس کی داڑھی سرخ تھی - وہ دیباج کے کپڑے پہنے تھا۔

Marfat.com

حضرت خالد نے اسے ہربیس سمجھا۔ انہوں نے اس پر نہایت سختی سے حملہ کیا۔ وہ ان کے سامنے سے بھاگ نکلا۔ خالد نے اس کا پیچھا کیا۔ گبر نے اپنے گھوڑے کو گرداوا دینا شروع کیا۔ خالد نے موقعہ پاکر اس کے پہلو میں نیزہ چبھویا۔ وہ سر کے بل زمین پر گر پڑا۔ خالد غضبناک شیر کی طرح اپنے گھوڑے سے کودے اور یہ کہتے ہوئے اس کے سینہ پر جا چڑھے "او ہربیس! تو سمجھا تھا کہ میرے ہاتھ سے بچ کر بھاگ جائے گا"۔

وہ گبر عربی زبان سے واقف تھا۔ اس نے چلا کر کہا "میں ہربیس نہیں نہیں ہوں۔ اگر تم مجھے اماں دو گے تو جسقدر زر فدیہ طلب کرو گے میں ادا کروں گا"۔

خالد نے اس کی صورت دیکھتے ہوئے کہا "تو ہربیس نہیں ہے۔ نہ ہو۔ تجھے اسوقت تک رہائی نہ ملے گی۔ جب تک ہربیس کا پتہ نہ بتائے۔ میں نے تو ماکو مار ڈالا ہے۔ ہربیس کو مار ڈالنے کی اور تمنا ہے اگر تو اس کا پتہ بتا دے گا تو میں تجھے بغیر فدیہ لئے چھوڑ دونگا"۔

گبر۔ اگر یہ بات ہے تو تم عہد کرو کہ جب میں ہربیس کا پتہ بتا دوں تو تم مجھے چھوڑ دو گے

خالد۔ ہاں میں چھوڑ دونگا۔ بشرطیکہ ہربیس میرے قابو میں آجائے۔

گبر۔ تم عربوں کے عہد کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ تم نے دمشق میں ہمیں اماں دی اور پھر ہمارا پیچھا کر کے ہمیں آپکڑا اور ہمارا مال و اسباب چھین لیا۔ اب تم نے کہا تھا کہ اگر میں ہربیس کا پتہ بتا دوں تو تم مجھے بغیر کوئی عوض لئے چھوڑ دو گے مگر فوراً ہی تم کہنے لگے کہ اگر ہربیس تمہارے قابو میں آجائیگا تب تم مجھے رہا کرو گے۔ یہ بات عہد و اقرار کے خلاف ہے۔ ہربیس معمولی آدمی نہیں ہے۔ بڑا شہسوار اور جنگجو ہے۔ اسے گرفتار کرنا

Marfat.com

آسان نہیں ہے۔

خالد۔ او باطل پرست گبر! تو ہمیں بد عہد بتاتا ہے۔ ہم پر عہد شکنی کا الزام لگاتا ہے حالانکہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ جو نبی الرحمتہ اور اور شفیع الامتہ تھے۔ ہم جو اقرار کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں جو امانت رکھتے ہیں اسے ادا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم دمشق سے تمہارے تعاقب میں چوتھے روز چلے۔ اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے راستوں کو لپیٹ دیا۔ ہربیس کتنا بھی بہادر اور جنگجو ہو انشاء اللہ میں اسے دیکھتے ہی یا تو گرفتار کر لونگا یا مار ڈالونگا۔ میں حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تو مجھے ہربیس کا پتہ بتا دے گا یا اسے دکھا دے گا تو میں تجھے بغیر زرِ فدیہ لئے چھوڑ دونگا۔

گبر۔ اچھا تو تم میرے سینہ سے اُترو۔

حضرت خالد اس کے سینہ سے اُترے۔ اُسنے کھڑے ہو کر کہا۔ "تم اس گروہ کو دیکھتے ہو جو پہاڑ کی بلندی پر چڑھا چلا جا رہا ہے۔ ہربیس اس گروہ کا سردار ہے اور اس کے ساتھ ہے۔ اُس کے سر پر ایک جواہر نگار صلیب ہے۔"

حضرت خالد نے ادھر ادھر دیکھا اسد بن جابر قریب تھے۔ انہوں نے انہیں اپنے پاس بلا کر کہا۔ "اس گبر کو اپنی حراست میں رکھو۔ اس نے بتایا ہے کہ جو گروہ بلندی کی طرف جا رہا ہے اس میں ہربیس ہے۔ اگر اس گروہ میں واقعی ہربیس ہوا تو تم اسے رہا کر دینا اور اگر نہ ہو تو تم اسے مار ڈالنا۔"

اب حضرت خالد نے اس گروہ کا پیچھا کیا جو بلندی پر چڑھ رہا تھا۔ انہوں نے

Marfat.com

نیزہ سدھا کر لیا۔ گھوڑے کو تیز چلایا اور قریب پہنچکر بلند آواز سے کہا "اے پرستاران صلیب! سختی ہو تم پر۔ تمہارے لئے مجھ سے کہاں نجات اور رہائی ہے۔ تم کہاں بھاگے جاتے ہو۔"

ہربیس نے ان کی آواز سنکر ان کی طرف دیکھا۔ اسنے انہیں پہچانا نہیں وہ سمجھا کوئی مسلمان سردار ہے۔ انہیں تنہا دیکھ کر اسے طمع ہوئی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ٹھیرنے کا حکم دیا۔ وہ ٹھیر گئے۔ اس کے گروہ میں سرہنگان مبارز تھے۔ بہادر اور دلیر تھے۔ لوہے میں غرق تھے۔ سوائے آنکھوں کی پتلیوں کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ تلواریں اور عمود ہاتھوں میں لئے تھے۔

حضرت خالد نے ان کے قریب پہنچکر سختی سے حملہ کرتے ہوئے کہا۔ ہوشیار ہو جاؤ اے گبرو! آگیا تمہاری موت کا فرشتہ۔ میں شہ سوار ہوں۔ لڑائی میں شدت کرنیوالا ہوں۔ میں مشہور شمشیر زن خالد بن ولید ہوں۔"

یہ کہتے ہی انہوں نے ایک رومی سوار کے نیزہ مارا۔ اسے گھوڑے سے الٹ دیا۔ پھر دوسرے پر حملہ کیا اسے بھی گرا دیا۔ ہربیس نے اپنی قوم سے کہا۔ سختی ہو تم پر۔ دلیری سے مقابلہ کرو۔ اس شخص کا۔ یہی وہ ہے جس نے ملک شام کو الٹ دیا ہے۔ شہروں کو فتح کر لیا ہے۔ اجنادین میں رومیوں کو بھیڑوں کی طرح ذبح کیا ہے۔ اسی کی مجھے اور توما کو تلاش تھی۔ توما مارا گیا۔ میں زندہ ہوں۔ تو تم اسے مار ڈالو یا گرفتار کر لو۔ مسیح کی قسم پھر تمہاری عزت لوٹ آئے گی دولت آجائے گی۔ شہر واپس مل جاویں گے اور تم اپنے مقتول بھائیوں کا انتقام لے لو گے۔"

یہ سنتے ہی رومی حضرت خالد کے گرد ہو گئے۔ ہربیس کے ساتھ بہت بطارقہ تھے۔ انہوں نے بھی حملہ کر دیا۔ خالد بن الولید نہایت جوش و قوت

لڑ رہے تھے۔ مگر وہ تنہا تھے۔ رومی کثرت سے تھے۔ جب وہ کسی گبر کو مار ڈالتے تھے تو رومی اور بھی شدت سے حملہ کرتے تھے۔ خالد سمجھ گئے کہ فریب نفس ہیں آکر انہوں نے رومیوں کی کثرت کا خیال نہیں کیا۔ ان پر حملہ کر دیا۔ ان کے دفع کرنے کی قوت ان میں نہیں ہے۔ ان کا گھوڑا بھی مضمحل ہو گیا تھا۔ وہ اسے آرام دینے کے لئے گھوڑے سے اتر پڑے۔ اور بڑے صبر و استقلال سے لڑنے لگے۔

لڑائی کے دوران ہی میں انہیں یہ خیال ہوا کہ ان کے خواب کے ایک حصہ کی تعبیر پوری ہو گئی۔ وہ بلندی سے نیچے اتر آئے۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا "مینے زبردست غلطی کی مجھے تنہا تعاقب نہیں کرنا چاہئے تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کام مسلمان بہادروں اور دلیروں کا ہے کہ وہ میرے علم کے نیچے لڑیں"۔

اسی وقت بیس گبروں نے ان پر تلواروں کا مینہ برسا دیا۔ وہ ان کے وار روک رہے تھے کہ ہربیس نے پشت کی طرف سے آکر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ خود کو پھاڑ ڈالا اور عمامے کے بھی ٹکڑے کر دیئے۔ لیکن ہربیس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ خالد کو خوف ہوا کہ کہیں ہربیس دوسرا حملہ کر کے ان کا کام تمام نہ کر دے۔ انہیں یہ بھی اندیشہ ہوا کہ اگر وہ ہربیس کی طرف متوجہ ہوں تو کہیں بطارقہ انہیں زخمی نہ کر ڈالیں۔

مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت خالد بتیس بڑی لڑائیوں میں شریک ہوئے اور ہر لڑائی میں انہوں نے شہادت کی تمنا کی مگر نصیب نہ ہوئی۔

حضرت خالد نے اپنے سامنے والوں پر جھپٹ کر حملہ کیا اور اس طرح خوش ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ جیسے انہیں مدد پہنچ گئی ہو۔ حالانکہ یہ ایک جنگی حیلہ تھا لیکن اسی وقت اللہ اکبر کی صداؤں سے پہاڑ کا وہ حصہ گونج اٹھا جہاں جنگ ہو رہی

پر احسان

Marfat.com

تھی۔ کوئی شخص پکار کر کہہ رہا تھا۔ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، یَا اَبَا سُلَیْمَانَ اَتَاکَ الْغَوْثُ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ" یعنی "سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ وہ تنہا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے ابا سلیمان! پروردگارِ عالم کی طرف سے تمہارے پاس فریادرس آگیا۔" میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق ہوں۔ کفر کو مٹانے والا ہوں۔ کافروں کو ہلاک کرنے والا ہوں"۔

حضرت عبدالرحمٰن کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے۔ انہوں نے اور عبدالرحمٰن نے آتے ہی سختی سے حملہ کیا اور گبروں کو متفرق و منتشر کر دیا۔ ان میں تلواروں کو خرچ کیا اور انہیں قتل کرنے لگے۔

ہربیس کا قتل

جب ہربیس نے مسلمانوں کی تہلیل و تکبیر کی آواز سنی اور انہیں پُرزور حملے کرتے دیکھا تو فرطِ خوف سے اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔ اسنے گھوڑا اپنی پشت کی طرف لوٹایا اور بھاگنے کا ارادہ کیا۔ حضرت خالد نے دیکھ لیا۔ انہوں نے اسکی طرف جھپٹ کر کہا۔ کہاں بھاگا جاتا ہے۔ موت تیری راہ میں ہے"۔ انہوں نے زبردست حملہ کر کے اس کے دو ٹکڑے کر کے ڈال دیا۔

یوں تو ہر مسلمان رومیوں کو بڑی تیزی اور پھرتی سے قتل کر رہا تھا لیکن سب سے زیادہ کوشش ضرار بن الازور کر رہے تھے۔ انہوں نے سب سے زیادہ رومیوں کو قتل کیا تھا۔ آخر رومی بھاگ نکلے۔ حضرت خالد نے ضرار سے کہا اے ابنِ ازور! تم ہمیشہ اپنے کاموں میں مبارک ہو۔ تم نے خوب جہاد کیا۔

Marfat.com

اور خوب فیروزمندی حاصل کی"۔

پھر حضرت خالد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق کو سلام کیا۔ ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے دریافت کیا "تم نے کس طرح کیا جانا کہ میں یہاں ہوں"۔

حضرت عبدالرحمٰن نے کہا "ہم لوگ لڑائی میں مصروف تھے کہ دفعتہً رومی بھاگ نکلے۔ مسلمان مال غنیمت اور رومی عورتوں کو ایک جگہ جمع کرنے لگے اسوقت ہم لوگوں نے دیکھا تو تمہیں نہ پایا۔ تمام مسلمانوں کو بڑا رنج و فکر اور سخت رنج وقلق ہوا۔ ہم سب فکر و اندیشہ میں تھے کہ ہم نے آواز سنی "مسلمانو! تمہارے سردار کو تمہارے دشمنوں نے گھیر لیا ہے"۔

میں سخت پریشان ہو کر دوڑا۔ لیکن حیران تھا کہاں جاؤں کہاں ڈھونڈوں۔ کہ ایک گبر نے جو اسد بن جابر کی حراست میں تھا مجھے راہ بتائی اسنے یہ بھی کہا کہ میںنے تمہارے سردار کو ہربیس کو بتایا تھا۔ وہ اس کے تعاقب میں پہاڑ پر گئے ہیں"۔ میں اور میرے ساتھی تیزی سے دوڑے خدا نے ہمیں یہاں پہنچا دیا"۔

خالد۔ خدا کا احسان ہے کہ اسنے تمہیں عین وقت پر پہنچایا۔ اس گبر نے مجھ پر دو احسان کیئے ہیں۔ ایک یہ کہ اس نے مجھے ہربیس کی راہ بتائی۔ دوسرے یہ کہ اس نے تمہیں میری مدد کے لئے بھیجا۔ اس کا حق ہم پر واجب ہو گیا۔

حضرت خالد وہاں سے لوٹے۔ ان کی گمشدگی سے مسلمان بڑی پریشانی میں تھے۔ جب انہوں نے حضرت خالد کو آتے ہوئے دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ سب نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

خالد نے گبر کو اپنے سامنے بلا کر کہا "اے حامی صلیب! تو نے مجھ پر احسان

Marfat.com

کیا ہے۔ میری تمنا ہے کہ تو مسلمان ہو کر میرا بھائی بنجا۔ تین خداؤں کو چھوڑ کر ایک خدا کا اقرار کرے۔ خدا کی قسم بہشت میں داخل ہوگا"۔

گبر نے کہا۔ "اپنا مذہب چھوڑنا مجھے کسی طرح بھی منظور نہیں ہے"۔

خالد - "اچھا میں نے تمہیں آزاد کیا۔ تم جسقدر چاہو زادراہ اور جس سامان کی ضرورت ہو لے لو"۔

گبر نے کچھ نہیں لیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رومی شہروں کی طرف چلا گیا۔ اس عرصہ میں مسلمان مال غنیمت اور قیدیوں کو ایک جگہ جمع کر چکے تھے۔ جب حضرت خالدؓ نے دولتِ دنیا اور قیدیوں کو دیکھا تو خدا کا شکر ادا کیا۔ انہوں نے یونس راہبر کو بلا کر دریافت کیا۔ "نجیب! تیری بیوی ملی"۔ یونس نے اپنا تمام حال بیان کیا۔ رافع بھی وہاں آگئے۔ انہوں نے خالدؓ سے کہا۔ "میں نے ہرقل اعظم کی بیٹی کو گرفتار کر کے یونس کے حوالہ کر دیا ہے"۔

خالد - تم نے خوب کیا۔ ہرقل کی بیٹی کہاں ہے۔

یونس نے ہرقل کی بیٹی کو ان کے سامنے پیش کیا۔ وہ اسقدر خوبصورت تھی کہ جس طرف جاتی تھی اس نواح کو منور کر دیتی تھی۔ وہ اس کا حسن وجمال اس کے دلربایانہ انداز اور اس کا خرام ناز دیکھ کر حیران رہ گئے اس کے چہرہ میں ایسی جاذبیت تھی کہ جو ایک دفعہ دیکھ لیتا تھا مقناطیسی اثر سے دیکھتا رہ جاتا تھا۔ حضرت خالدؓ نے اس کی طرف سے فوراً منہ پھیر لیا۔ اور کہا۔ "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ بِحَمْدِكَ تَخْلُقُ مَا تَشَاءُ وَتَخْتَارُ" پھر پڑھا۔ "وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ" یعنی اے معبود! تو پاک ہے اور لائق حمد ہے جسے جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے"۔ انہوں نے یونس سے کہا۔ کیا تم اسے اپنی

بیوی کے عوض میں لینا پسند کرتے ہو؟"

یونس۔ بڑی خوشی سے۔ لیکن میں جانتا ہوں ہرقل اعظم اسے میرے یا تمہارے پاس ہرگز نہ چھوڑے گا۔ اسے اپنی اس بیٹی سے بڑی محبت ہے۔ وہ اس کے عوض میں جسقدر رقم مال طلب کروگے تو وہ تم سے آخری دم تک لڑے گا۔

خالد۔ جبتک وہ طلب کرے تم اسے اسوقت تک اپنے پاس رکھو۔ اگر اس نے طلب نہ کیا تو یہ تمہاری ہے اور اگر اس نے طلب کیا تو خدا تمہیں اس سے اچھا عوض عطا کرے گا۔

یونس نے حضرت خالد کا شکریہ ادا کیا اور ان سے کہا۔" اے سردار! یہ رومیوں کا ملک ہے۔ مجھے خوف ہے کہیں وہ حملہ نہ کردیں۔ اس لئے یہاں سے جلد روانہ ہو جاؤ۔"

خالد۔ خوف نہیں کرنا چاہئے۔ خدا ہمارا مددگار ہے۔

مسلمانوں نے اطمینان سے سب سامان بار کیا۔ قیدیوں کو ساتھ لیا اور وہاں سے چلے۔

مرج الدیباج کی وجہ تسمیہ

مرج کے معنی چراگاہ کے ہیں۔ اور دیباج ریشمی کپڑے کو کہتے ہیں اس لئے مرج الدیباج کے معنی "ریشمی کپڑے کی چراگاہ" کے ہوئے۔ چونکہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو مال غنیمت میں اسقدر ریشمی کپڑے ملے کہ ہر مسلمان کے حصہ میں کافی آئے اس لئے مدتوں تک اس جنگ کے بعد جب کسی مسلمان پر کوئی دیباج کا کپڑا دیکھتا تھا اور پوچھتا تھا کہ وہ کہاں سے آیا تو وہ کہدیتا تھا کہ "مرج الدیباج سے ملا تھا"۔ اسی لئے اس مرج کا نام مرج الدیباج مشہور ہو گیا۔

Marfat.com

مسلمان آرام اور اطمینان سے سفر کر رہے تھے۔ وہ رومیوں کے ملکوں اور شہروں میں سے ہو کر گذر رہے تھے لیکن کسی مقام کے رومی ان سے معترض نہیں ہوئے۔ جس راستہ کو انہوں نے چند روز میں تعاقب کی حالت میں طے کیا تھا اب اسے طے کرنے میں ہفتوں لگ گئے۔ چنانچہ جب وہ مرج الصغر کے قریب پل دم حکیم پر پہنچے تو انہوں نے اپنی پشت کی طرف غبار اڑتے دیکھا یونس نے کہا۔ مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ۔ رومی آ پہنچے“۔

حضرت خالدؓ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہا۔” کون خبر لائے گا کہ اس غبار کے پیچھے کیا ہے؟“

قبیلہ غفار کے ایک شخص صعصعہ نے کہا۔ میں خبر لاؤنگا۔ وہ اپنے مضبوط گھوڑے پر سوار ہو کر چلے اور تھوڑی ہی دیر میں تیز دوڑتے ہوئے آئے۔ انہوں نے پکار کر کہا۔” یا امیر! ہمیں لے لیا ہے صلبان نے اس غبار کے پیچھے رومی گبر ہیں۔ جو سر سے پیر تک لوہے میں غرق ہیں۔ ایسے کہ ان کے جسم سے سوائے آنکھ کی پتلی کے کچھ ظاہر نہیں ہوتا ہے“۔

حضرت خالدؓ نے یونس سے کہا۔” تم جا کر دریافت کرو۔ یہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟“

یونس گیا اور جلد ہی پلٹ آیا۔ اسنے کہا۔” اے امیر! کیا مینے نہ کہا تھا کہ ہرقل اعظم اپنی بیٹی کی طرف سے غفلت نہ کرے گا۔ ضرور اس کا خواستگار ہو گا۔ یہ گروہ رومیوں کا اس لئے آیا ہے۔ بادشاہ نے اسے اپنی بیٹی کو لینے کے لئے بھیجا ہے خواہ تم اسے فروخت کر دو جسقدر مال میں چاہو یا بطور ہدیہ کے دیدو“۔

ابھی یونس یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک بوڑھا معزز رومی ان کے پاس آیا۔ وہ اونی لباس پہنے تھا۔ اس نے بلند آواز سے کہا۔” میں ہرقل اعظم کا قاصد

Marfat.com

ہوں۔ تمہارے سردار سے ملنا چاہتا ہوں" مسلمان اسے خالد کے سامنے لے آئے۔

ہرقل اعظم کی بیٹی کی رہائی

حضرت خالد نے رومی بوڑھے سے کہا "تم بادشاہ کا کیا پیغام لائے ہو"۔

بوڑھے نے کہا۔ بادشاہ نے کہا ہے کہ میں نے سن لیا جو تم نے میری قوم کے ساتھ کیا۔ میرے دلیروں کو مار ڈالا۔ میری بیٹی کے شوہر کو قتل کر دیا۔ میری بیٹی اور دوسری عورتوں کو گرفتار کر لیا۔ تم فتحمند ہوئے۔ مگر ان فتوحات پر بیباک نہ ہو جاؤ۔ یاد رکھو ظلم اور زیادتی کرانے والی چیز ہے جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا۔ اب تم یا تو میری بیٹی کو زر فدیہ کے عوض میں واپس دیدو۔ یا بطور ہدیہ کے میرے پاس بھیجدو۔ میں جانتا ہوں کہ بخشش و کرم تمہارے خصائل سے ہے"۔

خالد نے کہا "تو اپنے بادشاہ سے کہدینا کہ بڑا ظلم ہے۔ جو خدا کو واحد نہیں سمجھتا اس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہے۔ اگر وہ کفر سے باز نہ آیا اور ایک خدا کا قائل نہ ہوا تو خدا کی قسم میں ہرگز واپس نہ لوٹونگا یہانتک کہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے۔ ہمیں اس کے تخت گاہ تک قابض کر دے اور ہمیں پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ ہم انطاکیہ تک مالک و قابض ہو جائیں گے۔ ہم دولت کے بھوکے نہیں ہیں۔ اس کی بیٹی کو فروخت کر کے مال لینا نہیں چاہتے۔ ہم اس کی بیٹی کو رہا کرتے ہیں اور یہ ہماری طرف سے تمہارے بادشاہ کو ہدیہ ہے"۔

چنانچہ خالد بن الولید نے ہرقل اعظم کی بیٹی کو رہا کر دیا اور بغیر کوئی معاوضہ لیے اسے عزت کے ساتھ شاہی ایلچی کے حوالہ کر دیا۔ یہ سفیر بادشاہ کے پاس اس کی

Marfat.com

بیٹی کو لے کر پہنچا۔ اس نے حضرت خالد کی تمام گفتگو اسے سنائی۔ ہرقل اعظم نے تمام ملوک۔ بطارقہ اور درباریوں کو جمع کر کے کہا "تم نے مسلمانوں کا اخلاق۔ مسلمانوں کا کرم اور مسلمانوں کی شجاعت دیکھی جو باتیں کبھی ہم میں تھیں۔ وہ آج ان میں ہیں۔ وہ خدا سے ڈرتے اور اس کی عبادت کرتے ہیں۔ خدا ان پر مہربان ہے۔ ہم عیش و عشرت میں ڈوب کر خدا کی نافرمانی کرنے لگے ہیں۔ خدا ہم سے ناخوش ہو گیا ہے۔ جو نعمتیں اس نے ہمیں دے رکھی تھیں۔ اب ہم سے چھین کر فرمایا یہ عربوں کو دے رہا ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ عربوں سے جس طرح بھی ہو صلح کر لینا ہی بہتر ہے لیکن تم نے نہ مانا بلکہ اور میرے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ اب تم نے دیکھا مسلمان شہروں پر شہر فتح کر رہے ہیں۔ تمہاری عورتوں کو انہوں نے اپنی کنیزیں بنا لیا ہے۔ حضرت مسیح کی قسم مسلمانوں کے سردار نے سچ کہا "عجب نہیں کہ وہ میری تخت گاہ تک مالک و قابض ہو جائیں۔ مگر تم مجبور رہو۔ یہ بات تمہاری طرف سے نہیں ہے بلکہ پروردگار عالم کی جانب سے ہے"

ہرقل اعظم کی یہ تقریر سنکر رومی رونے لگے۔

مسلمانوں کی واپسی

حضرت خالد بن الولید معہ اپنے ہمراہیوں کے چل کر دمشق میں واپس آئے۔ حضرت ابو عبیدہ اور ان کے تمام ساتھی حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں کی وجہ سے سخت اندیشہ ناک تھے۔ وہ ان کی واپسی سے ناامید ہو گئے تھے۔ جوں ہی انہوں نے حضرت خالد اور ان کے ہمراہیوں کو دیکھا۔ خوش ہو گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا۔ ان کی ملاقات

Marfat.com

اور استقبال کے لئے دوڑے۔ حضرت خالد اور ان کے ساتھیوں کو ان کی سلامتی پر مبارکباد دی۔ ان سے واقعاتِ جنگ دریافت کئے۔

حضرت خالد نے حضرت ابوعبیدہ اور دوسرے مسلمانوں کے سامنے لڑائی کے حالات بیان کئے۔ اس سرگذشت کو سنکر ابوعبیدہ کو ان کی شجاعت و دلیری پر بڑا تعجب ہوا۔ جب مسلمانوں نے مالِ غنیمت اور قیدیوں کو دیکھا تو خوش ہو کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ حضرت خالد نے مالِ غنیمت کے پانچ حصے کئے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دیئے اور ایک حصہ دربارِ خلافت میں روانہ کرنے کے علیحدہ کر لیا۔

یونس کا حال

حضرت خالد نے یونس کو ان کے حصے سے زیادہ اپنے حصہ میں سے مال و دولت دے کر کہا تم اس مال کو خرچ کر کے اپنا نکاح کر لو۔ جو رومی عورت تمہیں پسند آئے اسے خرید لو اور اپنا گھر بسا لو۔ یونس نے کہا "خدا کی قسم اب میں اپنا نکاح نہ کرونگا۔ وہ مر گئی جس سے میں محبت کرتا تھا۔ اب کسی دوسری عورت میں اپنی بیوی نہ بناؤنگا۔ میں خدا کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ وہ عالمِ آخرت میں مجھے حور العین عطا فرمائیگا"۔

رافع بن عمیرۃ الطائی نے بیان کیا ہے کہ یونس ہمارے ساتھ رہے۔ وہ لڑائیوں میں شریک ہوتے اور جہادِ عظیم کرتے۔ یہاں تک کہ یرموک کی مشہور لڑائی میں شریک ہوئے۔ خوب لڑے اور آخر کار شہید ہو گئے۔ مجھے ان کی وفات کا بڑا رنج ہوا۔ میں نے رو رو کر ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ ایک روز میں نے انہیں خواب میں دیکھا۔ وہ خوشنما لباس پہنے ہوئے تھے۔ ان کے

Marfat.com

پیروں میں نہایت اچھے جوتے تھے جو سونے کے معلوم ہوتے تھے۔ وہ ایک پُر بہار باغیچہ میں چہل قدمی کر رہے تھے۔ میں نے ان سے دریافت کیا۔ اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟" انہوں نے کہا "خدا نے لطف و بخشش کی مجھے وہ جنت عطا فرمائی جس کا اس نے وعدہ کیا ہے۔ اور میری بیوی کے عوض مجھے ایسی حوریں بخشیں جن کا حسن و جمال انسانی آنکھ دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی۔ اگر ان میں کوئی حور دنیا میں ظاہر ہو جائے تو اس کے چہرہ کی چمک کے سامنے چاند اور سورج کی روشنی پھیکی پڑ جائے۔ ان کے چہرے موتیوں سے زیادہ سفید اور شب چراغ سے زیادہ روشن ہیں ان میں بڑی جاذبیت اور دلفریبی ہے۔"

جب رافع نے اپنے اس خواب کا ذکر حضرت خالد سے کیا تو انہوں نے کہا۔ "خدا کی قسم انہیں یہ رتبہ شہادت کی بدولت نصیب ہوا ہے۔"

روانگی خط

جب حضرت خالد مرج الدیباج کی مہم میں مصروف تھے تو حضرت عمر فاروق کا ایک خط حضرت ابو عبیدہ کے پاس آیا تھا اس میں لکھا تھا کہ ابو بکر صدیق نے وفات پائی (ان کی وفات اسی روز ہوئی تھی جب دمشق فتح ہوا تھا اور ابو عبیدہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تھا) حضرت عمر نے خالد کو معزول کر کے حضرت ابو عبیدہ کو امیر مقرر کیا تھا۔ لیکن حضرت ابو عبیدہ نے یہ خط مسلمانوں کو پڑھ کر نہ سنایا تھا۔ اور نہ حضرت خالد کو انہیں شرم آئی

خالد کی معزولی اور اپنی تقرری کا اعلان کریں۔

حضرت خالد کو چونکہ حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کا حال معلوم نہ تھا اس لئے انہوں نے ان کے نام ایک خط اس مضمون سے لکھا "یہ خط ہے عبداللہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام خالد بن ولید المخزومی حاکم شام کی طرف سے۔ میں خدا کی حمد کرتا اور اس کے رسول پر درود بھیجتا ہوں:۔

حال یہ ہے کہ دمشق کے محاصرہ میں مسلمان مشقت و سختی میں مبتلا تھے کہ خدا نے مدد کی میں دروازہ شرقی سے دمشق میں از روئے قہر اور غلبہ کے داخل ہوا لیکن رومیوں نے باب جابیہ پر ابو عبیدہ کو فریب دے کر صلح کر لی۔ وہ صلح کے ذریعہ سے شہر میں داخل ہوئے۔ یہ دونوں کنیسۂ مریم پر ملے۔ ابو عبیدہ کے آگے قس اور راہب تھے۔ ان کے پاس صلح کی دستاویز تھی۔ ابو عبیدہ نے مجھے رومیوں کے قتل سے باز رکھا۔ ہرقل اعظم کا داماد توما اور ہربیس دونوں شہر سے بے شمار مال اور ٹڈی دل رومیوں کو لے کر نکلے۔ میں نے ان کا تعاقب کیا اور مرج الدیباج میں جا کر ان پر حملہ کیا۔ توما اور ہربیس کو مار ڈالا۔ رومی بھاگ گئے۔ ان کے تمام مال و اسباب پر میں نے قبضہ کر لیا۔ ہرقل اعظم کی بیٹی کو بھی گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن بادشاہ کے طلب کرنے پر اسے بطور ہدیہ کے واپس کر دیا۔ میں سلامتی کے ساتھ واپس آیا۔ اب میں تمہارے حکم کا منتظر ہوں۔ تم پر سلامتی ہو۔"

حضرت خالد نے یہ خط عبداللہ کو دے کر مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اس نے مدینہ میں پہنچکر حضرت عمر فاروق کو خط دیا انہوں نے

Marfat.com

بڑھ کر دریافت کیا۔ کیا شام کے مسلمانوں کو حضرت ابو بکر صدیق کی وفات معلوم نہیں ہوئی ؟" عبداللہ نے عرض کیا۔ "نہیں"

حضرت عمر خاموش ہوگئے۔

حضرت عمرؓ کے فضائل

حضرت ابو بکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت عمر بن الخطاب خلیفہ ہوئے۔ وہ بڑے بہادر اور زمانۂ جاہلیت میں درشت مزاج اور سخت طبع تھے۔ مسلمان ہونے پر مزاج کی درشتی تو جاتی رہی لیکن مزاج کی سختی باقی رہی۔ مگر جب وہ خلیفہ ہوئے تو مزاج کی سختی بھی جاتی رہی اور نرم دل ہوگئے۔ لوگ ان سے ڈرتے اور ان کا بڑا لحاظ کرتے تھے۔

جب وہ خلیفہ ہوئے تو ان کی عمر باون سال کی تھی۔ مسجد نبوی میں ان کے ہاتھ پر تمام مسلمانوں نے بیعت کی۔ کوئی شخص بھی ایسا باقی نہیں رہا۔ جس نے بیعت نہ کی ہو۔ ان کے زمانۂ خلافت میں عداوت ونفاق کی جڑ کٹ گئی۔ باطل مٹ گیا۔ حق کو فروغ ہوگیا۔ دین کا غلبہ ہوا۔ کفر و شرک جلتے رہے۔ شیطان کی حکومت ختم ہوگئی۔

خلیفہ ہوتے ہی وہ غریبوں پر مہربانی۔ یتیموں پر شفقت اور بزرگوں کی عزت کرنے لگے۔ وہ ظالم سے مظلوم کی داد دلاتے تھے۔ عدل وانصاف کرتے تھے۔ احکام شرع کے اجراء میں کسی کی مروت نہیں کرتے تھے۔ بیواؤں کا کام خود کرتے تھے۔

Marfat.com

رات کو حفاظت و نگرانی کے لئے گشت کرتے رہتے تھے - انہوں نے بیت المال قائم کر کے مسلمانوں کی تنخواہیں مقرر کر دی تھیں - جو بچہ جس روز پیدا ہوتا تھا اس کی تنخواہ اسی روز سے مقرر ہو جاتی تھی - ان کا لباس سوتی یا اُونی جبّہ ہوتا تھا - اس میں اکثر پیوند لگے ہوتے تھے - کپڑا ہوتے ہوئے بھی چمڑہ کے پیوند لگا لیتے تھے - ان کے ہاتھ میں ہمیشہ دُرّہ ہوتا تھا - اس دُرّہ کا خوف تلواروں سے زیادہ تھا - وہ جو کی روٹی نمک کے ساتھ کھاتے تھے - کبھی بلا نمک ہی کے کھا لیتے تھے - ذائقہ کی چیزوں کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا -

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت عمر خلیفہ ہو کر اپنے دونوں صاحبوں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق کے قدم بہ قدم چلے - انہوں نے نسبی تفاخر ترک کر دیا تھا - غرور کبھی نہ کرتے تھے - امورِ خلافت کی انجام دہی نے انہیں ضعیف و نحیف کر دیا تھا - ان کی خوراک کبھی کھجوریں ہوتی تھیں - کبھی جو کی روٹی -

وہ کہا کرتے تھے کہ جو کی روٹی نمک کے ساتھ کھانا آسان ہے بمقابلہ اس کے کہ لذیذ غذاؤں سے دنیا میں تن پروری کی جائے اور آخرت میں دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے - وہ آگ دنیا کی آگ سے بہت تیز اور تکلیف دہ ہوگی - اس میں کبھی راحت نہ ملے گی - اس کا پانی پیپ ہوگا -

حضرت عمر فاروق نے اپنے عہد خلافت میں بہت زیادہ فوجیں بھیجیں - کئی شہر آباد کئے - کئی ملکوں کو فتح کیا - ان کا

Marfat.com

عہدِ خلافت نہایت شاندار تھا۔ وہ دوزخ سے بہت ڈرتے تھے۔ رضی اللہ تعالٰے عنہ باقی حالات جلد دوم فتوح الشام میں پڑھیں۔

تمت بالخیر

(پہلی جلد ختم ہوئی)

(محمد صادق حسین صدیقی۔ سردھنوی)

ہم انشاءاللہ تاریخ اسلام کے باقی حصے بھی علیحدہ علیحدہ ناظرین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ فتوح الشام کے بعد فتوح العجم کا نمبر آئے گا۔

ویلیوسٹار پنجاب پرنٹنگ ورکس موہن لال روڈ سے چھپا باہتمام میاں عبدالمجید صاحب مالک پیسہ اخبار

(لاہور سے شائع ہوا)

فہرست کتب کارخانہ ہٰذا

پیسہ اخبار لاہور

سے طلب کریں

مفت ارسال

کی جاتی ہے

Marfat.com

ترکی - یا بازنطین
روضیا
انطاکیہ
بحرِ روم
دلب
شام
عراق
فلسطین
عرب
خلیج فارس
بحرِ احمر
مدینہ
مکہ
یمن
عدن

Marfat.com

Marfat.com

ہمارے ہاں ہر قسم کی

چھپائی کا کام فارسی

اردو - انگریزی عربی

مناسب شرحوں پر ہوتا ہے

(مینیجر)

ویسٹ پنجاب پرنٹنگ ورکس موہن لال

(روڈ لاہور)

Marfat.com

سنہ ۹۲ء میں پہلی دفعہ طبع ہوئی

ستا دو روپے آٹھ آنے

Marfat.com